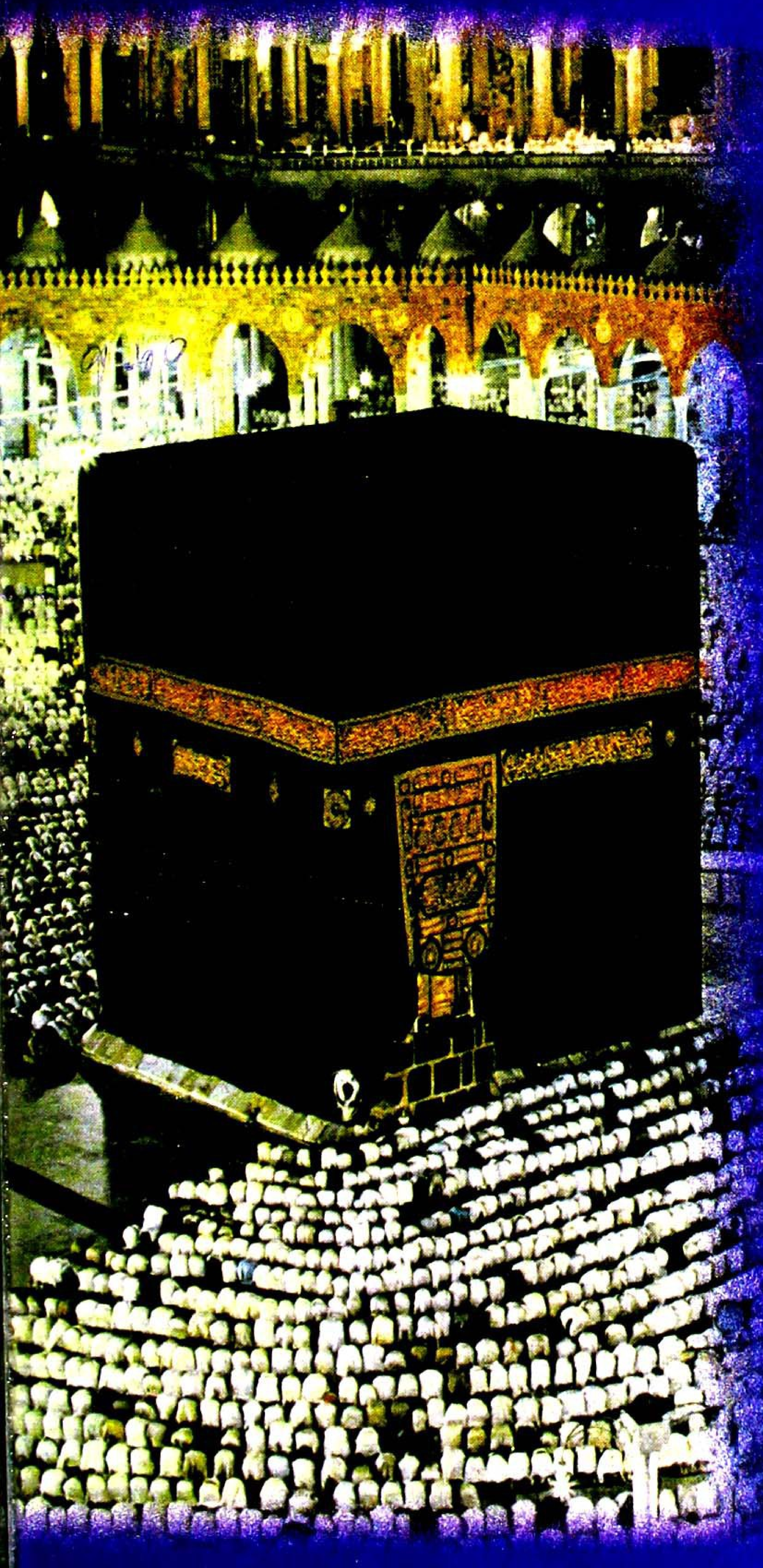

الصلوٰۃ

تصنیفِ لطیف

مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہری

فرید بک سٹال
۳۸۔ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

الصلوٰۃ

تصنیفِ لطیف

مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی

فرید بک سٹال

۳۸۔ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

83904

فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

نام کتاب	:	الصلوٰۃ
مطبع	:	رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
طبع باراول	:	۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء
طبع باردوم	:	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء
ہدیہ	:	[redacted]

Farid Book Stall ®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۷۱۲۳۴۳۵-۷۳۱۲۱۷۳-۴۲-۰۹۲
فیکس نمبر ۷۲۲۴۸۹۹-۴۲-۰۹۲
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

Marfat.com

آئینہ مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	انتساب	۸
۲	کلمۂ آغاز	۹
۳	مناجات	۱۱
۴	استغاثہ	۱۲
۵	آداب و مسائلِ نوافل	۱۳
"	والدین کے حقوق (حاشیہ)	۱۵
"	بیٹھ کر نوافل کا ثواب	۱۷
"	چلتی ریل گاڑی پر نماز	۱۸
"	جہل خود گناہ ہے (حاشیہ)	۲۰
"	ریل میں قیام و قعود	۲۰
۶	خاصانِ خدا کی خاص نمازیں	۲۹
۷	تحیۃ الوضوء	۳۰
۸	تحیۃ المسجد	۳۱
۹	احادیثِ کریمہ اور حاضریٔ مساجد	۳۲
۱۰	چند مسائل متعلق باحکامِ مسجد	۳۴
۱۱	نمازِ اشراق	۳۹
۱۲	مسائلِ متعلقہ	۴۱
۱۳	نمازِ چاشت	۴۲
۱۴	مسائلِ متعلقہ	۴۳
۱۵	نمازِ اوابین	۴۶
۱۶	فضائل و مسائل	۴۶
۱۷	نمازِ تہجد، فضائل و برکات	۵۰
۱۸	قرآن کریم اور قیام اللیل	۵۷
۱۹	قیام اللیل کی دوسری نمازوں پر برتری	۶۰
۲۰	مسائلِ متعلقہ	۶۱
۲۱	تراکیبِ نمازِ تہجد	۶۳
۲۲	رات میں پڑھنے کی بعض دعائیں	۶۶
۲۳	قیام اللیل پر معاون	۶۹
۲۴	سلفِ صالحین اور قیام اللیل	۸۱
۲۵	نمازِ سفر و واپسیٔ سفر	۸۳
۲۶	آدابِ متعلقہ سفر	۸۴
۲۷	نمازِ استخارہ	۸۷
۲۸	احادیثِ کریمہ	۸۸
۲۹	فوائدِ متعلقہ	۹۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۰	صلوٰۃ التسبیح	۹۳
۳۱	مسائلِ متعلقہ	۹۴
۳۲	چند تراکیب نمازِ حاجت	۹۵
"	استمداد و استعانت	۱۰۰
۳۳	صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ	۱۰۳
۳۴	نمازِ غوثیہ کے چند نکات و لطائف	۱۰۴
۳۵	نماز توبہ	۱۱۳
۳۶	نمازِ حفظ الایمان	۱۱۶
۳۷	نماز برائے زندگی قلب و روشنی قبر	۱۱۸
۳۸	نماز برائے تنویرِ قلب	"
۳۸	نماز برائے شفائے امراض	"
۳۹	نماز برائے دفعِ بواسیر	۱۱۹
۴۰	نماز برائے حصولِ سعادتِ اُخروی	"
۴۱	نماز برائے آسانی ضغطۂ قبر	"
۴۲	نماز برائے آسانی جوابات در قبر	۱۲۰
۴۳	تمام سال کے مخصوص نوافل	۱۲۱
۴۴	نوافل شبِ غرۂ محرم الحرام	۱۲۲
۴۵	نوافلِ شبِ عاشورا	۱۲۴
۴۶	نوافلِ یوم عاشورا	۱۲۵
"	تحفۂ شبلی	۱۲۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۶	تحفۂ درویش	۱۲۶
۴۷	رجب المرجب کے فضائل	۱۳۷
۴۸	نوافلِ ماہِ رجب	۱۳۹
۴۹	پندرھویں شعبان	۱۴۵
۵۰	نوافلِ شبِ برات	۱۴۶
۵۱	شبِ قدر	۱۵۲
۵۲	نوافلِ شبِ قدر	۱۵۳
۵۳	شبِ قدر کے کچھ اور وظائف و اعمال۔	۱۵۵
۵۴	ماہ ذی الحجہ کی برکات	۱۵۷
۵۵	نوافل ذی الحجہ	۱۵۸
۵۶	رمضان المبارک کے روزے	۱۵۹
۵۷	رمضان المبارک اور قرآن کریم	۱۶۲
۵۸	نماز تراویح سے متعلق چند مسائل	"
۵۹	شبینہ اور ختم قرآن کریم	۱۶۵
۶۰	نماز وتر کا بیان	۱۶۹
۶۱	قنوتِ نازلہ کا حکم اور طریقہ	۱۷۱
۶۲	شبِ عید الفطر و عید الاضحیٰ	۱۷۲
۶۳	عید الفطر کی صبح	۱۷۳
۶۴	کرم بے حساب کا تقاضا	۱۷۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
٦٥	روزِ عید کے مستحبات	١٧٥
٦٦	نمازِ عید کی ترتیب	١٧٦
٦٧	تکبیرِ تشریق کے مسائل	١٧٧
٦٨	سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز	١٧٨
٦٩	چند مسائلِ فقہیہ	١٧٩
٧٠	فائدہ جلیلہ	١٨٠
٧١	نمازِ استسقاء	״
٧٢	چند مسائلِ متعلقہ	١٨٥
٧٣	قضا نماز	١٨٦
٧٤	چند ضروری مسائل	١٨٨
٧٥	ایک غلط فہمی کا ازالہ	١٩١
٧٦	قضا نمازوں میں آسانی و تخفیف	١٩٢
٧٧	بیمار کی نماز	١٩٣
٧٨	چند مسائلِ فقہیہ	١٩٤
٧٩	تنبیہ ضروری	١٩٥
٨٠	مسافر کی نماز	١٩٦
٨١	چند ضروری تشریحات	״
٨٢	چند مسائل متعلق بہ نماز سفر	١٩٨
٨٣	وطنِ اصلی اور وطنِ اقامت	٢٠٠
٨٤	سرکاری ملازمین کے دورے	٢٠١

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
٨٥	جمعہ و نمازِ جمعہ	٢٠٣
״	چند تشریحی اشارے	״
٨٦	فضائلِ جمعہ میں چند احادیثِ کریمہ	٢٠٤
٨٧	نماز جمعہ کے چند احکام	٢٠٦
٨٨	**تنبیہات**	٢٠٨
٨٩	جمعہ سے متعلق چند آداب	٢١٢
٩٠	سجدہ سہو	٢١٤
٩١	سجدۂ تلاوت	٢١٨
٩٢	سفرِ آخرت	٢٢٠
٩٣	دمِ واپسیں اور تلقینِ شہادتین	٢٢٥
٩٤	چند مسائل متعلقہ	٢٢٧
٩٥	غسل میت سے متعلق چند مسائل	٢٢٩
٩٦	ایک نفیس فائدہ	٢٣١
٩٧	**تنبیہات**	٢٣٣
	میت کے حلق میں کپڑا نچوڑنا غلط ہے۔	״
״	بعد انتقال زوجہ شوہر کو منہ دیکھنا	٢٣٤

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	جائز ہے۔		۱۱۴	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۲۶۲
۹۷	غسلِ میت کے لیے استعمال	۲۳۴	۱۱۵	چہل احادیثِ کریمہ	۲۶۴
	برتن کافی ہیں۔			دعائے خیر	۲۷۲
〃	غسل میت کے لیے کوئی جہت	〃		**فہرست ضمنی مضامین!**	
	مقرر نہیں۔				
۹۸	میت کو نہلانے کا طریقہ	۲۳۵	۱/۱۱۶	کتاب وسنت کا باہمی رابطہ	۲۴
۹۹	تکفینِ میت	۲۳۶	۲/۱۱۷	بشارت جلیلہ (اعمال کی پیشی)	۳۳
۱۰۱	کفن پہنانے کا طریقہ	۲۳۹	۳/۱۱۸	حضرت خضر نبی ہیں (حاشیہ)	۴۷
۱۰۲	مسئلہ ضروریہ	۲۴۰	۴/۱۱۹	سوتے وقت کے بعض اوراد	۴۸
۱۰۳	جنازے کی روانگی	〃	۵/۱۲۰	خبیث النفس (حاشیہ)	۵۳
۱۰۴	نماز جنازہ	۲۴۲	۶/۱۲۱	نیک سلوک	۵۴
۱۰۵	نماز جنازہ کے شرائط	۲۴۳	۷/۱۲۲	مسلمان کون؟	۵۶
۱۰۶	غائبانہ نماز جنازہ	۲۴۴	۸/۱۲۳	پند سود مند	۶۴
۱۰۷	نمازِ جنازہ کا طریقہ	۲۴۶	۹/۱۲۴	حسب منشا بیداری	۶۹
۱۰۸	قبر و دفن	۲۴۸	۱۰/۱۲۵	بدخوابی و جنابت	۷۲
۱۰۹	طریقۂ تلقین قبر	۲۵۰	۱۱/۱۲۶	بدعت واہل بدعت سے	۷۴
۱۱۰	میت سے متعلق مسائل متفرقہ	۲۵۲		نفرت۔	
۱۱۱	شجرہ وعہد نامہ قبر میں رکھنا	۲۵۶	۱۲/۱۲۷	اکل حلال کی اہمیت	۷۷
۱۱۲	ایصالِ ثواب	۲۵۷	۱۳/۱۲۸	حضور کو نام سے کرندا، حرام	۱۰۲
۱۱۳	زیارت قبور اور اس کے آداب	۲۵۹		ہے۔	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴/۱۲۹	توبہ اور قبولِ توبہ	۱۱۴	۲۳/۱۳۸	محرومی ہی محرومی	۱۴۸
۱۵/۱۳۰	قبر پہ اذان	۱۲۰	//	آتش بازی کی لعنت	۱۴۹
۱۶/۱۳۱	فضائلِ عاشورا	۱۲۸	۲۴/۱۳۹	چند آدابِ دعا	۱۵۶
۱۷/۱۳۲	مسائلِ ضروریہ	۱۳۰	۲۵/۱۴۰	امامت ایک اعلیٰ منصب ہے	۱۶۷
۱۸/۱۳۳	یزید پلید علیہ ما علیہ	۱۳۱	۲۶/۱۴۱	ایک نفیس حدیث شریف	۱۸۳
۱۹/۱۳۴	چند اعمالِ یومِ عاشورا	۱۳۴	۲۷/۱۴۲	وعظ کا پیشہ	۲۰۲
۲۰/۱۳۵	ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ	۱۳۵	۲۸/۱۴۳	درودِ جمعہ	۲۱۳
۲۱/۱۳۶	معراج شریف	۱۴۲	۲۹/۱۴۴	متاعِ زیست	۲۲۱
۲۲/۱۳۷	ایک نفیس نکتہ	۱۴۴	۳۰/۱۴۵	فاعتبروا یااُولی الابصار	۲۲۲
۲۳/۱۳۸	ضروری باتیں	۱۴۸			

Marfat.com

انتساب

اُحِبُّ الصّالِحِینَ وَلَستُ مِنھُم
لَعَلَّ اللہَ یَرزُقُنِی صَلاحًا

اس فقیر قادری کا منہ تو اس قابل نہیں کہ نظر بھی اٹھا سکے۔ مگر اپنے پیارے آقا، مہربان مولیٰ کا دروازہ چھوڑ کر جائے تو کہاں جائے۔ اُن کے سوا اور کون ہے کہ اُن کے گناہگار غلاموں کی چارہ سازی کرے اور اُن کے در کے سوا، اور کس کا در ہے۔ جہاں سیاہ کار قادریوں کو پناہ ملے۔ تو ہر پھر کر وہیں کا وہیں رہنا چاہیے۔

اس لیے

اُن کی نوازشوں پر بھروسہ کرتا اور اُن کی بے غایت مرحمتوں کو، انہیں کی بارگاہ میں وسیلۂ جلیلہ بناتا یہ بدکار و سیہ کار بلکہ سراپا گناہگار یہ جرأتِ رندانہ کر رہا ہے کہ اپنی یہ تالیف

حضور پُر نور، غوث الثقلین، وافر الأیدی، فادر الیدین
سیدنا الغوث الاعظم والقطب الاکرم سیدنا و مولینا
السید الشیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ الربانی

کی بارگاہِ بیکس پناہ میں بطور نذر حاضر کرتا ہے ؎

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را
وَلِلأَرضِ مِن کَاسِ الکِرَامِ نَصِیبٌ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی الماہری عفی عنہ
حیدر آباد سندھ پاکستان

Marfat.com

حرفِ آغاز

یہ فقیر بے نوا، بے بساط، و بے مایہ، اپنی کم مائگی اور بے بضاعتی کے باوجود، محض بفضلِ الٰہی و بہ توفیقِ ایزدی، بزرگانِ دین کی نیک دعاؤں کے طفیل "ہماری نماز" کی ترتیب و تزیین اور تدوینِ نَو سے فارغ ہوا۔ تو ایک اور کتاب کی تالیف کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام اس وقت جو ذہنِ فقیر میں آیا "خاصانِ خدا کی خاص نمازیں" تھا، کہ مقصود بھی اسی قدر تھا۔ لیکن جب قدم اُٹھا تو بڑھتا ہی چلا گیا اور قلم چلا تو اس کی روانی نے جولانی دکھائی۔ اور "ذہنِ نارسا" نے، اس منزل تک رہبری و رسائی کی کہ "نماز پنجگانہ" کے علاوہ، دوسری فرض وواجب اور نفلی نمازیں، کہ معمولاتِ مشائخ سے ہیں، سب سمیٹ کر اس تالیف میں سمو دیں۔ اور اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ "ہماری نماز" جلد دوم کی تکمیل ہوگئی۔ جو اب آپ کے سامنے ہے۔ یعنی المعروف بہ

الصلوٰۃ

یہاں اتنا گزارش بھی کردوں کہ اس تالیف میں "نمازِ غوثیہ" کا آغاز ۱۱ جمادی الاُخریٰ ۷۵ھ کو ہوچکا تھا۔ مگر عنوانِ "نوافلِ شبِ براءت" کے اختتام پر، درس و تدریس کی مصروفیات اور فتویٰ نویسی کی بہتات نے میرا قلم روک دیا اور یہ کتاب "زینتِ طاقِ نسیاں" ہوگئی۔

برسہا برس کے بعد، جب درس و تدریس کی مشغولیت سے مہلت ملی اور پھر تصنیف و تالیف کی جانب، بحمدہٖ تعالیٰ قدمِ شوق بڑھا۔ اور اُردو ترجمہ سبع سنابل شریف و سنی بہشتی زیور اور العقیدۃ الحسنہ جیسی ضخیم کتابیں بھی بفضلہٖ عم نوالہ ترتیب و تدوین بلکہ بعض زیورِ طبع سے آراستہ ہوگئیں تو "فرید بکسٹال اُردو بازار لاہور" کی فرمائش پر،

Marfat.com

پھر اُس کی تکمیل کی جانب قدم ہمت بڑھایا، اور مشائخ کرام کے فیوض و برکات کے نتیجہ میں آج مورخہ ۲۲ شوال المکرم سنہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۳ اگست سنہ ۱۹۸۱ء روز یک شنبہ اس کام سے فراغت پائی۔

مولائے کریم، اپنے فضل عمیم سے، اس خدمتِ دین کو، جو کسی گنتی کے قابل نہیں، محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے اور فقیر کو دولتِ مغفرت سے نوازے۔ صدقہ اپنے حبیب لبیب رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین۔ آمین

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد (سندھ)

پاکستان

Marfat.com

مناجات

خدایا بجز تو، الٰہے نہ دارم ! بجز ذات پاکت پناہے نہ دارم
نیم پاک داماں زعصیاں بہ پیشت بجز لطفِ تو عذر خواہے نہ دارم
گناہِ تو دارم، بکن ہرچہ خواہی ولیکن کسے داد خواہے نہ دارم
بگیراز کرم، دستِ من، تابہ محشر بجز قدرتت، من سپاہے نہ دارم
توئی واقف از حالتِ من خدایا کہ در دہر، من دستگاہے نہ دارم
زدرد و غمت من بجاں شرمسارم کہ در سینۂ خویش آہے نہ دارم
تُرایم تُرایم تُرایم ہچو صابر
بُجز نامِ تو زادِراہے نہ دارم

(سلطان العارفین حضرت صابر کلیر قدس سرہٗ)

Marfat.com

استغاثہ

زسرتاپا خطا کارم، اَغِثنی یارسول اللہ
گناہگارم، گناہگارم، اَغِثنی یا رسول اللہ

تہی دست و تہی داماں، گدایم بے سروساماں
ذلیل و رسوا و خوارم، اَغِثنی یارسول اللہ

بہر رنگے گناہگارم، بہر موئے سیاہ کارم!
بہر لطفِ تو حقدارم، اَغِثنی یارسول اللہ

شکستہ پا، شکستہ بال و پر، خاطر پراگندہ
زحالِ زار، بیزارم، اَغِثنی یارسول اللہ

نہ چارہ ساز نے یارے، نہ زادِ رہ نہ غمخوارے
پریشانم پئے کارم، اَغِثنی یارسول اللہ

توئی مولیٰ، توئی ماوٰی، توئی ملجا، توئی منجا
توئی یاور توئی یارم، اَغِثنی یارسول اللہ

خلیلِ قادریم، رد مکن، دستِ سوالم را
ترا از تو طلب گارم، اَغِثنی یا رسول اللہ

(فقیر مولفِ رسالہ ہذا)

Marfat.com

آداب مسائلِ نوافل

نفل کا اطلاق سنت پر بھی آتا ہے۔ اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام "باب النوافل" میں سُنن کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اور نفل کے جتنے احکام بیان کئے جاتے ہیں وہ سنتوں کو بھی شامل ہوتے ہیں۔ البتہ سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوتی ہے۔ تو اس مطلق حکم سے اس کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور جہاں استثناء نہیں آتا۔ اُسی مطلق حکم کو نفل میں شامل سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نمازِ فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے (بہارِ شریعت)

۲۔ دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔ (درمختار)

۳۔ نماز میں قیام طویل ہونا کثرت رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے۔ مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔ (درمختار)

۴۔ نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر قرارت فرض ہے۔ اور اگر مقتدی ہو اگرچہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدار کی ہو، تو امام کی قرارت اس کے لیے بھی کافی ہے اس پر خود پڑھنا نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

۵۔ نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑے گا قضا پڑھنی ہوگی۔ اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی۔ مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی

Marfat.com

نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔ (درمختار)

تنبیہہ۔ بلا وجہ شرعی نفل نماز شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔ (ردالمحتار)

شریعت مطہرہ نے بعض صورتوں میں نماز توڑنے کی اجازت دی مثلاً

ا۔ سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا صحیح اندیشہ ہو۔

ب۔ کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے۔

ج۔ بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کے خوف سے۔

د۔ اپنے یا پرائے ایک درم کے نقصان کا خوف ہو۔

ر۔ ایک درہم کی کوئی چیز چور یا اُچکا لے بھاگا (اور ایک درہم تقریباً ۴۔ آنے بھر چاندی کا ہوتا ہے یعنی ۴ ماشہ ½ ۱ سرخ)

فائدہ۔ حالات موجودہ میں جب کہ چور اور اُچکے اور اُٹھائی گیرے نمازی کو نماز میں مصروف پا کر اُن کا سامان اڑا کر فرار ہو جانا چاہتے بلکہ فرار ہو جاتے ہیں۔ غور فرمایئے شریعت مطہرہ کا یہ اقدام اگر ایک طرف مسلمان کے سامان کی قدر و قیمت بتاتا اور اُسے تلف ہونے سے بچاتا ہے تو دوسری جانب اس قسم کی واردات کی کس مناسب تدبیر سے روک تھام فرماتا ہے۔

چند صورتوں میں نماز کا توڑ دینا مستحب ہے۔

ا۔ جب کہ پاخانہ پیشاب معلوم ہو مگر نہ شدت سے۔

ب۔ جب کہ کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانعِ نماز نہ ہو (یعنی نجاست غلیظہ درم سے کم ہو اور نجاست خفیفہ کپڑے کے اُس حصہ یا بدن کے اس عضو کی چوتھائی سے کم ہو۔ ورنہ اگر درہم کے برابر ہے تو اس نجاست کا دُور کرنا واجب ہے اور اُس

Marfat.com

حالت میں قصداً نماز ادا کرنا گناہ ہے۔ اور بے پاک کئے نماز پڑھ لی تو مکروہ تحریمی ہوئی۔)

ج۔ جب کہ اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وقت و جماعت فوت نہ ہو۔ اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا۔ البتہ اس کا لحاظ رکھے کہ وقت فوت نہ ہو۔ (در مختار، رد المحتار)

بعض صورتیں وہ ہیں جہاں نماز کا توڑ دینا واجب ہے۔

کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو۔ اگرچہ کسی اور کو پکارتا ہو۔

یا کوئی شخص ڈوب رہا ہے۔

یا کوئی شخص آگ سے جل جائے گا۔

یا اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔

لیکن یہاں شرط یہ ہے کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ۔ ماں باپ[1] دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بُلانے سے نماز قطع کرنا جائز

---

[1] والدین کا حق وہ نہیں جس سے انسان کبھی عہدہ برآ ہو سکے۔ وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے۔ تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے آدمی بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ، اس کی پرورش میں، ان کی کوششیں۔ اس کے آرام کے لیے ان کی تکلیفیں۔ خصوصاً پیٹ میں رکھنے۔ پیدا ہونے اور دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں۔ ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لیے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں۔ ولہذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا حق ذکر فرمایا أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ حدیث میں ہے ایک صحابی

Marfat.com

نہیں۔ البتہ اگر اُن کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو تو توڑ دے جیسے اوپر مذکور ہوا۔ یہ حکم فرض کا ہے۔ اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انہیں معلوم نہ ہوا اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔ (درمختار)

۶۔ طلوع وغروب ونصف النہار کے وقت نماز نفل شروع کی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں قضا پڑھے اور پوری کر لی تو ہو گئی مگر وقت مکروہ میں پڑھنے کا گناہ ہوا۔ بلا وجہ شرعی نفل شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔ (ردالمحتار)

۷۔ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر

(ا) تراویح (ب) تحیۃ المسجد (ج) واپسی سفر کے دو نفل (د) معتکف کے نوافل (ر) سورج گہن کی نماز کہ ان کو مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ یونہی (س) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے (ص) اور طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس پڑھیں۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا۔ اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔ (ردالمحتار)

۸۔ نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ایک گرم راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا۔ چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں اس کے حق سے ادا ہو گیا؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّہٗ اَنْ یَکُوْنَ بِطَلْقَۃٍ وَّاحِدَۃٍ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں۔ شاید یہ ان میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے (طبرانی) اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین آمین ۱۲

(افادات رضویہ)

Marfat.com

کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔ (عالمگیری)

۹۔ چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفع اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت کی قضا واجب ہوگی۔ مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔ (در مختار)

۱۰۔ سنتِ موکدہ اور منّت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا واجب ہے یوں ہی اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیّت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے میں۔ (در مختار وغیرہ)

۱۱۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں۔ مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا ”بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

تنبیہہ۔ آج کل ایک رواج عام پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ ایسا ہے تو یہ خیال غلط ہے۔

وتر کے بعد دو رکعت نفل (جن کے متعلق حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی) ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ اور اس میں اس حدیث سے سند لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے صحیح نہیں کہ یہ حضور کے مخصوصات میں سے ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں

Marfat.com

حاضر خدمتِ اقدس ہوا تو حضور کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ سر اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا کیا ہے اے ابو عبداللہ؟ عرض کی یارسول اللہ حضور نے تو ایسا فرمایا ہے۔ اور حضور بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا ہاں و لیکن میں تم جیسا نہیں۔ یعنی میرا ثواب قیام و قعود، دونوں میں یکساں ہے۔ تو امت کے لیے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور اس میں دونا ثواب ہے۔ اور بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ (بہار شریعت۔ فتاویٰ رضویہ ج ۳)

امام ابراہیم حلبی و صاحب درمختار و صاحب ردالمحتار نے فرمایا کہ یہ حکم حضور کے خصائص سے ہے اور اسی حدیث سے استناد کیا۔ (بہار شریعت)

۱۲۔ کھڑے ہو کر نفل نماز شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی۔ پھر کھڑا ہو گیا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ مگر پہلی صورت میں اختلاف ہے لہٰذا بچنا اولیٰ۔

(بہار شریعت)

۱۳۔ نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں۔ مگر قرأت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔ (درمختار) اور رکوع میں سر اتنا جھکائے کہ گھٹنوں کے محاذی آجائے۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت)

۱۴۔ بیرون شہر (یعنی جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے۔ عالمگیری) سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے۔ اور اس صورت میں استقبال قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس طرف جا رہی ہو ادھر ہی رُخ ہو۔ اور اگر ادھر منہ ہو تو نماز جائز نہیں۔ (درمختار)

۱۵۔ گاؤں یا خیمہ کا رہنے والا جب گاؤں یا خیمہ سے باہر ہوا تو سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

تنبیہہ۔ چلتی ریل گاڑی پر فرض و واجب و سنّتِ فجر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کو جہاز یا کشتی کے حکم میں تصوّر کرنا غلطی ہے کہ اگر کشتی ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور

Marfat.com

ریل گاڑی ایسی نہیں۔ اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے۔ لہذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے۔

ہاں اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہتہ العباد (بندوں کی جانب سے) کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے

(بہار شریعت)

اقول وباللہ التوفیق۔ ریل میں بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے عام طور پر دو طریقے رائج ہیں۔

۱۔ بینچ وغیرہ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا لینا۔ ۲۔ پاؤں اٹھا کر بہ ہیئت نفل بیٹھنا۔

اور یہ دونوں طریقے قطعاً نا کافی اور شرعاً نا قابل اعتبار ہیں۔

اوّلاً۔ ظاہر ہے کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز شرعی ثابت نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ:

"کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا مثلاً کھڑے ہونے سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی۔ (غنیہ)

بلکہ اسی کتاب میں مذکور ہے کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔"

اب فرمائیے کہ بلا عذر صحیح، فرائض یا واجبات یا سنّتِ فجر کہ ان میں بھی قیام فرض ہے اس طرح بیٹھ کر پڑھے گئے تو کیا آدمی بری الذمہ ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ یہاں کوئی عذر صحیح ثابت نہیں تو قیام ساقط نہ ہوا۔ اور جب قیام ساقط

Marfat.com

نہ ہوا تو بیٹھ کر نماز ادا کر لینا ہرگز کافی نہیں بلکہ فرضِ الٰہی بندہ کے ذمہ باقی اور بندہ گنہگار رہتا ہے۔

ثانیاً۔ استقبالِ قبلہ یعنی نماز میں جہت کعبہ کو منہ کرنا شرائط نماز سے ہے کہ بغیر اس کے نماز متحقق نہیں یہاں تک کہ فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"چلتی کشتی میں نماز پڑھے تو بوقتِ تحریمہ قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو منہ پھیرتا جائے اگرچہ نفل نماز ہو۔" (غنیہ)

اب اس معیار پر ان نمازوں کو جانچیے کہاں تک پوری اترتی ہیں۔ بعض بندگانِ خدا تو بلا تکلف بغیر تحری جدھر چاہتے نماز ادا کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنے نزدیک سمجھتے ہیں کہ ہم فرض الٰہی سے سبکدوش ہو گئے۔ حالانکہ وہ فرض اب بھی ان کے ذمہ ہے۔ لہذا جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہیں۔ ان کا اعادہ[1] بقدر ظن غالب ضرور ہے۔

فائدہ نفیسہ

قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔ ہاں بعض وقت سجدے میں دقت ہوتی ہے جب کہ قبلہ بنچ کی طرف ہو۔

وہ یوں ہو سکتا ہے کہ سر کو خم کر کے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہو گا۔ مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہو جائے۔ ۴۵ درجے کے قریب

---

[1] اور جہل، عدمِ اعادہ کا سبب نہیں ہو سکتا۔ جہل خود گناہ ہے۔ ہمارے علماء نے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کر دیئے اور قرآن عظیم میں فرمایا "فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" "تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو۔"

اب نہ جاننے والوں کی غلطی ہے اس نے کیوں نہ سیکھا، کیوں نہ پوچھا۔ غرض ان نمازوں کا اعادہ اس قدر ضرور ہے کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب باقی نہ رہی ۱۲ (افاداتِ رضویہ)

Marfat.com

تک اجازت ہے۔ مثلاً ا ب ایک خط ہے۔ اس پر ہ ح عمود ہے۔ اور فرض کرو کہ کعبہ مقدسہ عین نقطۂ ح کے محاذی ہے۔ دونوں قائمے ا ہ ح اور ح ہ ب کی تنصیف کرتے ہوئے دو خط ہ س اور ہ ج کھینچے تو یہ زاویے ۴۵-۴۵ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہے۔

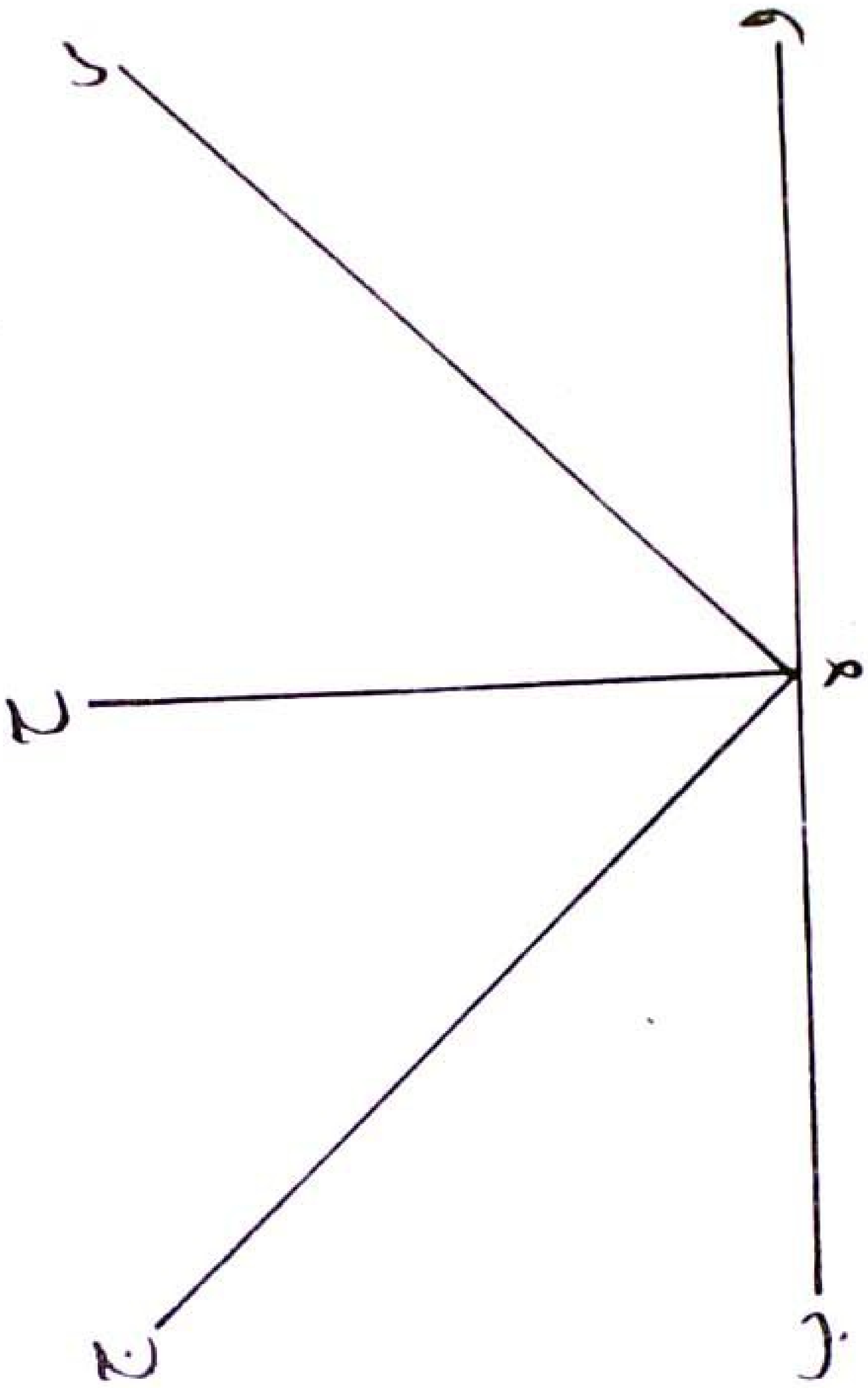

اب جو شخص مقام ہ پر کھڑا ہے۔ اگر نقطہ ح کی طرف منہ کرے تو عین کعبہ کو منہ ہے اور اگر دائیں یا بائیں س یا ج کو جھکے تو جب تک خط س ح، یا ح ج کے اندر رہے۔ جہت کعبہ میں ہے۔

اور جب س سے بڑھ کر ا۔ یا ج سے گزر کر ب کی طرف کچھ بھی قریب ہو گا۔ تو اب جہت سے نکل گیا نماز نہ ہو گی۔ (افادات رضویہ)

۱۶۔ اصح یہ ہے کہ نفل و سنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنتِ وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت (اطاعت) کی نیت کرے۔ اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔ (منیہ)

۱۷۔ نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔ اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔
(در مختار)

۱۸۔ فرض نماز کی تحریمہ پر نفل نماز کی بنا کر سکتا ہے مثلاً عشا کی چاروں رکعتیں پوری کر کے بے سلام پھیرے سنتوں کے لیے کھڑا ہو گیا۔ لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ و ممنوع ہے

Marfat.com

اور قصداً نہ ہو تو حرج نہیں۔ مثلاً ظہر کی چار رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کر چکا تھا۔ اب خیال ہوا کہ دو ہی پڑھیں اُٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا۔ اب معلوم ہوا کہ چار ہو چکی تھیں۔ تو یہ رکعت نفل ہوئی۔ اب ایک اور پڑھ لے کہ دو رکعتیں ہو جائیں۔ تو یہ بنا بقصد نہ ہوئی۔ لہٰذا اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (در مختار، رد المحتار)

۱۹۔ ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا کر سکتا ہے۔ لیکن ایک فرض کی دوسرے فرض یا نفل پر بنا نہیں ہو سکتی۔ (در مختار)

۲۰۔ نفل کے لئے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا تو ہو جاتی (رد المحتار)

۲۱۔ دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار۔ اگر تنہا پڑھے۔ اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔ (در مختار)

۲۲۔ سنن و نوافل میں دو رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔ (منیہ) باقی اور نمازوں میں پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو۔ یہی حکم جمعہ و عیدین کا بھی ہے۔ (عالمگیری)

۲۳۔ نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی صورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ (غنیہ)

۲۴۔ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ مفترض پچھلی رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔ (عالمگیری)

۲۵۔ نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کر لے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔ (در مختار)

۲۶۔ اصل حکم استحبابی یہی ہے کہ فجر و ظہر و عصر و عشاء کی، فرض نماز سے پہلے والی سنّتیں، مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، گھر میں پڑھ کر مسجد کو جائیں کہ ثواب زیادہ پائیں۔ اور

83904

Marfat.com

بعد والی سنتیں ظہر و مغرب و عشا کی، گھر جا کر پڑھیں جب کہ اطمینان سے پڑھنا نصیب ہو۔ اس میں ایک زیادتِ ثواب یہ حاصل ہوگی کہ جتنے قدم، ادائیگی سنت و نفل کی نیت سے گھر تک آئے گا وہ سب حسنات میں لکھے جائیں گے۔ اور جسے یہ وثوق نہ ہو وہ مسجد میں پڑھ لے۔ مگر اب عام عمل، اہل اسلام کا، سنتیں بالخصوص بعدیہ، مساجد ہی میں پڑھنے پر ہے تو عادتِ قوم کی مخالفت، خواہ مخواہ انگشت نمائی اور طعن کی موجب ہے۔ پھر اس میں بدگمانیوں کے پھیلنے اور غیبت کی راہیں بھی کھلتی ہیں تو صرف ایک امر مستحب کے لیے، ان مصلحتوں کو ترک نہ کرنا ہی شرعاً مطلوب ہے۔ لہذا یہ سنتیں بھی مسجد ہی میں ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ملخصاً)

۲۷۔ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔ اس حکم میں سب نوافل داخل ہیں۔ ہاں تراویح و نماز خسوف اور نماز استسقا اس سے مستثنیٰ ہیں۔ نماز قضائے عمری کہ ماہ مبارک رمضان کے آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی بلکہ ماں باپ کی بھی قضائیں اُتر جاتی ہیں محض باطل اور بدعت سیئہ ہے کسی کتابِ معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔ اور نمازِ شب براءت اگرچہ مشائخ کرام قدست اسرارہم نے بجماعت بھی پڑھی مگر مذہب وہی ہے کہ جماعت بتداعی ہو تو مکروہ اور بلا تداعی ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور تداعی کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے کو بلانا۔ جمع کرنا۔ پھر یہ کراہت صرف تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کہ گناہ و ممنوع ہو (فتاویٰ رضویہ)

Marfat.com

فائدہ عظیمہ

۱۔ کتاب وسنّت کا باہمی رابطہ

مسلمانو! اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا۔ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جس میں ہر چیز کا روشن بیان۔ تو کوئی ایسی بیان۔ تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ مگر ساتھ ہی فرمایا۔

وما یعقلھا الا العلمون — اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو

اس لیے فرماتا ہے۔ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرما دیا۔

وانزلنا الیک الذکر لتبیّن للناس مانُزّلَ الیھم۔

اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرما دیئے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے انصال سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرما دیا کہ اے جاہلو تم کلام علما کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے۔ غرض ہم پر تقلیدِ ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلیدِ رسول۔ اور رسول پہ تقلیدِ قرآن، وللہ الحجۃ البالغۃ والحمد للہ رب العالمین۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں اس معنی کو جا بجا بہ تفصیل تمام بیان فرمایا۔ ازاں جملہ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

"اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملاتِ قرآنِ عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا۔ اور اگر ائمہ مجتہدین مجملاتِ حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یوں ہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے اس زمانے تک۔"

(اگر کلامِ ائمہ کی علماء مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اُسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے) تو یہ سلسلۂ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے۔ اسی لیے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

اللہ تعالٰی اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔ کہ جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالٰی ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذاتِ خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں۔ اسی لیے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔" (دارمی و دارقطنی وغیرہما)

اس لیے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں اَلْحَدِيْثُ مُضِلَّةٌ اِلَّا لِلْفُقَهَآءِ "حدیث گمراہ کر دینے والی ہے۔ سوائے ائمہ مجتہدین کے۔"

تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے دکھائی۔ تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا۔ گرے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

Marfat.com

تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوحِ دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں مانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیئے۔ (جیسے وہابیہ نجدیہ وغیرہم) جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے (جیسے فرقہ حادثہ چکڑالویہ بزعم خود اہل قرآن) ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بددین دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔ پہلا فرقہ قرآنِ عظیم کی پہلی آیت فاسئلوا اهل الذکر کا مخالف متکبر ہے اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ کا منکر ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقۂ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں "الا سألوا اذ لم يعلموا فانما شفاء العي السؤال۔ کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہے۔ (ابوداؤد)

اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اُس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔

الا انی اوتیت القرآن و مثله معه الا یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه و ما وجدتم فیه من حرام فحرموه و ان ما حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم کما حرم الله (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ احمد)

سُن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لیے رہو۔ اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانۂ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے۔ جنھوں نے حدیثوں کو یکسر رد کر دیا۔ اور بزورِ زبان صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن اُن کا دشمن۔

Marfat.com

وہ قرآن کو بدلنا، اور مرادِ الٰہی کے خلاف، اپنے ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا چاہتے ہیں۔

دوسرے نئے فیشن کے مسیحی حضرات اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآنِ عظیم سے ثبوت چاہیئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں۔

یا اب تیسرے نمبر پر یہ نئی مت کے ملحدین یعنی منکرینِ حدیث وسنّت ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن کریم کا اتباع کریں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ ان پر مدّتِ دراز بیت چکی ہے۔ ماحول بدل چکا ہے۔ ضروریات زندگی میں تبدیلیاں ہو چکی ہیں وغیرہا من الخرافات تو کیا بات ہے؟ یہ کہ وہ دونوں طائفے اور یہ تیسرا فرقہ، دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانا نہیں۔ حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں۔ اسی لیے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی سے دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآنِ عظیم سے ثبوت چاہیئے۔ جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر اس میں ایں وآں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو۔ اس تیسرے درجے پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا۔ اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دُھل جائے گا۔ اُس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔ کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ

اوّل تو حدیثوں ہی آگے انہیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے۔ اور وہاں کچھ چون و چرا کی تو ارشادات ائمہ معانئ حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے۔ یا ہم اماموں کو نہیں مانتے۔ اس وقت

Marfat.com

معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لیے پھرتا ہے اور قرآن وحدیث و ائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانوں رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا اپنے نبی کا حکم اپنا حکم اور نبی کی اطاعت کو اپنی اطاعت بتایا، ان کا رب عزّوجل فرماتا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

البتہ بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کے چال طریقہ میں اچھی ریت ہے اس کے لیے جو ڈرتا ہو اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ کی۔

اس آیتِ کریمہ میں مولیٰ جل وعلا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق وروش پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانوں کو یوں جوش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں ہمارا خوف ہماری یاد ہم سے امید اور قیامت سے دہشت ہوگی۔

الغرض یہ گمراہ قوم جن کی پیش گوئی حدیث بالا میں گزری صرف حدیثوں ہی کے منکر نہیں بلکہ حقیقۃً قرآنِ عظیم کو عیب لگانے والے اور دین متین کو ناقص وناتمام بنانے والے ہیں۔ ایسے حضرات کی تمام جدید تحقیقات تنقیہ کا اندرونی بخار وہی پادریوں کی خفیہ اعانت دینا اور دینِ متین کا مضحکہ اڑانا ہوتا ہے۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ط

یہ نفیس وجلیل فائدہ ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کا ہے کہ ہر جگہ کام آئے گا۔ اور باذن اللہ تعالیٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا۔ کیف لا وھو من جواھر افادات الفاضل البریلوی قدس سرہ۔

Marfat.com

خاصانِ خدا کی خاص نمازیں!

یا

"نوافلِ مخصوصہ"

زہر نفس بہ قیامت شمار خواہد بود
گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود
بسا سوار کہ فردا پیادہ خواہد شد
بسا پیادہ کہ فردا سوار خواہد بود

Marfat.com

تطوعات یا نوافل

جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت و تاکید، یا ترک پر وعید تو منقول نہیں، لیکن ان کی ترغیب و تحریص ان پر اجر و ثواب، فضل و احسان کی روایات ضرور مذکور ہیں شریعت مطہرہ محمدیہ ان کو نظرِ استحسان سے دیکھتی اور بندہ کو فضل خداوندی کی بشارت دیتی ہے۔ مبارک ہیں وہ بندے جو اس کی طرف قدم بڑھائیں اور مبارک ہیں وہ قدم جو اس کی جانب بڑھیں ؎

برگِ عیش بگورِ خویش فرست
کس نیارد پس تو۔ پیش فرست

کتبِ احادیث و فقہ میں بکثرت نوافل مذکور ہیں۔ اوقات ممنوعہ کے علاوہ آدمی جتنے اور جب چاہے پڑھے۔ مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔ بیان کئے جاتے ہیں۔

تحیّۃ الوضوء

۱۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص وضو کرے اور اچھا وضوء کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

۲۔ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا "اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنّت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا"۔ عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا "یہ ہی سبب ہے"۔ (ترمذی)

Marfat.com

۳۔ وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

۴۔ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔

۵۔ وضو کے فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضوء کے ہو جائیں گے۔ (ردالمحتار) جبکہ اعضائے وضو خشک ہونے سے پہلے ادا کئے جائیں۔

"تحیّۃ المسجد"

فضائل و مسائل

۱۔ جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنّت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔ (بہار شریعت)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ ایسے وقت میں مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو۔ حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ (ردالمحتار)

۳۔ فرض یا سنّت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ اس کی نیّت نہ کی۔ اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو مسجد میں بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس و ذکر وغیرہ کے لیے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتداء کی نیّت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے۔ بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔ (ردالمحتار)

۴۔ اگر کوئی شخص مسجد میں گیا۔ اور تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار یہ دعا کہہ لے۔

Marfat.com

سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

احادیث کریمہ اور حاضری مسجد

۱۔ جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (نسائی)

۲۔ سب سے بڑھ کر نماز میں اُس کا ثواب ہے جو زیادہ دُور سے چل کر آئے۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ صبح شام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے (طبرانی)

۴۔ جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا۔ وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔ (طبرانی)

۵۔ جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں۔ انہیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سنا دے۔ (ابو داؤد ترمذی)

۶۔ اللہ عزّوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔ (مسلم شریف)

۷۔ مجھ پر میری امّت کے اعمال اچھے بُرے سب پیش کئے گئے۔ نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستہ سے دُور کرنا پایا اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوکنا کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

"بشارتِ جلیلہ"

اعمالِ اُمّت کی پیشی

حی و قیوم جل جلالہ کے مظہر اتم حی و قیّم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

۱۔ حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا کَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا کَانَ مِنْ سَیِّئٍ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ ط (بزار)

میری زندگی تمہارے لیے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر۔ تمہارے اعمال مجھ پر عرض کئے جائیں گے۔ میں بھلائی پر حمد الٰہی بجالاؤں گا۔ اور برائی پر اللہ تعالےٰ سے تمہاری بخشش چاہوں گا۔"

۲۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ وَعَلَی الْاٰبَآءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ط (ابن سعد ، امام ترمذی)

ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اعمال اللہ عزّوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے۔"

۳۔ اِنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ ۔ (ابونعیم)

بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے۔

۴۔ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَۃَ لَدَی ھٰذِہِ الْحُجْرَۃِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْھُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ ۔ (طبرانی)

رات اس حجرہ کے پاس میری امت مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ میں اُن میں ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے یار کو۔"

Marfat.com

۵۔ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِهَا حُسْنِهَا وَ قُبْحِهَا۔ (مسلم، ابن ماجہ، احمد)

مجھ پر میری تمام امت اپنے سب اچھے بُرے اعمال کے پیش کی گئی۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی امت کے اعمال صبح شام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور ان کو ان کی پیشانی سے بھی پہچانتے ہیں۔ اور ان کے اعمال سے بھی۔

ان احادیث سے روشن ہوا کہ اُمّت کا ہر عمل بارگاہِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں تین بار عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ ہر رات کے عمل صبح کو اور ہر دن کے شام کو۔

۲۔ پھر جمعرات سے اتوار تک کے اعمال پیر کو اور پیر سے بدھ تک کے جمعرات کو۔

۳۔ پھر ہفتہ بھر کے اعمال جمعہ کو۔

مسلمان خوب یاد رکھیں کہ :

قرآنِ کریم کی آیات قطعی الدلات اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے روزِ روشن کی طرح یہ بات ثابت ہے کہ اللہ عزّوجل نے اپنے حبیب اکرم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کے تمام ما کان و ما یکون کا مفصّل و روشن و واضح علم عطا فرمایا ہے۔ والحمد للہ (ادخال السنان)

چند مسائل متعلق احکام مساجد

۱۔ مسجد میں پہلے سیدھا قدم رکھو پھر الٹا اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

اے اللہ تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

Marfat.com

اور واپسی پر پہلے الٹا قدم نکالو پھر سیدھا اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ،

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں [1]

۲۔ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ [2] کرلو۔ جب تک مسجد میں رہو گے اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا۔ اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو جائے گا۔ اور اس اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ (ملفوظات اعلیحضرت قدس سرہ)

۳۔ بغیر نیت اعتکاف مسجد میں کسی چیز کے کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ (درمختار)

بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں لوگ نمازیوں کے لیے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلا نیت اعتکاف وہیں کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اور بعد نیت اعتکاف بھی یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو فرش یا چٹائیاں خراب نہ ہوں۔ اور اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کر سکیں تو مسجد میں افطار نہ کریں۔ (بہار شریعت)

۴۔ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش پر نہ گرنے دو۔

۵۔ لوگ اگر ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں تو سلام کرو ورنہ یوں کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔

اور وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرو ثواب کثیر پاؤ گے۔

۶۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا یا فرش مسجد پر کوئی شئے مثلاً لکڑی، چھتری، پنکھا

---

[1] بہتر یہ ہے کہ جاتے اور نکلتے وقت پہلے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہیں اور پھر یہ دعائیں پڑھیں جیسا کہ امام احمد و ابن ماجہ کی روایت سے ظاہر ہے ۱۲

Marfat.com

وغیرہ دُور سے چھوڑ دینا یا پھینکنا اس کی سخت ممانعت ہے۔

۷۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آواز آہستہ نکلے۔ اسی طرح کھانسی لی کار اور جماہی کو ضبط کرنا چاہیئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے۔ اگرچہ مسجد میں نہ ہو خصوصًا مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے۔

۸۔ مباح باتیں بھی کرنے کی مسجد میں اجازت نہیں۔ صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبریں دیں۔ ان میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں (بیہقی شعب الایمان) مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (در مختار)

یہاں سے وہ لوگ سبق لیں جو مسجد میں دنیا کی باتیں بناتے بلکہ مسجد میں بلند آواز سے گفتگو بلکہ بحث کرتے بلکہ مسجد میں کھڑے کھڑے راہ گیر سے جو سڑک پر ہے چلا کر باتیں کرنے یا اسے جواب دیتے ہیں۔

۹۔ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔ مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے۔ تو مسجد میں بلا ضرورت، بے تکلف بالخصوص اوقات نماز کے علاوہ آنا بیٹھنا لیٹنا اور سونا اور زیادہ منع کرنا بلکہ ناجائز ہے اس سے روکا جائے۔

۱۰۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ (ترمذی)

اس حکم میں تعویذ بھی داخل ہے یعنی مسجد میں تعویذ کا بیچنا اور خریدنا بھی جائز نہیں۔

(عالمگیری)

۱۱۔ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اسباب مسجد جاتے رہنے کا خوف

Marfat.com

ہو تو علاوہ اوقات نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری)

۱۲- آداب مسجد کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع بلکہ حرام ہے اور مسجد میں مانگنے والے کو دینا بھی منع ہے۔ (در مختار)

بلکہ ائمہ دین نے فرمایا کہ:

"جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستّر پیسے راہِ خدا میں اور دے کہ اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہوں۔"

ہاں دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہو نہ گردن پھلانگنا یا کسی کی نماز میں خلل، یہ بلا شبہ جائز بلکہ سنّت سے ثابت ہے۔ اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب۔ اور مولا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے ثابت ہے۔ (احکام شریعت)

۱۳- مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت و منقبت یا وعظ و حکمت کا ہو تو جائز ہے۔ (در مختار)

۱۴- بدن یا کپڑے یا منہ میں کوئی بدبو ہو تو جب تک دور اور صاف نہ کر لیں مسجد میں جانا حرام اور نماز میں داخل ہونا منع ہے۔ بدبودار کثیف حقّہ پینے والوں کو اس کا خیال بہت ضروری ہے اور ان میں سے زیادہ سگریٹ بیڑی والوں کو، اور ان سب سے زائد اشد ضرورت تمباکو کھانے والوں کو ہے جن کے منہ میں اُس کا جرم دبا رہتا ہے اور منہ کو بسا دیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۱۵- یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے مٹی کا تیل کچا لہسن پیاز وغیرہ۔ غرض مسجد کو ہر گھن اور بدبو کی چیز سے بچانا واجب ہے۔ اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو مسجد سے روکا جائے گا۔ (در مختار وغیرہ)

۱۶- جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ یا ٹنکی میں پانی گرم کیا جاتا ہے۔ نمازی یہ پانی

Marfat.com

وضو وغسل میں وہیں استعمال کر سکتا ہے۔ گھر لے جانے کی کسی کو اجازت نہیں۔ اسی طرح وہاں گھڑوں اور مٹکوں میں بھرا ہوا پانی وہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ یوں ہی سقایہ کی آگ گھر لے جانا یا اس سے چلم بھرنا ناجائز ہے۔ یوں ہی مسجد کی چھوٹی بڑی کوئی چیز بے موقع یا کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر لے جانا اس کی چٹائی یا فرش وغیرہ اپنے گھر یا کسی اور جگہ بچھانا یا کسی اور مصرف میں لانا۔ مسجد کے ڈول رسی سے گھر کے لیے پانی بھرنا وغیرہ۔ (بہار شریعت)

۱۷۔ چمگادڑ اور کبوتر کے گھونسلے مسجد کی صفائی کے لیے توچنے میں حرج نہیں۔ (در مختار)

۱۸۔ جو ادب مسجد کا ہے وہی مسجد کی چھت کا ہے۔ فصیل مسجد بھی بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے مثلاً وہاں بیہودہ باتیں کرنا قہقہے سے ہنسنا نہ چاہیئے۔ نہ کوئی ایسا کام کرنا چاہیئے جس میں کوئی چپقلش ہو یا نماز میں خلل آئے یا نمازی کو ایذا دے۔

(احکام شریعت)

۱۹۔ جنب یا حائض یعنی جسے نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، ٹھہرنا گزرنا چلنا سب حرام ہے ایسے شخص کو اگر مسجد میں بضرورتِ شدیدہ جانا ہی پڑے اور غسل کی مہلت نہ پائے تو ضروری ہے کہ پہلے تیمم کرے اور فوراً واپس چلا آئے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۰۔ کھڑے ہوکر تکبیر نہ سنے کہ مکروہ ہے بلکہ اقامت کہنے والا جب حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑا ہو۔ (عامہ کتب متون)

۲۱۔ بچے اور پاگل کو جن سے نجاست گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ مسجد میں جوتے رکھے تو پہلے صاف کر لے۔ (رد المحتار)

۲۲۔ مسجد میں نماز پڑھنے جائے تو اس کا بھی خیال رکھے کہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔ اس طرح نہ بیٹھے کہ جگہ میں تنگی ہو یا

Marfat.com

نمازی کی طرف اس کا منہ ہو۔ نمازی کے آگے سے نہ گزرے کہ سخت ممانعت ہے۔ انگلیاں نہ چٹکائے۔ ذکرِ الٰہی کی کثرت کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ضروریہ

مسجد محلہ میں بطریق مسنون جماعت ہو تو اس میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو۔ مسجد جامع سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو۔

ہاں مسجد محلہ کا امام اگر معاذاللہ بد عقیدہ بد مذہب (مثلاً وہابی، رافضی تفضیلی، خارجی، نیچری، چکڑالوی) یا فاسق معلن ہو کہ کبیرہ گناہ و فسق و فجور، علانیہ کرتا ہو۔ مثلاً ایک مشت سے کم داڑھی رکھے۔ غرض اس میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام جامع شرائطِ امامت سنی دیندار، پرہیزگار ہو۔ کہ بد مذہب یا فاسق معلن کو امام بنانا گناہ کبیرہ اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ یعنی اگر پڑھ لی ہو تو لوٹانا واجب ضرور۔ (ردالمحتار)

اور اگر وہ مُعلن نہ ہو یعنی علانیہ فسق و فجور میں مبتلا نہیں یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو معروف و مشہور نہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

نمازِ اشراق

فضائل و مسائل

رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

۱۔ جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اُسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

۲۔ جس شخص نے اپنی مسجد میں نماز صبح ادا کی پھر بیٹھا ذکر الٰہی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب طلوع کر آیا۔ (اور اس کی روشنی پھیل گئی) اور اس نے حمد الٰہی ادا کی اور پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اللہ تعالےٰ ہر رکعت کے بدلے میں ہزار ہا محل جنت میں عطا فرمائے گا۔ اور ہر محل میں ہزار در ہزار حوریں ہوں گی۔ اور ہر حور کے ہمراہ ہزاروں خادم۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص توّابین و اَوّابین میں شمار ہو گا۔ (غنیۃ الطالبین)

۳۔ اس میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جگہ سے اس وقت تک تشریف نہ لے جاتے جب تک اشراق کی رکعتیں ادا نہ فرما لیتے۔ (غنیۃ الطالبین)

۴۔ اور یہ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عادت تھی کہ نماز فجر کے بعد مسجد ہی میں تشریف رکھتے اور طلوع آفتاب تک برابر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ جب آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کریمہ پر عمل کرتا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین)

۵۔ ترمذی امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب لشکر بھیجا وہ بہت جلد واپس ہوا۔ اور غنیمت بہت لایا۔ ایک صاحب نے کہا اس لشکر سے بڑھ کر ہم نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جو جلد واپس ہوا ہوا اور غنیمت زیادہ لایا ہو۔ اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں وہ قوم نہ بتاؤں جو غنیمت اور واپسی میں ان سے بڑھ کر ہیں۔ جو لوگ نماز صبح میں حاضر ہوئے پھر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب

Marfat.com

طلوع کر آئے۔

شرح سفر السعادت میں یہ حدیث شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمائی اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ" ثم عقب بالصلوٰۃ الضحیٰ" یعنی طلوع آفتاب تک بیٹھے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے رہے اور طلوع آفتاب کے بعد نماز اشراق ادا کی تو ان کے لیے وہ فضل ہے وہ مذکور ہوا۔

مسائل متعلقہ

۱۔ نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں۔ اور زائد میں مضائقہ نہیں۔

۲۔ اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے یعنی طلوع آفتاب سے کم از کم اتنی دیر بعد کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے اور اس کی مقدار کم از کم بیس[۲] منٹ ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے۔ جب بلند ہو جاتا ہے تو جدا ہو جاتا ہے۔ الحدیث

تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو کوئی نماز جائز نہیں۔ یوں ہی سجدۂ تلاوت۔

(در مختار وغیرہ)

۳۔ نماز اشراق پر یہ اجر و ثواب دو باتوں پر مترتب ہے۔

ا۔ لَایَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا۔ خیر کے سوا کوئی بات منہ سے نہ نکالے۔

یعنی ایسی بات نہ کہے جو ذکر حق کے منافی ہو۔ اور خاموش رہنا ذکر حق کے منافی نہیں۔

ب۔ قعد فی مُصلاہٗ۔ نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے۔

یعنی اگر کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے تو یہ ثواب اس کے لیے نہیں۔ حدیث شریف بظاہر اسی پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حضرت شیخ محدث

Marfat.com

دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے شرح سفر السعادات میں اسی حدیث شریف کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ:

"اگر اپنی جگہ سے اور دوسری جگہ بیٹھ جانا ریا و نمود کے دفعیہ، اور حضورِ قلب کی محافظت کے لیے ہو تو یہ اُٹھنا اس ثواب کا منافی نہیں بلکہ اس کو اس کی تکمیل و تتمیم قرار دیا جائے گا۔ اور تکلم بالخیر کے باب میں داخل مانا جائے گا"

پھر فرمایا کہ:

"بعض محققین کا ارشاد ہے کہ ذکر و خلوت کا ثواب تو نہیں جائے گا۔ لیکن مصلے پر جم کر بیٹھ رہنے کا جو مخصوص ثواب تھا وہ ہاتھ نہ آئے گا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

۴۔ بہتر یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے ۲۰ منٹ تک ذکر و درود شریف و تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔ اس وقت تلاوت قرآن کریم بہتر نہیں۔ (درمختار) پھر نماز اشراق ادا کرے۔ بعض لوگ طلوعِ آفتاب کے فوراً بعد نماز شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

نمازِ چاشت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ آدمی پر اُس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی، کفایت کرتی ہیں۔ (مسلم)

Marfat.com

۲۔ جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلیں میں نہیں لکھا جائے گا۔ اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا۔ اور جو چھ۶ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی۔ اور جو آٹھ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ۱۲ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں ایک محل (سونے کا) بنائے گا۔ اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان و صدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔ (طبرانی)

۳۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے اے ابن آدم شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے آخر دن تک میں تیری کفایت کروں گا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

۴۔ جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے۔ (ہمیشہ پڑھتا رہے) اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۵۔ جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ہے "باب الضحیٰ"۔ اور قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ چاشت کی نماز پڑھنے اور اُس پر مداومت و ہمیشگی کرنے والے کہاں ہیں۔ آئیں اور اپنے رب کے کرم سے جنّت میں اس دروازے سے داخل ہو جائیں۔ (غنیۃ الطالبین)

مسائل متعلقہ

۱۔ کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں۔ اور افضل بارہ ہیں۔

۲۔ چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال آفتاب یعنی نصف النہار شرعی تک ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

۳۔ نماز چاشت مستحب ہے بلکہ علی الدوام پڑھنا بھی مستحب ہے۔ اور یہی مذہب ہے بیشتر علماء و مشائخ کرام امت کا۔ البتہ اس کا اظہار اس کے لیے اجتماع و اہتمام اور

Marfat.com

مساجد میں خاص انتظام، نظرِ شرع میں ناپسند ہے بلکہ علماء محققین نے فرمایا کہ:

"ایں اظہار و اجتماع چنانچہ در فرائض کنند بدعت است، چہ سنّت در نوافل و فضیلتِ آں، در پنہاں گزاردن در خانہ گزاردن است چنانچہ معلوم است"۔ (شرح سفر السعادت)

اسی میں ہے کہ:

"بدعت گفتن بعض اصحاب ایں نماز را و انکار کردن وے بر جماعتیکہ میگزاردند در مسجد با جتماع، بجہتِ ایں خصوصیت بود نہ در اصلِ ایں نماز"۔

۴۔ شیخ اجل شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز چاشت کی بارہ۱۲ رکعتیں ہیں اور کم از کم چار۔ پہلی چار رکعتی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ فتح دوسری میں نوح تیسری میں انا انزلناہ اور چوتھی میں سورہ کوثر پڑھی جائے اور دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی میں والشمس دوسری میں واللیل تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح۔

اور تیسری چار رکعتوں میں سورۂ کافرون پھر اذا جاء پھر تبت یدا اور پھر قل ھو اللہ احد پڑھنا چاہیئے۔

پھر فرمایا کہ:

"نماز چاشت کا پابند اپنے معاش سے طرف سے ہمیشہ بےفکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب مہیّا فرمائے گا"۔ (انتہی)

۵۔ جو شخص دو رکعت پڑھے اس کے لیے پہلی رکعت میں والشمس وضحٰھا اور دوسری میں والضحیٰ پڑھنا سنّت ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

اسی میں ہے کہ چاشت کی بارہ۱۲ رکعتیں جس نے اس طرح پڑھیں کہ سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ شریف کو تین۳ بار پڑھا تو ہر آسمان

Marfat.com

سے ستر ہزار فرشتے سادہ کاغذ اور نورانی قلم لے کر زمین پر آتے ہیں۔ اور نفخ صور تک اس نماز کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ اور قیامت کے روز فرشتے بہشتی خلعت اور تحفے لے کر اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دیں گے کہ اے صاحب قبر۔ باذن الٰہی قبر سے اُٹھ۔ آج تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امن ہے۔

فائدہ جلیلہ

متعارف و مشہور یوں ہے کہ طلوع آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک دو نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ایک اول وقت اور اس کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔ دوسری آخر وقت یعنی جب کہ چوتھائی دن چڑھ جائے۔ اور اسے نماز چاشت کہا جاتا ہے۔ احادیث کریمہ میں بھی یہ دونوں نام وارد ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حدیث طبرانی سے ناقل کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هذه صلوٰة الاشراق — یہ نماز اشراق ہے۔

اور صحیح احادیث ہیں وارد کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس ان اوقات میں نماز ادا فرمائی اور امت کو اس کی ترغیب دلائی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وقت بھی ایک ہے اور نماز بھی ایک۔ اس کا ابتدائی وقت اشراق ہے اور آخر وقت نصف النہار شرعی سے پہلے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز چاشت کے جو فضائل اور طریقے وارد ہیں۔ وہ ان نوافل کو بھی شامل ہیں جو وقتِ اشراق بہ نیت اشراق پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ:

"در اکثر احادیث ہمیں اسم صلوٰۃ الضحےٰ واقع شدہ است شامل ہر دو نماز و ہر دو وقت۔" انتہی۔ وہو تعالیٰ اعلم

Marfat.com

اور نمازِ اشراق و نمازِ چاشت کے علاوہ، کسی تیسری نماز کو "نمازِ ضحیٰ" قرار دینا، اپنی طرف سے شرعی معنی میں جدت نکالنا ہے۔ اور یہ ضرور ناپسندیدہ و معیوب۔ (فتاویٰ رضویہ)

نمازِ اوّابین

فضائل و مسائل

۱۔ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور اُن کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی۔ (ترمذی)

۲۔ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (طبرانی)

۳۔ جو شخص مغرب و عشاء کے درمیان دس رکعتیں پڑھے اللہ تعالےٰ اس کے لیے جنّت میں ایک محل بنائے۔ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا نبی اللہ پھر تو ہم میں سے ہر ایک کے پاس بہت محل ہو جائیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ بہت بڑا ہے اور اس کا فضل بہت وسیع۔ (احیاء)

۴۔ جو شخص مغرب کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بیس برس کے گناہ معاف فرمادے ایک روایت میں ہے چالیس برس کے۔ (احیاء العلوم)

۵۔ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے۔ ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب پائے یا لیلۃ القدر میں عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جائے۔ (احیاء)

۶۔ جو شخص مغرب و عشاء کے درمیان نماز پڑھے تو یہ اوّابین کی نماز ہے۔ (احیاء)

یعنی مغرب و عشاء کے درمیان نوافل کا پابندی سے ادا کرنے والا، ان لوگوں میں

Marfat.com

شمار ہوتا ہے۔ جو ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع لاتے اور اوّابین کہلاتے ہیں۔

۱۔ بعد مغرب چھ⁶ رکعتیں مستحب ہیں۔ ان کو صلوٰۃ الاوّابین کہتے ہیں خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو² سے یا تین³ سے۔ اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ (درمختار)

۲۔ حضرت سیدی سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے رسالہ عمل معمول میں تحریر فرمایا کہ:

"صلوٰۃ الاوّابین چھ رکعت ہیں۔ ان میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھیں۔"

تحفہ عجیبہ

کرز بن دبرہ کہ ابدال امت سے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا خضر[۱] علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل تعلیم فرمائیں جسے میں ہر شب میں عمل میں لا سکوں۔

---

[۱] حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟ اس میں جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انہیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام خشکی میں ہیں۔ چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدۂ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں۔ یوں تو ہر نبی زندہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ط بے شک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسّی دنیاوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں۔ یعنی ادریس و عیسٰی علیہما السلام اور دو زمین پر یعنی خضر و الیاس علیہما السلام۔

(ملفوظات اعلیحضرت)

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز پڑھ کر کوئی کلام کیے بغیر نماز عشا تک نوافل میں مشغول رہو۔ اور دو دو رکعت نماز خلوص سے پڑھتے رہو۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ، تین یا سات بار قل ھو اللہ شریف پڑھو۔ پھر نماز عشاء سے فارغ ہو کر اپنے مکان لوٹ آؤ۔ راہ میں یا گھر میں کسی سے کوئی بات نہ کرو۔ پھر گھر پر آکر دو رکعت نفل ادا کرو یوں کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات بار قل ھو اللہ احد پڑھو پھر سلام کے بعد سجدے میں گر جاؤ اور سات بار استغفار پڑھو۔ اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر سجدے سے اُٹھ کر سیدھے بیٹھ جاؤ اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَال وَالاکرام یَا اِلٰہ الاوَّلِیْن وَالْاٰخِرِیْن یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخرۃ وَرَحِیْمَھُمَا یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا اللہُ یَا اللہ یَا اللہ ؁

پھر اسی طرح کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھو پھر بستر پر جا کر دائیں کروٹ پر قبلہ رو لیٹ جاؤ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف عرض کرتے رہو اور جب غنودگی طاری ہو تو سو جاؤ۔[لہ]

لہ سوتے وقت کے بعض اوراد

۱۔ آیۃ الکرسی شریف ایک بار جب تک سوئے حفاظت الٰہی میں رہے اس کے گھر اور گرد کے گھروں میں چوری سے پناہ ہو آسیب و جن کا دخل نہ ہو۔

۲۔ تسبیح حضرت زہرا، صبح نشاط پر اُٹھے اور فوائد بے شمار۔

۳۔ الحمد و قل ایک ایک بار۔

۴۔ الٓمٓ سے مفلحون تک اور آخر سورہ بقر آمن الرسول سے آخر سورت تک ان دونوں کے فوائد بے شمار ہیں۔

Marfat.com

پھر حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا کہ میں دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ عمل سیکھا۔

احیاء العلوم میں اس واقعہ کو نقل فرمانے کے بعد فرمایا کہ یہ نماز وہ نماز ہے کہ جو شخص حسنِ یقین و صدقِ نیّت سے اسے مدام پڑھتا رہے گا۔ اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ اور حضرات اولیاء کرام سے عقیدت وارادت رکھنے والوں میں سے جس شخص نے اس پر مداومت کی اس نے خواب میں جنّت دیکھی، جنت میں انبیاء علیہم السلام

۵۔ دونوں کف دست پھیلا کر تینوں قل ایک ایک بار پڑھ کر ان پر دم کر کے سر اور چہرے اور سینے اور آگے پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچیں سارے بدن پر پھیرے پھر دوبارہ پھر سہ بارہ اسی طرح کرے۔ ہر بلا سے محفوظ رہے (چھوٹے بچے جو نہ پڑھ سکتے ہوں بڑے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے ان کے جسم پر ہاتھ پھیر دیں۔ (شجرہ مبارک مفتیٔ اعظم بریلوی مدظلہم العالی)

۶۔ سورہ قل یا ایہا الکفرون پر سارے وظیفوں کا خاتمہ کرے اس کے بعد کلام کی حاجت ہو تو بعد کلام پھر سورۃ پڑھ لے اسی پر خاتمہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ (ابو طہقۃ الکریمہ)

۷۔ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ گردِ من گردِ خانۂ من، گردِ زن و فرزندانِ من، گردِ مال و دوستانِ من، حاضر شدہ حصار شوی و نگہدار باشی بحقِّ سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوٗدَ وَبِحَقِّ اَهْيًا وَاَشْرَاهِيًا وَبِحَقِّ عَلِيقًا مَلِيقًا تَلِيقًا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِي الْقُلُوْبِ وَبِحَقِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَبِحَقِّ يَا مُؤْمِنُ يَا مُهَيْمِنُ۔

شب کو سوتے وقت یہ حصار پڑھا کریں اور انگشت شہادت پر دم کر کے مکان کے حصار کی نیت سے اپنے ارد گرد ہاتھ لانبا کر کے چو طرفہ حلقہ کھینچیں۔

(شجرہ مبارک مفتیٔ اعظم بریلوی مدظلہم العالی)

Marfat.com

کو دیکھا۔ اور جنت ہی میں حضور سیّد الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور یوں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کلام فرما رہے ہیں۔ اللھم صل وسلم وبارك علیہ وآلہ ابداً۔

نمازِ تہجّد

فضائل و برکات

رات میں بعد نمازِ عشاء جو نوافل پڑھے جائیں انہیں صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔ اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجّد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجّد نہیں۔ (ردالمحتار)

رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے۔

"فرضوں کے بعد، افضل نماز رات کی نماز ہے۔"

اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ:

"رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دوہ لیتے ہیں۔"

غنیۃ الطالبین شریف میں اسی حدیث کے ذیل میں فرمایا کہ:

قد یکون ذٰلك قدر اربع رکعات وقد یکون قدر رکعتین۔

یہ وقت کبھی چار رکعت کی مقدار کے برابر ہے اور کبھی دو رکعت کی۔ اسی لیے علماء کرام نے ارشاد فرمایا کہ کم سے کم تہجد کی ۲ دو رکعتیں ہیں۔

احادیث کریمہ نوافل تہجّد کے فضائل سے مالا مال ہیں۔ صوفیائے کرام کے یہاں اس نماز کا خاص اہتمام ہے یہاں تک کہ بعض صوفیاء نے فرمایا کہ:

Marfat.com

"نمازِ تہجد کی ایک رکعت نمازِ نافلہ کی ہزار رکعت سے بہتر ہے۔ طالب اس کی ادائیگی میں سُستی و کاہلی اختیار نہ کرے۔ بلکہ اس کی ادائیگی کو بمنزلۂ ادائے نماز پنجگانہ جانے۔ اگر اتفاق سے قضا ہو جائے تو دن میں اس کی ادائیگی کی فکر کرے۔"

بعض احادیث کریمہ نوافل تہجد کے فضائل میں سنیئے۔

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے۔ پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے ذکر کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔

(نسائی، ابن ماجہ)

۲۔ رب عزّ و جلّ ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمانِ دنیا پر تجلّیٔ خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ:

"ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کر دوں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دوں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کر دوں؟"

۳۔ جنّت میں ایک بالاخانہ ہے کہ باہر سے اندر کا دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے ابو مالک اشعری نے عرض کی یارسول اللہ وہ کس کے لیے ہے۔ فرمایا اس کے لیے کہ اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (طبرانی کبیر)

۵۔ قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔ اس وقت منادی پکارے گا کہ:

"کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدا ہوتی تھیں وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنّت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔"

Marfat.com

۵۔ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے وہ اسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم شریف)

۶۔ آدھی رات کی دو رکعتیں جو بندہ ادا کرے وہ اس کے لیے دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امّت مشقّت میں پڑے گی تو میں انہیں فرض فرما دیتا۔

(غنیۃ الطالبین، احیاء العلوم)

۷۔ قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ

۱۔ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

۲۔ اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ۔

۳۔ سئیات کا مٹانے والا۔

۴۔ اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ

۵۔ بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔ (ترمذی)

۸۔ اے ابو ہریرہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی و موت، اور قبر و حشر میں تم پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔ تم رات کو اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے قیام کرو۔ اے ابو ہریرہ اپنے گھر کے کسی گوشہ میں نفل نماز ادا کرو۔ آسمانوں والوں کی نگاہوں میں تمہارا گھر ایسا نورانی ہوگا جیسا دنیا والوں کی نظروں میں چاند، ستارے۔ (احیاء العلوم)

۹۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان بندہ پر رحم فرمائے جو رات کو عبادت و قیام کرے پھر اپنے اہل کو اُٹھائے اور وہ بھی نماز ادا کرے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو (اس کی نیند زائل کرنے کے لیے) اُس کے منہ پہ چھینٹے دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس ایمان والی بندی پر رحمت نازل فرمائے جو رات کو قیام کرے نماز پڑھے اور پھر اپنے شوہر کو اٹھا دے تاکہ وہ بھی نماز میں مصروف ہو اور اگر وہ بیدار نہ ہو تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا

Marfat.com

مارے۔ (احیاء)

۱۰۔ جب تم میں کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اُس کی گدّی پر تین گرہ لگا دیتا ہے۔ اور ہر گرہ پر کہتا ہے د

"سوتا رہ بہت رات پڑی ہے"

اب بندہ جب بیدار ہوتا اور مولیٰ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھُل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھُل جاتی ہے اور جب نماز ادا کرتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو وہ ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ کسلمند اور خبیث النفس[1]۔ (احیاء)

۱۱۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو کثرت سے لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ میں بھی حاضر ہوا۔ جب میں نے حضور کے چہرے کو غور سے دیکھا پہچان لیا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں۔ کہتے

---

[1] علماء فرماتے ہیں نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبول حق سے اسے بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت۔ ایسے ہی ذکر اللہ سے مومنین کے قلب نرم پڑتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔

تحقیق اس امر کی یہ ہے کہ اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ نفس، روح، قلب روح بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں۔ نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرتِ معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ اوندھا کر دیا جاتا ہے اب نہ وہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بلکہ چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ عفی عنہ

Marfat.com

ہیں۔ پہلی بات جو میں نے حضور سے سنی یہ ہے فرمایا! اے لوگو سلام شائع کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں سلامتی کے ساتھ جنّت میں جاؤ گے۔ (ترمذی)

نیک سلوک

اقول وباللہ التوفیق۔ نیک سلوک جس کا اس حدیث شریف میں حکم فرمایا گیا۔ بکثرتِ کثیرہ آیاتِ قرآنیہ سے مؤیّد و مؤکّد ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (یعنی عمر) میں تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔

۲۔ اپنے نسب کو اتنا سیکھو جس سے صلۂ رحم کر سکو کیونکہ صلۂ رحم اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس سے مال میں زیادتی اور عمر میں تاخیر ہوگی۔ (ترمذی)

۳۔ صلۂ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا۔ بلکہ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اُدھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔ (بخاری)

۴۔ دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ جو تمہیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو۔ اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی اور رزق میں وسعت ہو وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔ (حاکم)

اور زیادتیٔ عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ گویا وہ اب بھی زندہ ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکرِ خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔

(رد المحتار)

Marfat.com

اور بالآخر صلۂ رحمی اس کے بخشش کا ثمرہ لاتی ہے۔

خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○

اور اللہ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ سے۔ بے شک اللہ تمہارا نگران اور نگہبان ہے۔

یہ ہے قرابت اور رشتہ داری کی اہمیت اسلام میں۔ حقیقت میں امت کے نظام اجتماعی کا سنگِ بنیاد شریعت نے قرابت یا رحم ہی کو قرار دیا ہے۔ اور رحم کا اطلاق وسیع ہے جملہ اعزا، و اقرباء اس کے اندر آ جاتے ہیں۔ پھر اس نگرانی میں انسان کے ذاتی، اجتماعی، خانگی سارے ہی معاملات آ جاتے ہیں۔ انسان اگر آج بھی اس کا لحاظ کرے تو خانگی زندگیاں کس قدر خوشگوار ہو جائیں۔ اپنے عزیزوں، قریبوں کے ساتھ نیک سلوک جس میں مالی اعانت بھی داخل ہے ہوتی رہے اور انسان یہ لحاظ رکھے کہ ہماری نگرانی کی جا رہی ہے تو یہ تو نہ ہو کہ بھائی کی کوٹھیاں تیار ہو رہی ہیں اور بہن کچی جھونپڑی کو ترس رہی ہے۔ چچا کے پاس موٹریں ہیں اور بھتیجا کو یکہ کے پیسے بھی میسر نہیں۔ یہاں اس کا بھی لحاظ رکھئے کہ سب سے بڑھا ہوا اور اہم ترین حق انسان کے ماں باپ کا ہے۔ جتنی بھی اعانت و مالی خدمت ان کی ہو سکے کی جائے۔ پھر دوسرے عزیزوں کا نمبر ہے اور اس میں بھائی بہن چچا پھوپھی وغیرہ سب آ گئے۔ ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ رحم یعنی رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے گا۔ اللہ اسے ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اُسے کاٹے گا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا میں اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

تنبیہ ضروری

محاورۂ قرآن و حدیث میں مومن و مسلم خاص اہلسنت کو کہتے ہیں کہ زمانۂ نزولِ قرآن عظیم و ارشاد احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہل سنت جماعت ہی تھے۔ اس زمان برکت نشان میں کسی بد مذہب مبتدع کا ہونا محال تھا کہ بد مذہبی شبہہ و تاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرماتے تھے اگر شبہہ گزرتا تو حضور کشف فرماتے۔ شبہہ والا مانتا تو سُنّی۔ نہ مانتا تو کافر ہو جاتا۔ یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی ولہذا آیۂ کریمہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ سے جب علماء نے حجیتِ حدیث پر استدلال کیا تصریح فرما دی کہ مبتدعین کا اتفاق، اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد امتِ اجابت ہیں، مبتدعین امتِ اجابت نہیں امت دعوت ہیں۔ دیکھو توضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ۔

یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ وغیرہا آیات و احادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں۔ انہیں کے باہم اتفاق و اتحاد کا حکم ہے۔ اور تمام گمراہوں بد مذہبوں سے اتحاد و وِداد کی تعلیم، (رافضیوں، خارجیوں، نجدیوں، نیچریوں، چکڑالیوں، وہابیوں غیر مقلدوں) سب بے دینوں کی تکریم و تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بد دینی و جہالت ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فاجر معلن کے فسق و فجور کا اس کی زندگی میں اعلان کیا جائے تاکہ لوگ اس سے احترازؔ کریں۔ اور ُپر ظاہر کہ بد مذہب بددین کی بد مذہبی بد دینی ہر فسق و فجور سے بڑھ کر ہے۔ علماء بالتصریح فرماتے ہیں کہ اَلْفَاسِقُ مِنْ حَيْثُ الْعَقِيْدَةِ اَشَدُّ مِنَ الْفَاسِقِ مِنْ حَيْثُ الْعَمَلِ غرض ہر بد مذہب و بددین قابل نفرت و عداوت ہے اور اس سے

لہ بلکہ ہر مسلمان پر لازم کیا گیا کہ وہ روزانہ اپنے رب کے حضور ہاتھ باندھ کر اس کا اقرار کرے۔ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ہم اسے چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں۔ جو تیرا فجور (نافرمانی کرے)

Marfat.com

اجتناب و دوری ہر مسلمان پر ضرور و واجب ہے۔ اور ہزار تف اس نام علم پر کہ آج کل بہت بے دین مرتدین اللہ و رسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے، لکھتے، چھاپتے ہیں اُن سے کان پر جوں نہ رینگے۔ کہیں بے پرواہی کہیں آرام خواہی، کہیں نیچری تہذیب، کہیں طمع کی تخریب، کہیں ملاقات کا پاس، کہیں ان ہوا پرستوں کا ہراس۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ عفی عنہ

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ
قطع رحم بہتر از مودت قربیٰ

قرآن کریم اور قیام اللیل

قال اللہ تبارک و تعالےٰ

۱۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد ادا کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔

آیۂ کریمہ کی تفسیر میں عامۂ مفسرین کرام نے فرمایا کہ نماز تہجد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ جمہور کا یہی قول ہے اور حضور کی امت کے لیے یہ نماز سنت ہے۔

۲۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔

ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے (یعنی خواب استراحت کے بستروں سے اُٹھتے اور اپنے راحت و آرام کو چھوڑتے ہیں) اور اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ ڈرتے اور اُمید کرتے (یعنی اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کی رحمت کی اُمید کرتے ہیں)۔

یہ تہجد ادا کرنے والوں کی حالت کا بیان ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی قیام گاہوں کو واپس نہ آتے تھے۔ جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا نہ پڑھ لیتے۔ (خزائن العرفان)

۳۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ؁

اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔

یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس کسی نے بعد عشا دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ سب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔

۴۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا۔

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا)۔

۵۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا۔

بیشک رات کا اُٹھنا (سونے کے بعد) وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے (بہ نسبت دن کی نماز کے) اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔

۶۔ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

وہ رات میں کم سویا کرتے (اور زیادہ حصّہ شب کا نماز میں گزارتے) اور پچھلی رات استغفار کرتے (یعنی رات تہجّد اور شب بیداری میں گزارتے ہیں۔ اور بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں) اور شب کا پچھلا حصّہ استغفار میں گزارتے ہیں۔ اور اتنے سو جانے کو بھی تقصیر سمجھتے ہیں۔

۷۔ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ الاٰية

Marfat.com

بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ (تمہارے اصحاب کی کہ وہ بھی قیام لیل میں تمہارا اتباع کرتے ہیں)۔

مفسّرین کرام فرماتے ہیں کہ مراد اس قیام سے تہجّد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب اور بقولے فرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس خیال سے کہ قیام قدرِ واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔

تو جتنا قرآن میسّر ہو پڑھو۔

اور پھر یہ حکم بھی نماز پنجگانہ سے منسوخ ہو گیا۔ اور امّت کے حق میں یہ نوافلِ تہجد، مقامِ سنّت و مستحب میں رہ گئے جو رضائے الٰہی سے معمور اور قربِ خداوندی سے نور علیٰ نور ہیں۔

افادۂ نفیسہ

تمام نوافل میں ان نوافل کی افضلیت پر دلیل وہ ہے جو خود قرآنِ عظیم نے افادہ فرمائی کہ

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۔

بے شک دن میں تمہیں بہت سے کام ہیں (جن سے فراغت حاصل نہیں ہوتی)

اور اس سے متصل ہی فرمایا کہ

Marfat.com

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا۔

رات کا اُٹھنا زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔

یعنی بہ نسبت دن کی نماز کے رات کی نماز زیادہ فضل وکمال رکھتی ہے کیونکہ

۱۔ وہ وقت سکون واطمینان کا ہے شور وشغب سے امن ہوتی ہے۔ اخلاص تام و کامل ہوتا ہے۔ ریا و نمائش کا موقع نہیں ہوتا۔ رات کا عمل پوشیدہ اور ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں۔ اس لیے قلب بہ نسبت دن کے بہت فارغ ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں میسّر آتا ہے۔

۳۔ تیسرے رات چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقّت و تعب میں ڈالتا ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوگا۔

۴۔ اور یہ حدیث شریف ابھی اُوپر مذکور ہوئی کہ رب عزّوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمانِ دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے الحدیث

۵۔ اور یہ کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندۂ مومن کی ہر دعا جو دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔

مولائے رومی فرماتے ہیں ؎

۱۔ بانگ می آید کہ اے طالب بیا — جود، محتاج گدایاں، چوں گدا

آسمان سے ندا آتی ہے کہ اے مانگنے والے آ۔ ہماری بخشش و عطا مانگنے والوں کی تلاش میں ہے۔ جیسے کوئی مانگنے والا سخی کی جستجو میں۔

۲۔ جود، می جوید، گدایان وضیاف! — ہم چو خوباں کآئینہ جوید صاف

Marfat.com

ہماری عنایت و سخاوت فقیروں اور طلبگاروں کی ایسی ہی مشتاق ہے جیسے کوئی خوبرو کسی آئینہ کا طلبگار ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

مسائل متعلقہ

۱۔ تہجد کی کم از کم دو رکعتیں اور متوسط چار ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت اور معمول مشائخ کرام بارہ۔

۲۔ سنّت یہ ہے کہ یہ نوافل دو دو رکعت کی نیّت سے پڑھے جائیں۔ (ردالمحتار)

۳۔ جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی رات عبادت کرنا تو اُسے چاہیئے کہ شب کے تین حصّے کرے اور پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے۔

۴۔ جو شخص آدھی رات سونا اور آدھی رات عبادت کرنا چاہتا ہے تو پچھلی نصف میں عبادت کرنا افضل ہے۔

۵۔ سب سے بڑھ کر نماز داؤد ہے کہ بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور نے فرمایا کہ سب نمازوں میں اللہ عزّوجل کو زیادہ محبوب نماز داؤد ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصّہ میں سو رہتے۔

۶۔ جو شخص تہجّد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

۷۔ جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں پڑھے ورنہ بعد

Marfat.com

عشا پڑھ لے۔ (حدیث شریف)

۸۔ جو شخص سونے سے قبل وتر ادا کر چکا ہے اب پچھلے کو اس کی آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔ (در مختار۔ رد المحتار)

۹۔ اس کا وقت فرض عشا، پڑھ کر کچھ دیر سو رہنے کے بعد سے، طلوع صبح صادق سے پہلے پہلے ہے۔ اواخر نومبر میں جب کہ عشا کا وقت سات بجکر ۴ منٹ پر شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نماز پڑھ کر سو رہا اور ۸ بجے آنکھ کھلی تو اس کے لیے بھی وقت تہجد ہے۔

(مستفاد از الوظیفہ الکریمہ)

۱۰۔ جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔ (رد المحتار)

تنبیہہ ضروری

شب بیداری کے معنی یہ ہیں کہ نماز عشا و فجر جماعت اُولیٰ سے ہوں۔ امام مالک نے ابو بکر بن سلیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا، بازار تشریف لے گئے۔ راستہ میں سلیمان کا گھر تھا ان کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا صبح کی نماز میں نے سلیمان کو نہیں پایا۔ انہوں نے کہا کہ رات میں نماز پڑھتے رہے پھر نیند آ گئی۔ فرمایا کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں (اور فجر کے وقت سو جاؤں کہ جماعت سے نہ پڑھ سکوں)

Marfat.com

تراکیبِ نمازِ تہجّد

ابھی اُوپر آیت کریمہ گزری کہ:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

جتنا قرآن میسّر ہو پڑھے۔

اور باب النوافل میں گزرا کہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے۔ (در مختار)

اسی لیے علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جو سورتیں (جن نمازوں میں) احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب گمان نہ کر لے۔ (در مختار)

اسی طرح ائمہ امت و صلحاء ملت سے نوافل میں جو خاص خاص سورتیں وارد ہیں۔ اس کا منشا یہ ہرگز نہیں کہ اگر ان نمازوں میں وہ سورتیں نہ پڑھیں تو نماز نہ ہوگی یا اگر یہ سورتیں یاد نہیں تو وہ نفل ہی ترک کر دیئے جائیں۔ حاشا و کلا۔

مقصود یہ ہے کہ ان سورتوں کو تبرکاً پڑھ لیا جائے اور ان کا ترک بھی روا سمجھا جائے تاکہ شرعاً کسی قسم کا مواخذہ ذمہ پر باقی نہ رہے۔ اب ہم چند وہ طریقے بیان کرتے ہیں جو مشائخ و صوفیا سے منقول ہیں۔

۱۔ بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ قل ہو اللہ شریف دوسری میں گیارہ بار، تیسری میں دس بار، چوتھی میں نو بار، علی ہذا گیارہویں میں دو بار اور بارہویں میں ایک بار۔

۲۔ جتنی رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں تین یا پانچ یا سات یا گیارہ گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ

Marfat.com

شریف پڑھے۔

۳۔ حضرت خواجہ عزیزاں رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تین دل ایک وقت میں جمع ہو کر دعا کرتے ہیں تو وہ دعا رد نہیں ہوتی۔

۱۔ ایک سورۂ یٰسین، جو دل ہے قرآن شریف کا

۲۔ دوسرے نصفِ شب آخر، جو دل ہے رات کا

۳۔ تیسرے مرد مسلمان، بندۂ مومن کا دل۔

لہٰذا جس وقت یہ تینوں دل جمع ہو جاتے ہیں دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

۴۔ دو رکعت نماز اس طور پر پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ اکیس [۲۱] بار اور دوسری میں معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دس دس بار۔ بعد سلام اپنے لیے اور اپنے مسلمان رشتہ داروں اور دوسرے برادرانِ اہلسنّت کے لیے دعا مانگے مستجاب ہوگی۔

۵۔ بہتر یہ ہے کہ جتنا قرآن کریم یاد ہو اس کی تلاوت ان رکعتوں میں کرے اگر کل قرآن مجید یاد ہو تو کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ چالیس رات میں ختم کرے۔

(الوظیفۃ الکریمہ)

پند سود مند

حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

۱۔ اعمال میں سب سے زیادہ پسند اللہ عزّوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

(بخاری و مسلم وغیرہما)

۲۔ اے عبد اللہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ وہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اقولُ کسی عمل کی محافظت اور اس کو ہمیشہ بجالاتے رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ عامل

Marfat.com

کو اس عمل میں رغبت ہے اور آدمی اس عمل کو فراغت قلبی اور طمانیت سے ادا کر رہا ہے۔ لہذا اس طاعت و عبادت کا اثر نفس پر پڑتا اور نفس عبادت و ریاضت کی مشقت کو بطیب خاطر قبول کرتا۔ اور ان اعمال کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا۔ اور اپنی آنکھوں ان اعمال کے اثرات دیکھ لینا۔

لیکن آدمی جب ایک آدھ بار اپنے نفس پر مشقت ڈال کر ریاضت شاقہ میں مصروف ہو پھر اس میں کمی کر دے یا بالکل ہی ترک کر دے تو اس میں اور نفس کی پاکیزگی و طہارت میں ایک حجاب حائل ہو جاتا ہے۔ قلب و دماغ پر ایک قسم کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ خواہشات نفسانیہ غلبہ پانے اور وساوس شیطانیہ اپنا بستر جماتے ہیں۔ اور وہی عمل جو انسان نے بہ نیت خیر ثواب و فلاح کے لیے شروع کیا تھا اور جس سے نفس کی پاکیزگی مقصود تھی۔ اب تقصیر و ترک کے باعث فی الجملہ محرومی و دوری کا باعث بن جاتا ہے اور اس کی عبادت و ریاضت شاقہ جس سے وہ منہ موڑ چکا اس کے حق میں مضر اور باعث ظلمت جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بار بار بہ تاکید شدید اس کی طرف توجہ دلائی۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ:

"اعمال میں سے اس قدر اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ (عطائے ثواب پر) ملول نہیں ہوتا یہاں تک کہ تم خود تنگدل ہو جاؤ۔"

اسی لیے نیند کے غلبہ کے وقت حکم ہے کہ جگہ بدل دے۔ یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے اور یوں بھی نہ جائے تو موقوف کر دے۔ صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی کہ:

"مبادا استغفار کرنا چاہیئے اور زبان سے اپنے لیے بددعا نکل جائے۔"

غرض بات وہ ہے جو ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہوئی کہ:

فَسَدِّدُوْا یعنی تم راہ راست اختیار کرو۔ میانہ روی کا خیال رکھو۔

Marfat.com

وَقَارِبُوا یعنی خدا سے قریب ہو جاؤ اور یہ نہ سمجھو کہ بغیر اعمال شاقہ کے اس کی بارگاہ میں رسائی میسّر نہیں۔ نہیں نہیں بلکہ

وَاَبْشِرُوا تم خوش رہو۔ فرحت و سرور کے ساتھ دائم العمل رہو۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ (حجۃ اللہ البالغہ)

اور صبح شام اور تھوڑی سی رات گزرنے سے مدد حاصل کرو۔ (کہ یہ اوقات مخصوص اوقات ہیں اور ان میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

رات میں پڑھنے کی بعض دعائیں

۱۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رات میں اُٹھے اور یہ دعا پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ وَ لَا اِلٰهَ

اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور پاک ہے اللہ۔ اور حمد ہے اللہ کے لیے۔ اور اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اور نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ کے ساتھ۔ اے میرے رب تو مجھے بخش دے۔"

پھر جو دعا کرے مقبول ہوگی۔ اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔

(بخاری شریف)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شب میں بیدار ہوتے یہ دعا پڑھتے۔

Marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے اے اللہ اور تجھی کو حمد ہے۔ میں اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا اور

وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ

تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ الٰہی میرا علم زیادہ کر اور

هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ (ابو داؤد)

۳۔ بیان فرماتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو یہ پڑھتے۔

اللہ اکبر ۱۰ بار الحمد للہ ۱۰ بار سبحان اللہ وبحمدہ ۱۰ بار

استغفر اللہ ۔ ۱۰ بار سبحان الملک القدوس ۱۰ بار

لا الٰہ الا اللہ ۱۰ بار پھر ۱۰ بار یہ پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا اور آخرت کی تنگی سے۔

۴۔ نسائی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت کریمہ بھی پڑھتے۔

ان فی اختلاف الیل الایۃ

۵۔ شب میں یعنی غروب آفتاب سے طلوع صبح تک جس وقت ہو سکے مندرجہ ذیل سورتیں پڑھے۔

الف۔ سورۂ ملک۔ کہ عذاب قبر سے نجات ہے۔

ب۔ سورۂ یٰس۔ کہ مغفرت ہے۔

ج۔ سورۂ واقعہ۔ فاقہ سے امان ہے۔

د۔ سورۂ دخان۔ صبح اس حالت میں اُٹھے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے

Marfat.com

ہوں۔ (الوظیفۃ الکریمہ)

۴۔ سوتے سے اُٹھ کر یہ پڑھنے کی مداومت رکھے انشاءاللہ العزیز قیامت میں بھی رب عزّوجل کی حمد ہی کرتا اُٹھے

(الوظیفۃ الکریمہ)

۵۔ بخاری و مسلم میں مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو یہ دُعا پڑھتے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ

الٰہی تیرے ہی لیے حمد ہے۔ آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے۔ اور

لَکَ الْحَمْدُ۔ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَکَ الْحَمْدُ

تیرے ہی لیے حمد ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے۔ اور تیرے ہی لیے حمد ہے

اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ لَہُ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ

آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے۔ اور تیرے ہی لیے حمد ہے تو حق

وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَاءُکَ حَقٌّ وَ قَوْلُکَ حَقٌّ وَ الْجَنَّۃُ

ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور جنت

حَقٌّ وَ النَّارُ حَقٌّ وَ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَ السَّاعَۃُ حَقٌّ

حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے

اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ

اللہ تیرے لیے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی۔ اور تیری

وَ بِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ

ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا۔ پس تو بخشدے میرے لیے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا

وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ۔

اور چھپا کر کیا اور علانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

Marfat.com

اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

توہی آگے بڑھانیوالا ہے اور توہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرے

وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ط

سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

فائدہ نفیسہ

غنیۃ الطالبین شریف میں فرمایا کہ جو شخص اوّل شب میں سو کر رات کے کسی حصہ میں تہجد و قیام لیل غرض شب بیداری کی نیت سے اٹھنا چاہے تو سوتے وقت یہ کلمے کہہ لے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

اَللّٰھُمَّ ابْعَثْنِیْ مِنْ مَضْجَعِیْ لِذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَصَلٰوتِكَ وَ اِسْتِغْفَارِکَ

الٰہی مجھے میرے بستر سے جگا دے اپنے ذکر و شکر، اور نماز و استغفار

وَتِلَاوَۃِ کِتَابِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

اور تلاوت قرآن و حسن عبادت کے لیے

پھر ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے۔ اُسی میں یہ دعا مذکور ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْكَ وَ اسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ لَدَیْكَ

الٰہی تو مجھے ایسے وقت جگا جو تجھے محبوب تر ہے اور مجھ سے وہ کام جو تجھے بہت پسند ہے وہ

اَلَّتِیْ تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ زُلْفٰی وَ تُبْعِدُنِیْ مِنْ سَخَطِكَ بُعْدًا

کہ مجھے تیرے بارگاہ سے قریب اور تیرے عذاب سے دور کر دیں۔

اَسْئَلُكَ فَتُعْطِیْنِیْ وَ اَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرْ لِیْ وَ اَدْعُوْكَ

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے عطا فرما۔ تیری مغفرت چاہتا ہوں مجھے بخش دے۔ تجھے پکارتا ہوں۔ میری

Marfat.com

فَتَسْتَجِيْبَ لِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنِّيْ مَكْرَكَ وَلَا تُوَلِّنِيْ

سن لے۔ الٰہی مجھے اپنی تدبیروں سے بے خوف نہ رکھ۔ اور مجھ پر کسی اور کو والی نہ بنا۔

غَيْرَكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنِّيْ سِتْرَكَ وَلَا تُنْسِنِيْ ذِكْرَكَ

اور اپنا پردہ مجھ سے نہ اٹھا اور اپنا ذکر مجھے نہ بھلا اور مجھے

وَلَا تَجْعَلْنِيْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ؕ

غافلوں میں نہ بنا

صوفیاء کرام نے فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت یہ کلمے پڑھ کر سو جائے تو اللہ عزّوجل اپنے حکم سے تین فرشتوں کو نازل فرماتا ہے جو اسے نماز تہجّد کے لیے اُٹھاتے ہیں[1]۔ اب اگر مسلمان بندہ اُٹھ کر نماز ادا کرتا اور پھر دعا مانگتا ہے تو وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور اگر وہ بیدار ہونے سے رہ جاتا ہے تو وہ فرشتے فضا میں عبادت کرتے ہیں۔ اور ان کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

واللہ ذو الفضل العظیم۔

تنبیہ ضروری

احیاء العلوم میں فرمایا کہ:

"طالب کو چاہیئے کہ کھانا سیر ہو کر نہ کھائے ورنہ وہ پانی زیادہ پیئے گا اور نیند بھی اُسے زیادہ آئے گی اور قیام میں اس پر گراں گزرے گا اسی لیے بعض مشائخ کا معمول تھا کہ وہ کھانے کے وقت دستر خوان پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اے لوگو۔ زیادہ مت کھانا ورنہ پانی زیادہ پیو گے

---

[1] ان الذین امنوا سے آخر سورہ کہف تک چار آیتیں شب میں یا صبح جس وقت جاگنے کی نیت سے پڑھے آنکھ کھلے گی۔ (الوظیفۃ الکریمہ)

Marfat.com

پھر تمہیں نیند بھی زیادہ آئے گی۔ پھر موت کے وقت حسرت بھی زیادہ ہوگی۔"

اسی لیے شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ؎

اندروں از طعام خالی دار تا درو نورِ معرفت بینی

تہی از حکمتے بعلتِ آں! کہ پُری از طعام تا بینی[1]

علماء فرماتے ہیں کہ اے مسکین جب تو روزہ دار ہو اور افطار کا وقت آئے تو پہلے یہ دیکھ کہ تو کس کے پاس اور کس چیز سے روزہ افطار رہا ہے۔ اس لیے کہ بندہ کبھی ایک لقمہ کھاتا ہے اور اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کا دل پلٹ جاتا ہے اور پھر پہلے والی حالت اُسے نصیب نہیں ہوتی۔

غرض یہ کہ گناہ خواہ کسی قسم کا ہو اس سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور آدمی اس کے باعث قیام لیل سے محروم رہتا ہے۔ اور ان سب میں لقمہ حرام کو بڑا دخل ہے۔ لقمہ حلال نفس میں پاکیزگی و طہارت کا مورث ہے اور اس کے برخلاف لقمۂ حرام غفلت و لاپرواہی، خباثت نفسی و قساوت قلبی میں مبتلا کرتا ہے۔

مشہور ہے کہ خیر خیر کی طرف بلاتا ہے اور شر شر کی طرف دعوت دیتا ہے اور خیر، یا شر، قلیل بھی ہو تو بہت ہوتا ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں۔ نماز با جماعت اس لئے فوت ہو جاتی ہے کہ آدمی کسی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہوتا ہے۔

---

[1] اعلیحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اذکار و اشغال کے لیے تین بد رقون کی ضرورت ہے (۱) تقلیل طعام (۲) تقلیل کلام (۳) تقلیل منام

(الوظیفۃ الکریمہ)

Marfat.com

آپ ہی کا قول ہے کہ احتلام ایک عقوبت[1] ہے اور جنابت دوری[2]۔

ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ اے غافل کچھ وہ لقمے بھی ہیں جو تجھے قیام لیل سے باز رکھتے ہیں اور کچھ وہ بد نظریں بھی ہیں جو تلاوت قرآن سے روک دیتی ہیں۔ اور وہ جو قرآن عظیم میں فرمایا گیا کہ:

---

[1] بعض دفعہ یہی عقوبت کسی بزرگ کامل کی نگاہ مرحمت سے سبب رحمت ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے ایک مرید کو ۷۰ مرتبہ احتلام ہوا تو انہوں نے بارگاہ مقدس میں عرض کی فرمایا تمہاری قسمت میں ۷۰ زنا تھے۔ میں نے دعا فرما کر انہیں احتلام سے بدلوا دیا۔

حضرت علامہ عبدالمصطفے صاحب اعظمی مدظلہم العالی بعض بزرگوں سے ناقل کہ اگر کوئی شخص سوتے وقت حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالے عنہ کا نام پاک ..... علی ...... اس طرح سینے پر لکھ لے کہ بائیں پستان ع کے دائرہ میں آجائے اور درمیان سینہ میں حلق تک ل پہنچے اور ی کے دائرہ میں ناف آجائے تو وہ شخص احتلام سے محفوظ رہے گا۔

[2] جہاں کوئی حائضہ یا جنب ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ۱۲ منہ

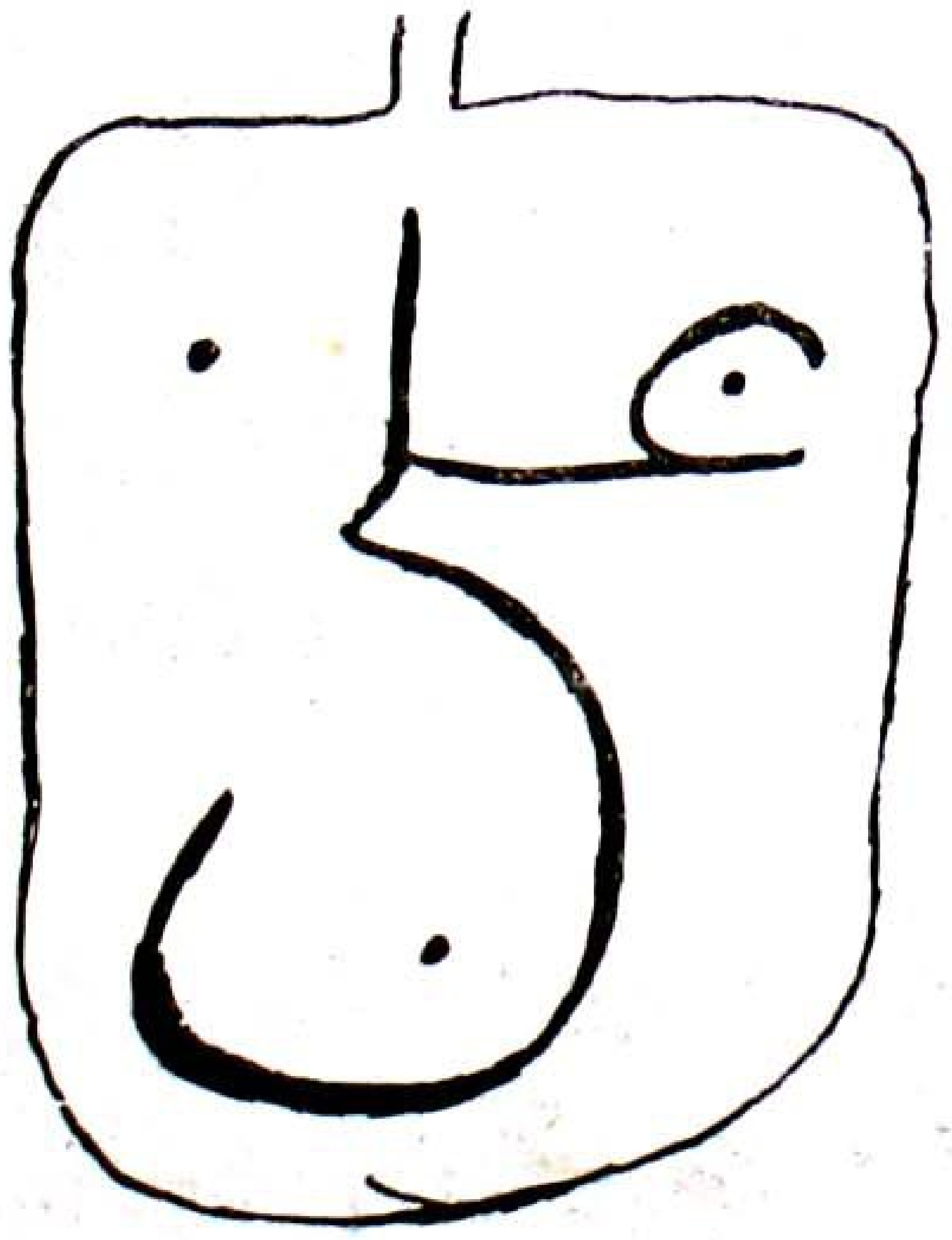

Marfat.com

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

کہ بے شک نماز بے حیائیوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے۔

اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ بے حیائیاں اور برائیاں نماز کی برکات اور عبادت کے ثمرات سے محروم رکھتی ہیں۔ اور آدمی کے لیے ہر خیر کا دروازہ بند کر دیتی ہیں۔

۲۔ قیام لیل کے اسباب میں احیاء العلوم میں فرمایا کہ:

"قیام لیل کے لیے جن چیزوں کی حاجت ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آدمی کا دل اہلِ اسلام کی جانب سے صاف ہو، کسی مسلمان سے اس کے سینہ میں کینہ نہ ہو۔ بدعات اور دنیا کے خرافات سے دل فارغ ہو۔"

اقول:۔ نہ صرف قیام لیل بلکہ فی الجملہ عبادات کے ثمرات و برکات کے حصول کے لیے ہر سنی مسلمان صاحب ایمان پر لازم و ضروری ہے کہ:

اول۔ اس کا دل مسلمان کی طرف سے ہو۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ اگلی امت کی بیماری تمہاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے۔ وہ مونڈنے والا ہے۔ دین کو مونڈتا ہے بالوں کو نہیں مونڈتا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہیں ہو گے۔ جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام پھیلاؤ۔ (ترمذی)

۲۔ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے جو استغفار کرتے ہیں۔ ان کی مغفرت فرماتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

Marfat.com

۳۔ ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں۔ ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو اُن کے لیے فرماتا ہے انہیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔ (احمد)

۴۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۵۔ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔ (دیلمی)

مذکورہ بالا احادیث بتا رہی ہیں کہ اہل اسلام یعنی مسلمانانِ اہل سنّت میں سے کسی سے بغض و عناد حسد و عداوت نہ صرف یہ کہ انسان کی طاعات و عبادات کو فاسد کرتے ہیں، بلکہ اس کے ایمان میں بھی فی الجملہ فساد پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب آدمی ایمان کی لذّت سے محروم کر دیا جائے گا تو قیام میں اُسے ہرگز میسّر نہیں آسکتا۔

دوم :۔ بدعت واہل بدعت سے دوری و عداوت اور بیزاری و نفرت پر عمل پیرا رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ ایمان کی چیزوں میں سب سے زیادہ مضبوط اللہ کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ کے لیے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔

۲۔ جو شخص کسی بد مذہب کی توقیر کرے اُس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔ (طبرانی)

۳۔ جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے اس سے ترش روئی کرو اس لیے کہ اللہ تعالےٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے اُن میں کوئی پل صراط پر گزرنے نہ پائے گا، بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے۔ جیسے ٹیڑیاں اور مکھیاں۔ (ابن عساکر)

۴۔ جو شخص کسی بد مذہب سے اُسے دشمن ٹھہرا کر منہ پھیرے اللہ تعالےٰ اس کا دل امن و

Marfat.com

ایمان سے بھر دے اور جو شخص کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالےٰ اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے اور جو کسی بدمذہب کو ذلیل کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے سو درجے بلند فرمائے۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی محمد پر (صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم) (خطیب)

۵۔ بدمذہب اہل جہنم کے کتے ہیں۔ (ابوحاتم)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی قسم کے بدمذہبوں کے بارے میں تفسیر عزیزی، سورۂ ن کے تحت فرماتے ہیں:

"در حقائق التنزیل مذکور است کہ سہل بن عبداللہ تستری فرمودہ اند":

مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَہٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَاْنَسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُہٗ وَلَا یُوَاکِلُہٗ وَلَا یُشَارِبُہٗ وَلَا یُظْہِرُ لَہٗ مِنْ نَفْسِہِ الْعَدَاوَۃَ وَمَنْ دَاھَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ نُوْرَ الْاِیْمَانِ مِنْ قَلْبِہٖ۔

یعنی تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کر لیا وہ بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا۔ نہ وہ بدمذہب کے پاس بیٹھے گا نہ اس کے ساتھ کھائے گا پئے گا اور اس کے لیے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا اور جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی و پالیسی) کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے ایمان کی حلاوت سلب کرے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تعالےٰ اس کے قلب سے ایمان کا نور نکال لے گا۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

"کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے۔ فاجر کا ذکر اس برائی کے ساتھ کرو۔ جو اس میں ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔"

(طبرانی و بیہقی)

یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے کہ اس کے فسق و فجور اور شر سے بچانے کے لیے اس کی زندگی میں اس کی برائیاں بیان کر دینے کی شریعت مطہرہ نہ صرف اجازت بلکہ حکم دیتی ہے تاکہ لوگ اس کی حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس کی ایذا رسانی سے بچتے رہیں اور شک نہیں کہ بدعقیدہ و بدمذہب کا ضرر و فساد، فاسق کے ضرر و ایذا دہی سے بڑھ کر ہے۔ فاسق سے اگر نقصان پہنچے گا تو آدمی کی دنیا کو۔ برخلاف اس کے بدمذہب و بددین ہمیشہ دین و ایمانِ اہل اسلام کے درپے رہتا اور مسلمانانِ اہلسنت کے عقائد حقہ کو ضرر پہنچاتا اور انہیں فاسد کرتا ہے۔

لطف یہ کہ بدمذہب و بدعقیدہ اپنی بدمذہبی و بدعقیدگی پھیلانے کے لیے نماز روزہ وغیرہ احکام کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے اس کا پورا اثر ہو گا۔ لہٰذا ایسوں کے اس پُر فریب تقدس و زہد و تقویٰ کا پردہ چاک کرنا اور ان کی بدمذہبی و بدعقیدگی کو لوگوں پر ظاہر کرنا، فساق مومنین کے اظہار فسق سے کہیں اہم بلکہ ضروری و لازمی ہے۔ اس کے اظہار میں دریغ کرنا جمہور مسلمین کو ایذا رسانی کے برابر ہے۔ رب عزّ و جل توفیق خیر عطا فرمائے آمین۔

بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی بُرائی نہیں کرنی چاہیئے۔ کسی کی غیبت سے کیا فائدہ۔ وہ اپنی قبر میں جائے گا ہم اپنی قبر میں۔ وغیرہا من الخرافات

مسلمانو! خوب یاد رکھو یہ شیطان کا مکر ہے جو ان جھوٹے صوفیوں سے ظہور میں آرہا ہے۔ خدارا انصاف! انبیاء کرام کیوں مبعوث ہوئے، کتابیں کیوں اتاری گئیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کیوں لازم کیا گیا۔ اسی لیے تاکہ گمراہوں اور گمراہیوں کے راستے کو ترک

Marfat.com

کیا جائے اور صراطِ مستقیم پر چلا جائے۔ اب یہ گمراہوں سے بیزاری و دوری اور نفرت و عداوت سے روکنا گمراہی کی تبلیغ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ابھی احادیث کریمہ سن چکے۔ دیکھو کہ کس طرح مسلمان کو ان بدمذہبوں اور بددینوں سے نفرت دلائی جا رہی ہے۔

الٰہی سنّی مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرما آمین۔

سوم:۔ اکلِ حلال کہ خبیث لقمہ خبیث ہی اثر لاتا ہے۔

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو تو جہنّم میں جانے کا سامان ہے۔ (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب)

۲۔ اللہ تعالیٰ بُرائی سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں نیکی سے برائی کو محو فرماتا ہے۔ بیشک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔ (احمد)

۳۔ جو گوشت حرام سے اگا ہے جنّت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اگا ہے اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (احمد)

۴۔ حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (بیہقی)

۵۔ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے۔ حلال سے یا حرام سے۔ (بخاری شریف)

۶۔ اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی اس کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اس نے رسولوں سے فرمایا:

یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط

اے رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔

اور مومنین سے فرمایا:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔

اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تم کو دیا ان میں پاک چیزوں میں کھاؤ۔

پھر بیان فرمایا کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے۔ جس کے بال پریشان ہیں۔ اور بدن گرد آلود (یعنی اس کی حالت قابل رحم اور ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (دعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اس کی دعا کیونکر مقبول ہو۔ (مسلم شریف)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت تلاوت کی کہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو۔

تو حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد اپنی خوراک پاک کر مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۸۔ جو شخص پرایا مال لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ (طبرانی) بلکہ قرآنِ عظیم میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

اور فرماتا ہے:

Marfat.com

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لیے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ۔

اور فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔

اے ایمان والو! اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کہو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حد سے گزرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ اور اللہ نے جو تمہیں روزی دی ان میں سے حلال طیّب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔"

ایک بات اور ذہن نشین کر لیجئے کہ اکل یہاں لفظی معنی میں نہیں یعنی اس سے صرف کھانا مراد نہیں بلکہ کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا ہے عبر بالاکل عن انفاق المال (راغب) اُردو محاورہ میں بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں۔ فلاں صاحب روپیہ کھا گئے۔ یا مال ہضم کر گئے۔

اور باطل سے مراد ہے ہر ناجائز طریق۔ گویا دو مختصر لفظوں میں تقویٰ مال کی ساری تعلیم آگئی۔

ہر خیانت سے احتیاط کی تاکید۔

اور ہر قسم کی دیانت و امانت کا حکم۔

غرض اس آیت میں باطل و ناجائز طور پر کسی کا مال کھانا، کوئی رقم ہضم کر جانا، کسی کا مال

Marfat.com

اپنے قبضہ میں لے آنا حرام فرمایا گیا۔ خواہ لوٹ کر ہو یا چھین کر یا چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا جھوٹی گواہی یا چغلخوری سے۔

اور وہ مال بھی باطل ہی کے حکم میں آجاتا ہے جو اس مال کے مالک سے بغیر اس کی خوشدلی کے حاصل کیا جائے یا مالک گو اُسے خوشی سے دے رہا ہے لیکن خود شریعت نے اس مد کو ناجائز قرار دیا ہے۔

پھر یہ حکم صرف مسلمانوں کے مال تک محدود نہیں مسلم ہو یا کافر کسی کا مال بھی دغا فریب ظلم وغیرہ سے لینا جائز نہیں۔ صرف کافر حربی کے مال پر تصرف و تسلط جائز ہے کہ اس سے تو اعلانِ جنگ ہو ہی چکا ہے۔ لیکن اس سے بھی علی الاطلاق نہیں بلکہ خاص خاص قیود و شرائط کے ساتھ۔ رشوت۔ جعلسازی۔ خیانت۔ غدر کافر حربی کے ساتھ بھی معاملات میں جائز نہیں۔

آیات مذکورہ کے تحت میں مفسّرین کرام نے ارشاد فرمایا کہ ناجائز فائدہ کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اسے حکام تک لے جانا ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح اپنے فائدے کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لیے حکام پر اثر ڈالنا اور رشوتیں دینا حرام ہے۔ آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ مال کو حکام تک پہنچنے اور اپنی رسائی و رسوخ پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ اور رشوت وغیرہ مالی تحفہ و تحائف سے حکام پر اثر نہ ڈالو۔ (مدارک وغیرہ)

اسلامی حکومت قائم ہونا اور اسلام کے سارے قانون دیوانی و فوجداری کا نافذ ہونا تو خیر بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید کی صرف اسی آیت پر اگر آج عملدرآمد ہو جائے تو جھوٹے دعوؤں جعلی کاغذات، جھوٹی گواہیوں، جھوٹے حلف ناموں، اہل کاروں اور عہدہ داروں کی رشوتوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام کی خدمت میں نذر، نذرانوں، قیمتی ڈالیوں، شاندار دعوتوں کا وجود کہیں باقی رہ سکتا ہے۔

والی اللہ المشتکی وعلیہ التکلان

Marfat.com

غرض یہ ہے اکل حلال کی اہمیت اسلام میں۔

کیا ان تصریحات کے بعد بھی کسی اسلامی دماغ کے تصور میں یہ بات آسکتی ہے کہ لقمہ حرام یا لقمۂ حلال کو عبادات وطاعات کی قبولیت و عدم قبولیت میں کوئی دخل نہیں۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

فائدہ نفیسہ

رب عزّوجل ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کے لیے جو دھیان کرنا

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا

چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔

یعنی رات اور دن میں سے ہر ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے ایسا ہی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے۔

سلف صالحین اور قیام لیل

۱۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مرتبہ رات کا کھانا سیر ہو کر کھایا پھر جب آپ نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو خود ہی فرمایا کہ جب گدھے کو خوراک زیادہ دی جاتی ہے تو کام زیادہ لیا جاتا ہے۔ پھر تمام رات نوافل میں گزار دی۔

۲۔ عبدالعزیز بن ابی رواد کی عادت تھی کہ جب رات بھیگ جاتی تو آپ اپنے بستر

Marfat.com

پر آتے اس پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ اے بستر تو بڑا نرم بستر ہے۔ لیکن بخدا جنّت میں تجھ سے زیادہ نرم و گداز بستر ہیں۔ یہ کہہ کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور تمام شب نوافل میں گزار دیتے۔

۳۔ حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ جب تھک کر آرام کی خاطر بستر پر لیٹ جاتے تو بستر پر ایسے لوٹتے جیسے آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی میں دانہ۔ یعنی کسی کروٹ آپ کو چین نہ آتا۔ آخر کار پھر نماز ادا کرنے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک پڑھتے رہتے۔

۴۔ ایک بزرگ اپنے سفر سے مکان واپس آئے تو اہل خانہ نے ان کے لیے آرام کو بستر کر دیا کہ سفر کی تکان دور ہو جائے۔ آپ اس پر لیٹ گئے اور اتفاقاً ایسی نیند آگئی کہ آپ اپنے معمولات ادا نہ کر سکے۔ اس پر آپ نے قسم کھائی کہ اب عمر بھر بستر پر نہ سوؤں گا۔

۵۔ حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ جب رات آتی ہے میں اس کے استقبال (ادائے نوافل) کی تیاریاں کرتا ہوں تو دل میں خطرہ آتا ہے کہ رات بہت بڑی ہے۔ مگر میں تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتا ہوں اور صبح ہو جاتی ہے۔ آپ ہی فرماتے ہیں کہ جب تمہیں رات کے قیام اور دن میں روزے کی توفیق نہ ملے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ تم (رحمت خاص) سے محروم کر دیئے گئے ہو اور تمہارے گناہ کثیر ہیں۔

۶۔ حضرت صلہ بن اشیم تمام شب نماز ادا کرتے اور جب صبح ہوتی تو ہاتھ اٹھا کر یہ عرض کرتے کہ میں اس قابل تو نہیں کہ تجھ سے جنّت کا سوال کروں مگر یہ التجا کرتا ہوں کہ مجھے عذاب دوزخ سے محض اپنے فضل و کرم سے بچانا۔

۷۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کی شامت سے قیام لیل سے محروم رہتا ہے۔ فرماتے ہیں قیام لیل بدن کی زندگی ہے۔ دل کا نور ہے اور آنکھوں کی روشنی۔

Marfat.com

۸۔ حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں تو پانچ جگہ پائیں۔

روزی کی برکت، نمازِ چاشت میں۔

قبر کی روشنی، نمازِ تہجّد میں۔

سوال نکیرین کے وقت آسانی تلاوتِ قرآن میں۔

پل صراط سے بآسانی گزرنا، صیام وخیرات میں۔

عرشِ الٰہی کا سایہ، گوشہ نشینی میں۔

۹۔ حضرت وہب بن منبہ نے متواتر تیس سال تک بستر سے اپنا پہلو نہ لگایا۔

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالواحد پر ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ میں اپنے معمولات بھی ادا نہ کر سکے۔ رات کو کوئی عجیب خواب دیکھا۔ صبح بیدار ہوئے تو قسم کھائی کہ اب کبھی رات کو نہ سوؤں گا۔ چنانچہ چالیس برس تک آپ نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی۔

۱۱۔ محمد بن منکدر کہ مشہور محدث ہیں ایک بار رات کو اس قدر روئے جس کی حد نہیں۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا تلاوت میں قرآنِ کریم کی یہ آیت کریمہ آگئی تھی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ؕ

نمازِ سفر و واپسی سفر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

۱۔ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادۂ سفر ان کے پاس پڑھیں۔ (طبرانی)

۲۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اس میں نماز پڑھتے۔ پھر وہیں مسجد میں تشریف

Marfat.com

رکھتے۔ (مسلم)

۳۔ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ کہتے ہیں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا جب ہم مدینے واپس آ گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔"

۴۔ کسی نے اپنے اہل و عیال کے پاس اللہ عزّ وجل کو ان چار رکعتوں سے زیادہ پیارا خلیفہ نہ چھوڑا جو وہ لباسِ سفر پہن کر اپنے گھر میں ادا کرے۔ یوں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھے اور بعد سلام یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَیْكَ فَاخْلُفْنِیْ بِهِنَّ فِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ ۔

الٰہی میں ان رکعتوں سے تیرا قرب چاہتا ہوں تو انہیں میرے اہل و مال میں میرا خلیفہ بنا دے

وہ رکعتیں واپس آنے تک اس کی اہل و عیال و مال اور اس کے گھر کے ارد گرد کی حفاظت کرتی رہیں گی۔ (احیاء العلوم)

آداب متعلقہ

۱۔ وقت رخصت سب سے دعا کرائے کہ برکت پائے گا۔

۲۔ ان سب کے دین جان مال اولاد تندرستی عافیت خدا کو سونپے۔

۳۔ گھر سے چلتے وقت یہ دعا پڑھے۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور واپسی کی برائی سے اور اہل و

سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ ط

مال و اولاد میں بری بات دیکھنے سے۔

Marfat.com

واپسی تک مال واہل وعیال محفوظ رہیں گے۔

ب۔ اسی وقت آیۃ الکرسی اور قل یاایہا الکفرون سے قل اعوذ برب الناس تک تبت کے سوا پانچ سورتیں سب مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر آخر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ لے راستہ بھر آرام سے رہے گا۔

ج۔ نیز اس وقت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ط فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ط

ایک بار پڑھ لے بالخیر واپس آئے گا۔

۴۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے اور اللہ پر توکل کیا میں نے اور گناہ سے پھرنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ

اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم لغزش کریں یا کوئی ہمیں لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کئے جائیں یا ظلم کریں یا

اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا اَحَدٌ ط

ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔

۵۔ ریل وغیرہ جس سواری پر ہو بسم اللہ تین بار کہے پھر اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ ہر ایک تین تین بار لا الہ الا اللہ ایک بار۔ پھر کہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ط وَاِنَّا

یعنی پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اسے مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار نہیں بنا سکتے تھے۔ اور

اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس سواری کے شر سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

۶۔ جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا

اے اللہ ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے ان کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور

وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا

اس بستی کے اور بستی والوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اسکے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت پڑے تو تین بار کہے،

يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔

اے اللہ کے نیک بندو میری مدد کرو۔

غیب سے مدد ہوگی۔ یہ حکم حدیث[لہ] میں ہے۔

لہ امام طبرانی سیدنا عتبہ بن عزوان رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جب تم میں کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔ (۳ بار) اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔" عتبہ بن عزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قد جرب ذٰلك باليقين یہ بات آزمائی ہوئی ہے (رواہ الطبرانی ایضا) فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا۔ اَنَّهٗ مُجَرَّبٌ قرن به النجح یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون (ذکرہ فی الحرز الثمین)

ثم اقول ایسی احادیث میں جن بندگانِ خدا کو وقتِ حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدست اسرارہم وافاض علینا انوارہم یہی قول اظہر واشہر ہے۔ اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں۔ وکیفما کان (وہابیہ کا) ایسے توسل وندا کو شرک و حرام اور منافی توکل واخلاص

۸۔ جب غم و پریشانی لاحق ہو یہ دعا پڑھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ؕ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ؕ

اور ایسے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کی کثرت کرے۔ اللہ اپنا فضل فرمائے گا۔

۹۔ جس شہر میں جائے وہاں کے سنی عالموں اور باشرع فقیروں کے پاس ادب سے حاضر ہو۔ مزارات کی زیارت کرے۔ فضول سیر و تماشے میں وقت نہ کھوئے۔

۱۰۔ عزیزوں دوستوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لیے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔ (ابن عساکر)

۱۱۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ

اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین اور تیری امانت کو اور تیرے عمل کے خاتمہ کو۔

نماز استخارہ

اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ جب ان کو کوئی حاجت مثلاً سفر یا نکاح یا بیع وغیرہ کی پیش آتی تو وہ تیروں کے ذریعے فال نکالا کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ فعل بے اصل اور محض اتفاق پر مبنی تھا، اس لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا اور اس کی بجائے استخارہ مقرر فرمادیا۔ کیونکہ جب انسان اپنے رب سے کسی شے کے علم کا فیضان

جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے ۱۲ (انہار الانوار)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کا انکشاف چاہتا ہے۔ اور مسلمان کا دل فضل و کرم الٰہی کا خواستگار ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہی اس کا استقبال کرتی اور بارگاہِ الٰہی سے قریب تر لے آتی ہے۔ اور اب اس پر اسرارِ الٰہی سے کسی سِر کا فیضان ہو جاتا ہے۔

پھر استخارہ میں یہ عظیم حکمت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی خواہش و مراد کو فنا کر دیتا اور رضائے الٰہی کا طلبگار ہوتا ہے تو اس پر ملکوتیت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اپنی خواہش و آرزوئے نفس کو رضائے الٰہی میں فنا کر دینے اور اپنے نفس کو خدائے تعالیٰ کو سونپ دینے سے وہ اس قابل بن جاتا ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے اس پر فیضان ہو۔ اب اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق وہ انوارِ غیبیہ سے منوّر ہو جاتا ہے۔ اور اس کو بارگاہِ الٰہی سے امر پسندیدۂ حضرتِ عزّت کا الہام ہوتا ہے۔

غرض استخارہ ایک اعتبار سے ملائکہ سے تشبیہ کے لیے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

احادیثِ کریمہ

۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ (اس حدیث کو مسلم کے سوا جماعت محدّثین نے روایت کیا)

۲۔ اے انس جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کر۔ پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گزرا کہ بے شک اسی میں خیر ہے۔

(بہارِ شریعت)

۳۔ جو استخارہ کرے گا نقصان میں نہ رہے گا اور جو مشورہ کرے گا وہ پشیمان نہ ہوگا۔

(جواہر خمسہ)

۴۔ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ وہ مشیت الٰہی پر راضی رہے۔ (جواہر خمسہ) یعنی استخارہ

Marfat.com

کرنے کے بعد حکم الٰہی کے مطابق حکم کرنا سعادت کا موجب ہے اور اس سے اعراض شقاوت کا باعث۔

۵۔ جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں

وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ

اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا

وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ

ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ الٰہی اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام

اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ

بہتر ہے میرے دین اور معاش اور انجام کار میں یا اس

عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ

وقت اور آئندہ میں تو اس کو میرے لیے مقدور کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے

لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ

اور اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بُرا ہے میرے دین و

وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ

معیشت اور انجام کار میں یا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو

وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ۔

اس سے پھیر۔ اور میرے لیے خیر مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔

اور اپنی حاجت ذکر کرے خواہ بجائے ہذا الامر کے حاجت کا نام لے یا اس کے بعد۔ مثلاً سفر کو جانا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ یوں کہے کہ اَنَّ هٰذَا السَّفَرَ

Marfat.com

یا یہ کہے اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ اَیِ السَّفَرَ۔

فوائد متعلقہ

۱۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اوّل و آخر الحمدللہ اور درود شریف پڑھے۔ اور پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔

۲۔ اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں (سورہ کافرون کے بعد)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ط

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

پڑھے اور دوسری میں قل ھو اللہ احد کے بعد

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ط

۳۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکورہ پڑھ کر باطہارت قبلہ رو سو رہے اگر خواب میں سبزی یا سپیدی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ (رد المحتار)

۴۔ آدھی رات کو اُٹھ کر خلوت میں دو رکعت نماز نفل بہ نیت استخارہ بحضور قلب

Marfat.com

پڑھے اور اس میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی اس قدر تکرار کرے کہ کیفیت استغراق حاصل ہو۔ اگر اس حالت میں سر داہنی جانب پھرے تو مراد حاصل ہے اور اگر بائیں جانب پھرے تو اس کام سے باز رہے۔ پھر نماز تمام کرلے۔ (خاندانِ برکات)

۵۔ سونے سے پہلے چھ ۶ رکعت نماز نفل بہ نیت استخارہ تنہائی میں ایک سلام سے ادا کرے یوں کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد والشمس، دوسری میں واللیل، تیسری میں والضحیٰ چوتھی میں الم نشرح پانچویں میں والتین اور چھٹی میں انا انزلناہ۔ ہر رکعت میں ہر سورت سات سات مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حق تعالیٰ کی تحمید میں مشغول ہو اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّرَبَّ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَرَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَعَزْرَائِیْلَ وَمُنَزِّلِ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلَ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِیْمِ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ اللَّیْلَۃَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ"

اور سو جائے۔ اگر پہلی رات میں مقصود حاصل ہو جائے فبہا ورنہ دوسری تیسری یہاں تک کہ ساتویں رات تک ضرور اطلاع پائے گا۔

البتہ یہ یاد رہے کہ یہ عمل پنجشنبہ کی شب سے شروع کرے اور چہارشنبہ کو دن میں روزہ دار رہے۔ (جواہر خمسہ میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے یہ ترکیب بحوالہ سراج السالکین نقل فرمائی)

۶۔ استخارہ غوثیہ۔ مہینہ کے پہلے یا دوسرے عشرہ میں شبِ جمعرات و جمعہ و پیر کو آدھی رات میں تازہ وضو کر کے دو رکعت استخارہ برائے ہدیہ روحِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھے اور مصلّے ہی پر بیٹھا رہے۔ اور اوّل و آخر

Marfat.com

گیارہ گیارہ بار درود شریف کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر پانچ سو گیارہ[۵] ورنہ ایک سو گیارہ بار ان اشعار کو پڑھے۔ آخر میں فاتحہ پڑھے۔ دورانِ عمل اپنی حاجت، زبانِ دل پر رکھے۔ پھر اسی جگہ سر سجدہ میں رکھ کر حاجت چاہے۔ ایک رات میں مقصود حاصل نہ ہو تو تین رات پڑھے۔

اے جلوہ دہِ جمالِ طٰہٰ — وے آئینۂ کمالِ یٰسین

دارم ز لبت امیدِ خنداں — بکشا بکرم دو لعلِ شیریں

بشرنی یا محی الدین، اجب یا جبرائیل بحق یا بدوح

۷۔ درود شریف سو بار اور آیہ کریمہ (۱۰۱) بار پڑھ کر سو جائے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

اب خواب میں جو کچھ نظر آئے اس کے مطابق عمل کرے۔

تنبیہہ ضروری

حج اور جہاد اور دوسرے نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے کہ کریں یا نہ کریں استخارہ نہیں ہو سکتا کہ:

"در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست"

ہاں تعیینِ وقت کے لیے کہ کب کریں استخارہ کی اجازت ہے۔ (غنیہ) اور استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری نہ جم چکی ہو۔

(بہارِ شریعت)

Marfat.com

فائدہ نفیسہ

بعض مشائخ نے فرمایا کہ جس نے چار چیزیں پا لیں چار اور بھی پائے گا۔

جس نے شکر کی دولت پائی	نعمت میں زیادتی بھی پائے گا۔
جس نے توبہ کی توفیق پائی	قبولیت بھی حاصل کرے گا۔
جس نے استخارہ کیا	بہتری اور بھلائی سے نہ روکا جائے گا۔
جس کام میں مشورہ کرتا رہے گا	بھٹکنے اور بہکنے نہ پائے گا۔

صلوٰۃ التسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کروں۔ کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں۔ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالے تمہارا گناہ بخش دے گا اگلا پچھلا، پرانا، نیا۔ جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا، پوشیدہ اور ظاہر۔

اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو۔ اور اگر روزانہ نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔

اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف میں بروایت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

اللہ اکبر کہہ کر سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک و لاالہ غیرک ۔ پڑھے پھر پندرہ بار یہ پڑھے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر

پھر اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے۔ اور رکوع میں دس بار پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے۔ اور بعد تسمیع و تحمید دس بار کہے۔ پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے۔ پھر سجدے سے اٹھا کر دس بار کہے۔ پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوں ہی چار رکعت پڑھے یعنی ہر رکعت میں الحمد اور بسم اللہ سے پہلے پندرہ بار پھر دس دس بار۔ یہ ہر رکعت میں پچھتر بار اور چاروں میں تین سو بار تسبیح ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے۔ فرمایا (پہلی میں) سورۂ تکاثر اور (دوسری میں) والعصر اور (تیسری میں) قل یا ایہا الکافرون اور (چوتھی میں) قل ہو اللہ۔

اور بعض نے کہا علی الترتیب سورۂ حدید اور حشر، اور صف اور تغابن۔

(ردالمحتار)

مسائل متعلقہ

۱۔ رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (غنیہ وغیرہا)

۲۔ ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے (عالمگیری ردالمحتار) یعنی ظہر کی چار سنتوں اور فرضوں کے درمیان۔

۳۔ تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے۔ ورنہ انگلیاں یا انگلیوں

Marfat.com

کے پورے دبا کر تعداد محفوظ رکھے کہ سب انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ رہیں۔

(درمختار وغیرہ)

۴۔ اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدے کو ستلس نہ ملے میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں۔ (ردالمحتار)

۵۔ کسی جگہ بھول کر تسبیحات دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے تاکہ وہ مقدار پوری ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے۔ مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے۔ اور رکوع میں بھولا تو اُسے بھی سجدے ہی میں کہے نہ قومہ میں۔ کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدے میں بھولا تو دوسرے میں کہے۔ جلسہ میں نہیں۔ (ردالمحتار)

چند تراکیب نمازِ حاجت

ترکیب[۱] اوّل:۔ ابو داؤد حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ کہتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔" اس کے لیے دو رکعت یا چار رکعت پڑھے۔ حدیث میں ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

ترکیب[۲] دوم:۔ ترمذی و ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ یا کسی آدمی کی طرف حاجت ہو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھے پھر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی ثنا کرے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر کہے :

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم وکریم ہے پاک ہے اللہ مالک ہے عرش عظیم کا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

حمد ہے اللہ کے لیے جو رب ہے تمام جہان کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں

وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ

اور تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی۔

اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ

میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے

وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان

ترکیب۳ سوم:۔ ترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن صبح کو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمادیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں۔ ارشاد فرمایا دس بار اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ دس بار الحمد للہ کہہ۔ پھر جو چاہے مانگ۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: نعم نعم اچھا اچھا۔

اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا اس کا طریقہ یوں ہو کہ دو رکعت نفل بوضائے تازہ و حضورِ قلب پڑھے۔ قعدے میں بعد درود اللہ اکبر۔ سبحان اللہ الحمد للہ دس دس بار کہہ کر دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے جو مخل نماز نہ ہوں (ان سے نماز میں خلل نہ آئے) مثلاً

اَسْئَلُكَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَاتِیْ كُلَّهَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا كَانَ مِنْهَا لِیْ خَیْرًا لَكَ وَرِضًی یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

ترکیب ۴ چہارم:۔ حافظ ابو الفرج ابن الجوزی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالےٰ سے کوئی حاجت دنیا یا آخرت کی ہو وہ پہلے کچھ صدقہ دے۔ پھر بدھ، جمعرات، جمعہ کا روزہ رکھے پھر جمعہ کو مسجد جامع میں جاکر بارہ رکعتیں پڑھے۔ دس رکعتوں میں الحمد ایک بار۔ آیۃ الکرسی۔ دس بار۔ اور دو میں الحمد ایک بار قل ھو اللہ پچاس بار۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ تو کوئی حاجت ہو دنیا خواہ آخرت کی اللہ تعالےٰ پوری فرمائے۔

ترکیب ۵ پنجم:۔ عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا سے کچھ حاجت رکھتا ہو تنہا مکان میں با وضوئے کامل (یعنی بمراعات سنن وآداب) چار رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد دس بار، دوسری میں بیس ۲۰، تیسری میں تیس ۳۰، چوتھی میں چالیس ۴۰ بار پڑھے۔ (اور نماز پوری کرے) پھر پچاس بار قل ھو اللہ احد اور ستر مرتبہ لاحول پڑھے اگر اس پر قرض ہو ادا ہو جائے اور جو وطن سے دور ہو خدا اُسے گھر پہنچائے اور جو آسمان کے برابر گناہ رکھتا ہو اور استغفار کرے خدا اس کے گناہ بخشے۔ اور جو اولاد نہ رکھتا ہو۔ خدا اسے اولاد دے اور جو دعا کرے خدا اس کی دعا قبول فرمائے اور جو خدا سے دعا نہیں کرتا خدا اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔“ عبداللہ فرماتے ہیں اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ کہ اس سے نافرمانی پر استعانت کریں گے۔

ترکیب ۶ ششم:۔ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی کہ قضائے حاجات

Marfat.com

کے لیے ہر رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں:
رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔
دوسری میں رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ
تیسری میں فَسَتَذْكُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ط
اور چوتھی رکعت میں رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ——— ہر آیت دس مرتبہ پڑھے۔

اور بعد سلام سجدے میں جائے اور آیۂ کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اکتالیس بار پڑھے پھر سر اٹھا کر دس بار پڑھے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ط
اور سجدہ میں دعا کرے۔

بحمدہ تعالیٰ اسی طرح معمول و بکرمہ تعالیٰ رحمت سے مملو ہے (کاشف الاسرار شریف)

ترکیب ہفتم:۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ جسے کوئی مہم پیش آئے اور وہ اپنے مقصود کے حصول میں مضطر و مجبور ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ وضوئے کامل کرے اور دو رکعت نماز نفل غیر اوقات مکروہہ میں ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار آیۂ کریمہ پڑھے:
فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۔

اور سلام کے بعد اسی طرح قبلہ رو بیٹھے ہوئے ستر بار پڑھے۔
نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ، تَجِدْهُ عَوْنًا فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ ۔ بِحُرْمَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَبِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ. يَا عَلِيُّ. يَا عَلِيُّ
بکرمہ تعالیٰ سب حاجتیں پوری ہوں۔

Marfat.com

ترکیب ۸ ہشتم :- وقت اشراق چار رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں والشمس دوسری میں واللیل ۔ تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح ایک ایک بار پڑھے اور بعد سلام اپنی حاجت بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے ۔ دعا کے اوّل و آخر حمدِ الٰہی و درود رسالت پناہی اور آمین پر ختم ضرور بجالائے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ حاجت پوری ہو ۔

ترکیب ۹ نہم :- شب جمعہ میں غسل بطور مسنون کر کے غیر استعمالی کپڑے اگرچہ دُھلے ہوئے ہوں پہنے پھر دو رکعت نماز نفل بہ نیت قضائے حاجت ادا کرے یوں کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ ، قل یا ایہا الکافرون دس بار اور دوسری میں قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھے ۔ اور سلام کے فوراً بعد سجدے میں جاکر دس بار درود شریف پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور دس مرتبہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

پڑھ کر اپنی حاجت عرض کرے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ دعا قبول اور حاجت پوری ہو ۔

ترکیب ۱۰ دہم :- عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے عافیت دے ۔ ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے صبر کر ۔ اور یہ تیرے لیے بہتر ہے ۔ انہوں نے عرض کی حضور دعا کریں ۔ انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو :

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ

Marfat.com

حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ ۔ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ[لہ] ط

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔

یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے روایت کی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حاکم نے کہا بخاری و مسلم دونوں کی شرطوں پر صحیح ہے۔ امام ابو القاسم طبرانی پھر امام بیہقی پھر امام منذری وغیرہم ائمہ نے فرمایا صحیح ہے۔ (احسن الوعاء)

اقول و باللہ التوفیق یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی۔ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے استعانت والتجا بھی۔ مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سر سے پانی تیر کر دیا۔ اس میں لِتَقْضِیَ لِیْ بصیغۂ معروف ہے۔ یعنی یا رسول اللہ حضور میری حاجت روا فرمائیں۔ مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

وَفِیْ نُسْخَةٍ بِصِیْغَةِ الْفَاعِلِ اَیْ لِتَقْضِیَ الْحَاجَةَ لِیْ ۔ وَالْمَعْنٰی تَكُوْنُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ حَاجَتِیْ وَوُصُوْلِ مُرَادِیْ. فَالْاِسْنَادُ مَجَازِیٌّ ۔

ثم اقول، سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو۔ ہمارا نام پاک لے کر ندا کرو ہم سے استمداد والتجا کرو، شرک وہابیت

[لہ] الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

Marfat.com

کو تعرِ جہنم میں پہنچانے کو یہی بس تھا کہ

اولاً :- جو شرک ہے اس میں تفرقۂ زمانۂ حیات و بُعد وفات ، یا تفرقۂ قرب و بُعد یا غیبت و حضور ، سب مردود و مقہور ۔ کہ زمانِ حیات دنیاوی اور اس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے ۔ قطعِ نظر اس سے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں ، جو بات خدا کے لیے خاص ہو چکی غیر کے ساتھ شرک ٹھہر چکی اس میں حیات و موت قُرب و بعد ، ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا ۔ کیا بعد موت ہی شرکتِ خدا کی صلاحیت نہیں رہتی ۔ بحالِ حیات شریک ہو سکتے ہیں ۔ یہ جنونِ وہابیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم الٹا مشرک بنا دیا ہے ۔ ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت و حیات کا فرق کریں گے کبھی قُرب و بعد کا ۔ کبھی کسی اور وجہ کا ۔ جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق کو خدا کا شریک جانتے ہیں ۔ جب تو وہ بات ، کہ غیر کے لیے اس کا اثبات شرک تھا ان کے لیے ثابت مانتے ہیں ۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ ان کی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے ۔ وباللہ التوفیق

ثانیاً :- حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائے ٹکڑا انو اللہ عزوجل سے عرض کرتا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا ۔ پھر دعا میں سنّت اخفا ہے ۔ اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت و حضور یکساں ہے ۔ عادی طور پر دونوں ندا با لغیب ہوں گی ۔ مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کر دی کہ زمانۂ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جانِ وہابیت پر آفت عظمیٰ ڈھائی ۔

Marfat.com

معجم کبیر امام طبرانی میں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے۔ ایک دن یہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملے ان سے شکایت کی۔ آپ نے انہیں یہی نماز و دعا تعلیم فرمائی اور فرمایا شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔ صاحبِ حاجت نے جاکر ایسا ہی کیا۔ پھر امیر المومنین کے دروازے پر جاکر حاضر ہوئے۔ دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا۔ امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا اور فرمایا کیسے آئے انہوں نے اپنی حاجت عرض کی۔ امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی۔

پھر ارشاد کیا اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت ہم سے کہی اور فرمایا جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری سفارش امیر المومنین سے کی۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا۔ اور پھر خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں ان نابینا کا شکایت عرض کرنا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا انہیں وہ نماز و دعا تعلیم فرمانا بیان کیا۔

امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسناد ذکر کر کے فرماتے ہیں والحدیث۔ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (الامن والعلیٰ)

تنبیہہ ضروری

علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالےٰ نام لے کر نہ پکارے غلام

Marfat.com

کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی (جیسے مذکورہ بالا دعا) تاہم اس کی جگہ یارسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیئے حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں۔ نہایت واجب الحفظ ہے (تجلی الیقین) ولہذا ہم نے یارسول اللہ لکھا اگرچہ حدیث میں یا محمد ہے۔

صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ

یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قُدِّست اسرار ہم العزیزہ کی معمول، اور قضائے حاجات وحصولِ مرادات کے لیے عمدہ طریق مرضی ومقبول۔ اور حضور پُرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم سے مروی ومنقول ہے۔ اجلّہ علماء واکابر کملاء اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلّم ومعتبر رکھتے آئے۔

امام اجل ہمام ابجل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز بہجۃ الاسرار شریف میں بسند صحیح اور شیخ الشیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ زبدۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علماء کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی اپنی اسفار مُنیف میں اس جناب ملائک رکاب یعنی حضور سیدنا غوث اعظم علیہ رضوان العزیز الوہاب سے راوی وناقل کہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ

جو کسی سختی میں میری دوہائی دے وہ سختی دور ہو جائے۔

Marfat.com

وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ۔

اور جو کسی مشکل میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ مشکل حل ہو جائے۔

وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ۔

اور جو کسی حاجت میں اللہ عزّوجل کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت روا ہو جائے۔

اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے (اور ایک روایت میں ہے بعد مغرب) ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار، پھر بعد سلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیتا جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ پوری ہو۔

اقول وباللہ التوفیق یہ مبارک نماز کہ اس سلطان بندہ نواز سے اکابر ائمہ دین مثل امام ابن جہضم وامام یافعی ومولانا علی قاری ومولانا شیخ محقق محدّث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے نقل وروایت فرمائی ایک عمل نظیف ہے کہ مبارک بندہ اپنی حصولِ اغراض و دفعِ امراض کے لیے پڑھتا ہے۔ اہل حاجت اسے عمل میں لاتے اور اپنی حاجت روائی کو بارگاہِ الٰہی میں اس سے توسل کرتے اور اس سبب سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ پھر جو امر حضور پُر نور محی الملۃ والدین سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمائیں۔ اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب قدست اسرارہم اسے بجا لائیں۔ اور طبقۃً فطبقۃً اولیاء وعلمائے سلسلہ علیہ عالیہ قادریہ مَرَّ ذُمَّ اللہُ اَرْوَاحَ اصحابِھَا وَاَمْرَادِیْ قُلُوْبَنَا بِھَا۔ اسے اپنا معمول بنائیں۔ اور ثقات علما وکبار اولیا، اپنی تصانیف میں اسے نقل وروایت کریں۔ اجازتیں دیں۔ اجازتیں لیں۔ اور منکرین متکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اس پر ردّ وانکار پیش کر سکیں۔ ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنے ہوائے نفسانی واصول بہتانی کی بنا پر بلحاظ اہل مذہب،

Marfat.com

شرکِ قطعی اور فاعلوں، جائز ماننے والوں کو مشرک جہنمی، اور بخوفِ اہلِ حق ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی کہہ دینا یہ خاصۂ وہابیت و لازمۂ نجدیت ہے۔

زبدۃ الآثار شریف میں حضرت شیخ محقق محدّث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے شیخ و استاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا، بیان فرمایا اور مولانا شیخ وجیہہ الدین علوی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرؤف الہادی کہ سالِ وفاتِ امام اجل علامہ سیوطی رحمہ اللہ یعنی ۹۱۱ھ میں متولد ہوئے اور صفر ۹۹۸ھ میں وفات پائی حضرت شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملکِ الباری کے مرید سعید، اور حضرت شیخ محقق کے استاذ مجید، اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخِ سلسلہ اور صاحب مقاماتِ رفیعہ و تصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں۔ بیضاوی و ہدایہ و تلویح و شرح وقایہ و مطول و مختصر و شرح عقائد و مواقف وغیرہا پر حواشیٔ مفیدہ رکھتے ہیں بہایت شد و مد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر بہ تاکید اکید تحریص و ترغیب فرماتے۔

پھر امام ابوالحسن نور الدین علی شطنوفی قدس سرہ کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف ہیں اور بطرزِ حدیث بسندِ متصل اس روایتِ جلیلہ کے پہلے مُخرّج اجلۂ علما و اکابرِ اولیا و ائمہ قراءت و ساداتِ طریقت سے ہیں۔

امام اجل شمس الدین ابن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ کہ اجلۂ محدثین سے ہیں۔ اور جن کی حصنِ حصین مشہور و معروف ہے، اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی۔ جس کا ذکر اپنے رسالے طبقات القراء میں بھی فرمایا۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقدِ رجال میں ان کی جلالت شان عالم آشکار، امام ابوالحسن ممدوح کی ملاقات کو ان کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب ”طبقات المقرئین“ میں ان کی مدح و ستائش سے رطب اللسان ہوئے

Marfat.com

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ زبدۃ الآثار میں فرماتے ہیں:

"یہ کتاب بہجۃ الاسرار، کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علماء قراءت سے عالم معروف و مشہور۔ اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور۔"

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ و جیہہ رد کرنا یا سخت جہالت ہے یا خبث و ضلالت۔ والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

پھر ان اکابر ملت و علمائے امت کو نقل و روایت میں بھی غیر موثوق جاننا اور رد و انکار کی راہیں نکالنا اسی دار المحن والفتن میں آسان ہے کہ اب یہاں نہ کسی منہ کو لگام۔ نہ کسی زبان کی تھوک تھام۔ مگر صبح قیامت قریب ہے۔ والی اللہ المشتکی۔

ثم اقول اس مبارک نماز میں نکاتِ غامضہ (پوشیدہ نکتے) و اسرارِ فائقہ (برگزیدہ رموز) و لطائفِ دقیقہ (لطیف باریکیاں) ہیں کہ ان پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے۔ ہم یہاں بعض امور کی طرف چند اجمالی اشارے کرتے ہیں۔

اس مبارک نماز کے طریقِ ادائیگی میں، محبوبانِ خدا کے لیے تواضع اور اُن کی تعظیم اور ان کے لیے فروتنی ہے۔ اور محبوبانِ خدا کی تعظیم اہم واجبات و اعظم قربات سے ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○

اسی لیے علماء کرام نے روضۂ منورہ کے حضور، خاص بہیأتِ نماز، قیام کرنے کا حکم دیا۔ فتاویٰ عالمگیری میں بالتصریح فرمایا کہ:

"قبر شریف سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کا تصور باندھے۔"

Marfat.com

اور اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کی جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاد و شاگرد و علماء و عام مسلمین کے لیے تواضع کا حکم ہوا۔ باآں ہمہ علماء نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لیے تواضع حرام ہے۔ تو بات وہی ہے کہ انبیاء و اولیاء و علماء و مسلمین کے واسطے تواضع اسی لیے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کے ولی ہیں۔ وہ دین الٰہی کے قیّم ہیں یہ ملّتِ الٰہیہ پر قائم ہیں۔ غرض علّتِ تواضع وہ نسبت ہے جو انہیں بارگاہِ الٰہی میں حاصل تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لیے ہوئی۔ اور تواضع لغیراللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ کسی کافر، یا دنیا دار غنی، کے لیے اس کے غنا کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں۔ یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں۔ غرض اس نماز و ہیئت میں خشوع و خضوع محمود و مشروع ہے۔ مگر شرک فروشوں کی دوا کون کرے۔

۲۔ عراق شریف کی طرف توجہ:

یہ خود اس جناب ملائک رکاب کی طرف توجہ ہے۔ اور بغرضِ توسّل محبوبانِ خدا کی طرف توجہ، قطعاً محمود و مشروع بلکہ ہنگام توسّل ان کی جانب توجہ درکار۔ اگرچہ قبلہ کو پشت ہو یہاں تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف؟ تو آپ نے فرمایا:

> "کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے۔ وہ قیامت میں تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ بلکہ انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ، کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔"

(شفاء قاضی عیاض)

Marfat.com

۳۔ حضور سیدنا غوث اعظم سے توسل

محبوبانِ خدا سے توسل والتجا واستعانت قطعًا محمود اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں۔ امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" فرماتے ہیں کہ:

"ہمیشہ سے علماء واہل حاجت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الٰہی میں ان سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں۔ میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتا اور ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں۔ کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔"

بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

اور انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ۔

وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں۔

اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء و صلحا و علماء و عرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کے ظہور پُر نور سے پہلے اور بعد بھی، حضور کے زمانِ برکت نشان میں اور بعد بھی، عہد مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک

Marfat.com

اور آج سے قیام قیامت و عرصاتِ محشر و دخول جنت تک توسل، احادیث و آثار میں جس قدر وفور و کثرت و ظہور و شہرت کے آثار وارد ہے۔ محتاج بیان نہیں ہے۔ جسے تفصیل دیکھنی ہو کتب و کلام علمائے کرام کی طرف رجوع لائے۔ صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلب باراں میں توسُّل کرنا مروی و مشہور ہے۔ حصن حصین میں ہے۔

وَاَنْ یَتوسَّلَ اِلیٰ اللہ تعالیٰ بِانبیاءِ والصالحین من عِبادِہٖ۔

یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف اس کے انبیاء سے توسّل کرے (بخاری و بزار و حاکم) اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے (بخاری)

۴۔ عراق شریف کی طرف چلنا:

کامل اکسیر، یہ ہے کہ سوال حاجت کے لیے کسی محبوبِ خدا کے قریب جایئے اسی طرف حق جل و علا نے قرآنِ عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؕ

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش، چاہیں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں۔

سبحان اللہ۔ خدائے تعالیٰ ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں۔ ہم تواب و رحیم ہیں اپنے فضل و کرم سے نوازیں گے۔

Marfat.com

اور قدیماً و حدیثاً علماء و صلحا اس آیتِ کریمہ کو زمانۂ حیات و وفاتِ سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں عام اور حاضریٔ مزارِ مبارک کو حاضریٔ مجلسِ اقدس کی طرح سمجھا کئے اور اوقاتِ زیارت میں یہی آیتِ کریمہ تلاوت کرکے اللہ تعالےٰ سے استغفار کرتے رہے۔ اس مضمون کی بہت روایات و حکایات، مواہب لدنیہ و مدارج النبوۃ و جذب القلوب وغیرہا تصانیف علماء میں مذکور و مشہور ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کے تعالیٰ کی طرف جانا۔ اور بعد وصال ان کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے۔

اب کہ یہ گدائے سرکارِ قادریہ اس آستانِ فیض نشان سے، دور و مہجور ہے گو بعد نماز، مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسّر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر ان چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث حسن میں ارشاد فرمایا:

"جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں سے ہے۔" (طبرانی)

پھر توسّل میں، توجہِ باطن ضرور۔ اور ظاہر، عنوانِ باطن ہے۔ لہذا یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالب، حالتِ قلب پر شاہد و گواہ ہو۔ جس طرح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں قلبِ ردا فرمایا تاکہ لباس کا قلب (پلٹنا) قلبِ احوال اور کشفِ باس کی خبر دے کہ انشاء اللہ حالت پلٹی اور تکلیف گئی۔

صحیح مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے۔ جب جنّت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی۔ یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے۔ اور یہ نماز صلوٰۃ کسوف تھی۔

Marfat.com

اسی طرح جب ارباب باطن واصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ تو شُش، عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ انوار و برکات و فیوض و خیرات اس جناب مبارک سے با ہزاراں جوش و ہجوم بہیم آتے نظر آتے ہیں ریہ بے تابانہ جنّات و باغاتِ سرور، کے ان خوشہ ہائے انگور، کی طرف قدم شوق پہ بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کا استقبال بجالاتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف بہ قدم شوق بڑھے۔ رہے ہم عاجز تو ہم اس امر جمیل میں ان اہل بصائر کے طفیلی ہیں۔

وَلِلْاَرْضِ من کاسِ الکرام نَصِیْبٌ

غرض ہنگام حاجت چونکہ سرِ دست، عراق شریف کی حاضری متعذّر اور عملاً ناممکن ہے لہذا چند قدم اس ارضِ مقدسہ کی طرف چلنا ہی مقرّر ہوا کہ

مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ۔

بالجملہ

اس نمازِ مقدس میں اصلاً کوئی محذورِ شرعی نہیں۔ اسے قرآن و حدیث کے خلاف بتانا محض بہتان و افترا ہے کہ قرآن و حدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو۔ وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح و روا ہے۔ اور ہرگز ہرگز قرآن و حدیث میں کہیں اس نماز کی ممانعت نہیں نہ اس کا منکر و مخالفِ کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوتِ دعویٰ میں آج تک پیش کر سکا تو اس کو حرام و گناہ و نادرست و ممنوع کہنا محض زبانی ادّعا اور شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔

عجیب یہ ہے کہ یہ حضرات، جواز کو، کہ عقلاً نقلاً محتاجِ دلیل نہیں، بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور ایک ایک مسئلہ جزئیہ پر قرآن و حدیث سے دلیل طلب کرتے ہیں۔ اور عدمِ جواز کے لیے ان کے زبانی دعوے کافی ہو جاتے ہیں کہ جسے چاہتے۔

Marfat.com

ناجائز و بدعت بنا دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں جائز و روا مان لیتے ہیں۔

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ یعنی وہابیہ نجدیہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی "تحفہ اثنا عشریہ" میں لکھتے ہیں کہ:

"نہ کردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر۔"

نہ کرنا اور بات ہے اور منع کر دینا اور چیز۔

اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ و تابعین سے منقول نہیں۔ صحابہ محبت و تعظیم میں ہم سے زیادہ تھے۔ ثواب ہوتا تو وہ بھی کرتے۔

وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنّت کی طرف سے ہزار ہزار بار ہو چکے ہیں جیسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو ان کی تصانیف کثیرہ کی طرف رجوع لائے۔ یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل نہیں۔

بالجملہ یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لیے کیا جاتا ہے اور اعمالِ مشائخ میں تجدید و احداث کی ہمیشہ اجازت۔ خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور اُن کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر گونہ حاجات کے لیے صدہا اعمال بتائے کہ تازہ بنے تھے یا آپ ہی بنائے۔ جن کا پتہ قرون ثلاثہ میں اصلاً نہ تھا۔ حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر ان پر نظر ڈالیں اور ان کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصولِ مذہب پر ان اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تنبیہہ

یہ تمام مباحث امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے رسالہ مبارکہ "انہار الانوار" مِن یمِّ صلوٰۃِ الاسرار" سے ماخوذ ہیں تفصیل معلومات کے لیے اسی کی طرف توجہ فرمائیں۔

Marfat.com

ترکیب ادا

اس نماز مبارک کی یہ ہے کہ بعد نماز مغرب کی سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ وَ امْدُدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ

اے اللہ کے رسول اے اللہ کے نبی میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے میری حاجتیں پوری ہونے میں

يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ ط

اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے:

يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَ يَا كَرِيْمَ الطَّرَفَيْنِ اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ

اے جن وانس کے فریاد رس۔ اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ

فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ

میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے میری حاجتیں پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنیوالے۔

پھر حضور کے توسّل سے اللہ عزّوجل سے دعا کرے۔ (بہارِ شریعت)

نمازِ توبہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

جب کوئی بندہ گناہ کر بیٹھے۔ پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔ پھر استغفار کرے، اللہ تعالی اس کے گناہ بخشدے گا۔ پھر آپ نے یہ آیۂ مبارکہ تلاوت فرمائی:

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ الآیۃ

"اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی، یا اپنی جانوں پر ظلم کریں (یعنی اُن سے کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے اور وہ) اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں (اور توبہ کریں اور گناہ سے باز آئیں اور آیندہ کے لیے اس سے باز رہنے کا عزم پختہ کر لیں کہ یہ توبۂ مقبولہ کے شرائط میں سے ہے تو یہ بھی پرہیزگاروں میں سے ہیں) اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے۔ اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کو بدلہ، اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں۔"

یعنی اطاعت شعاروں کے لیے بہتر جزا ہے۔

اقول و باللہ التوفیق۔ توبہ اور قبولِ توبہ کا مضمون قرآنِ کریم میں بار بار آیا ہے۔ کہیں مطلق اور کہیں مقیّد۔ مثلاً سورۂ بقرہ میں فرمایا۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا۔ الآیۃ

"مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں۔ تو میں اُن کی توبہ قبول فرماؤں گا۔"

یہاں توبہ کے ساتھ دو قیدیں لگی ہوئی ہیں۔ اوّل اصلاح۔ دوم تبیین۔

اصلاح اپنے طرزِ عمل کی۔ اور تبیین و اظہار اُس کا جو ظاہر نہ کیا یا جو گناہ علانیہ سرزد ہوئے، اُن کی توبہ بھی علی الاعلان۔

محققین نے لکھا ہے کہ جن گناہوں سے صرف حقوق اللہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی۔ ان کے لیے محض توبہ و استغفار کافی ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے اور درگزر فرمائے۔

لیکن جن گناہوں سے بندوں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ مثلاً بندہ کا مالی مطالبہ کہ

Marfat.com

شرعاً اس کے ذمہ ہے جیسے کسی کا مال چرایا یا چھینا لوٹا۔ یا رشوت، سود، جوئے میں لے یا یا ہر وہ نقصان و آزار، جو بے اجازتِ شرعیہ، کسی کے دین، آبرو، یا جان و جسم یا صرف قلب کو پہنچا یا جیسے کسی کو گالی دے۔ کسی پر تہمتِ زنا لگائی۔ کسی کو مارا، کسی کا خون بہایا یا کسی کا ایمان بگاڑا، کسی کا دین و عقیدہ تباہ کیا۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ ہر متعین گناہ و معصیت کے ضرر و نقصان کا عملی تدارک بھی بقدرِ امکان کرے جب جا کر توبہ قبول ہوگی۔

اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے اگر وہ بے ہماری مرضی کے، ہمارے حق جیسے چاہے معاف فرما دے تو بھی عین حق و عدل ہے کہ ہم بھی اُسی کے، اور ہمارے حقوق بھی اُسی کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔ مگر اُس ملکِ دیّان عزّ جلالہ نے اپنے دار العمل کا ضابطہ یہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے، معاف نہ ہوگا۔ اور بے ہمارے بخشے، معاف ہو جانے کی کوئی شکل نہیں کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے، میں اپنی داد کو نہ پہنچا۔

تو توبہ کی حقیقت، شریعت میں یہ ہے کہ ماضی میں جو ہو چکا اُس پر ندامت ہو اور آئندہ کے لیے ترکِ گناہ کا عزم بالجزم۔ اور یہ جس قدر بھی جلد ہو سکے بہتر قبل اس کے کہ برائی نفس پر چھا جائے اور نیکیوں کو سوخت کر جائے۔ اسی وقت گناہ سے باز آجاتا ورنہ ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح، کے دارد اثر

زبان پر توبہ توبہ اور دل میں وہی وسوسے اور ارتکابِ گناہ کے لیے خدشے اور خطرے ظاہر ہے کہ یہ توبہ نہیں۔ بلکہ توبہ کا مذاق اور معاذ اللہ، باری تعالیٰ سے استہزاء ہے۔

اے عزیز! پھر یہاں معاف کرا لینا سہل ہے۔ قیامت کے دن اس کی امید مشکل۔ کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، نیکیوں کا طلبگار، اور برائیوں سے بیزار ہوگا۔ پرائی

Marfat.com

نیکیاں اپنے ہاتھ آتی اور اپنی برائیاں اُس کے سر جاتی کیسے بُری معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ حدیث میں آیا۔ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دَین آتا ہوگا۔ روزِ قیامت اُس سے لپٹیں گے کہ ہمارا دَین دے۔ وہ کہے گا میں تمہارا بچّہ ہوں۔ یعنی شاید رحم کریں۔ وہ تمنّا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔" (الطبرانی)

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے اُمید خام خیال۔

اے عزیزو! روزِ قیامت تمہیں اہلِ حقوق کو اُن کے حق ادا کرنے ہوں گے۔ یہاں تک کہ مُنڈی بکری کا بدلہ، سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اُسے سینگ مارے۔ اور چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا۔ (امام احمد و ترمذی وغیرہما)

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضۂ حق میں دے دی جائیں۔ طریقِ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں، صاحبِ حق کو دی جائے گی۔ اگر ادا ہوگیا، غنیمت۔ ورنہ اُس کے گناہ، اس پر رکھے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔ احادیثِ کثیرہ اس مضمون میں وارد ہیں۔ (اعجب الامداد)

مولائے کریم ہمیں ایک دوسرے کے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو اپنے دامانِ فضل و عفو و کرم میں چھپائیے۔ (آمین)

نمازِ حفظ الایمان

نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد، دو رکعت نمازِ نفل، حفاظتِ ایمان کی نیت ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ شریف سات مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق (تا آخر) ایک بار۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قل ہو اللہ احد (تا آخر) سات بار اور قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر یعنی ختم نماز کے بعد معاً سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

Marfat.com

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ثَبِّتْنِيْ عَلَى الْإِيْمَانِ ۔

یا حی و قیوم مجھے ایمان پر ثابت قدم رکھ ۔

انشاء اللہ تعالے اس کا پڑھنے والا، اپنا ایمان دنیا سے سلامت لے جائے گا ۔ (فوائد الفواد)

طریق دیگر

دو رکعت نماز نفل اسی نیت حفظ الایمان سے، اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ یہ دعا پڑھے ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اور ۵ مرتبہ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۝ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

پھر پانچ ہی مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ ۔

پھر نماز پوری کرے اور سلام بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا دَائِمًا ۝ وَاَسْئَلُكَ قَلْبًا خَاشِعًا ۝ وَاَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا ۝ وَاَسْئَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا ۝ وَاَسْئَلُكَ دِيْنًا قَيِّمًا ۝ وَ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا ۝ وَاَسْئَلُكَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا ۝ وَاَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ ۝ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ ۝ وَاَسْئَلُكَ حُسْنَ الْعَافِيَةِ ۝ وَاَسْئَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ ۔ وَاَسْئَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ ۝ وَاَسْئَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ (جواہر خمسہ)

Marfat.com

نماز برائے زندگی قلب و روشنی قبر

دو رکعت نماز نفل اسی نیّت سے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد، سورۂ اخلاص چھ بار اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے۔ بعد فراغت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ سِرَاجًا فِيْ قَبْرِيْ وَفِيْ قُبُوْرِ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ (جواہر خمسہ)

بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں، نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد پڑھی جائیں۔

نماز برائے تنویر قلب

دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ — آٹھ آٹھ مرتبہ پڑھے۔ اور سلام کے بعد يَا اَللّٰهُ الْمُوَفِّقُ۔ ستر بار پڑھے۔ (جواہر خمسہ)

نماز برائے شفائے امراض

دوگانہ پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھے۔ سلام کے بعد وہیں بیٹھا رہے۔ کسی سے بات نہ کرے اور ہزار بار یہ تسبیح پڑھے۔

يَا بَدِيْعَ الْعَجَآئِبِ بِالْخَيْرِ ارْحَمْنِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

انشاء اللہ تعالیٰ از سرِ نو زندگی پائے۔ (جواہر خمسہ)

مریض خود نہ پڑھ سکے تو دوسرا اس کے لیے پڑھے۔ رحمتِ الٰہی کو فضل فرماتے

Marfat.com

دیر نہیں لگتی۔ البتہ دعا میں اِرْحَمْنِی کی بجائے اِرْحَمْہُ کہے۔ اور مریض کا تصور کرے۔

نماز برائے دفع بواسیر

دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اَلَمْ نَشْرَحْ تا آخر اور دوسری میں بعد فاتحہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ پڑھے۔ پھر سلام کے بعد ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

یہ نماز پابندی سے پڑھی جائے انشاء اللہ تعالٰے بواسیر جاتی رہے گی۔ اور جلد شفا ہو گی۔ (جواہر خمسہ)

نماز برائے حصولِ سعادتِ اُخروی

جمعہ کے روز بوقتِ اشراق دوگانہ پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق اور دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ناس۔ اور سلام کے بعد سات بار آیۃ الکرسی۔ اس کے بعد چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء ایک بار۔ اور سورۂ اخلاص ۲۵ بار پڑھے۔ پھر سلام کے بعد ستر مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ اور حسنِ خاتمہ اور سعادتِ اخروی کے لیے دعا کرے۔ حدیث میں اس کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

نماز برائے آسانی ضغطۂ قبر

شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ ۱۵ مرتبہ سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھے اور پھر تنگیٔ قبر کی آسانی کے لیے دُعا کرے۔

راحت القلوب میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ آپ کے علم میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جس سے قبر کے عذاب میں آسانی ہو

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ "ہاں ہے" پھر یہ نماز تعلیم فرمائی۔

نماز برائے آسانی جوابات بوقت سوال نکیرین

وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مُردے سے جب سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیرا رب میں ہوں۔ اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں اور وہ حدیثیں اس کی مؤید ہیں جن میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے:

"الٰہی اسے شیطان سے بچا۔"

اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" جب مؤذن اذان کہتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں (ریح نکالتا) بھاگتا ہے۔"

اور خود حدیث میں حکم آیا:

"جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو وہ دفع ہو جائے گا۔"

اور جب ثابت ہو گیا کہ وہ وقت معاذ اللہ، شیطان لعین کی مداخلت و خلل اندازی کا ہے اور ارشاد ہوا کہ شیطان (کہ اللہ عزّوجل صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا، ہر مسلمان مرد و زن کو، حیات و ممات میں اُس کے شر سے محفوظ رکھے) اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم آیا کہ اس کے دفع کو اذان کہو، تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط،

Marfat.com

بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق ہے۔ اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد و اعانت ہے جس کی خوبیوں سے قرآن و حدیث مالا مال۔ تفصیل کے لیے امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ مبارکہ ایذان الاجر فی اذان القبر کا مطالعہ فرمائیں۔ اور منکرین کا یہ اذان تو اعلامِ نماز کے لیے ہے۔ یہاں کون سی نماز ہو گی جس کے لیے اذان کہی جاتی ہے یہ ان جاہلوں کی جہالت کو زیب دیتی ہے جو نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و مقاصد ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے۔ از آں جملہ بچے کے کان میں اذان۔

تمام سال کے مخصوص نوافل

وہ مخصوص راتیں جو فضلِ الٰہی سے مخصوص ہیں۔ جن میں رحمتِ الٰہی کی بدلیاں جھومتی آتی اور بندگانِ حق پر فضل کے موتی برساتی ہیں۔ اور جن میں شب بیداری مستحب و محبوب بلکہ شرعًا مطلوب ہے۔ سال تمام میں چودہ راتیں ہیں۔

بندۂ ارادت مند کو ان سے غافل رہنا، اور غفلت و سستی اور نیند میں گزار دینا آتی دولت کو گنوانا اور کیمیا کو خاک میں ملانا ہے۔

اے عزیز! یہ اوقاتِ مخصوصہ، خیرات و حسنات کے مواسم ہیں اور تجارت میں کثیر منافع حاصل کرنے کی فصلیں۔ اور جب تجارت پیشہ کہ دن رات کمائی میں منہمک اور دولتِ دنیا کمانے کی ٹوہ میں رہتا ہے، موسمِ تجارت سے غافل ہو جائے اور میٹھی نیند سو جائے، کیا خاک کمائے گا۔ بلکہ جو کمایا اُسے بھی گنوائے گا۔ آج کی غفلت کل دو چند ہو گی۔

یوں ہی آخرت کے طلبگار، اگرچہ وہ اور ایام میں مصروف بندگی رہیں، ان ایام ولیالی کو غفلت کی بھینٹ چڑھا دیں اور ان مبارک دنوں اور بابرکت راتوں کو سو کر

Marfat.com

گزار دیں تو خود اپنا نقصان کریں گے اور وہ فضل و کرم کہ رحمت کے خزانوں سے تقسیم ہو گا آپ ہی اُس سے محروم رہیں گے۔ پھر محرومی کی شکایت اور مہجوری کا شکوہ کریں گے تو منہ کی کھائیں گے۔

غنیۃ الطالبین شریف میں فرمایا کہ علمائے کرام نے تمام سال کی راتوں کو شمار فرما کر یکجا کر دیا ہے اور وہ راتیں یہ ہیں۔

۱۔ شب غرۂ محرم الحرام

۲۔ شب عاشوراء۔

۳۔ رجب المرجب کی پہلی۔

۴۔ اور پندرہویں۔

۵۔ اور ستائیسویں شب۔

۶۔ شعبان المعظم کی پندرہویں شب۔

رمضان المبارک کے عشرۂ آخرہ کی طاق راتیں۔ یعنی

(۷ تا ۱۱) ۲۱ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۷ اور ۲۹ کی شب۔

۱۲۔ ماہ ذی الحجہ میں عرفہ کی شب (یعنی نویں ذی الحجہ)

۱۳۔ شب عید الفطر

۱۴۔ شبِ عید الاضحیٰ

ہم اس رسالہ میں ترتیب وار پہلے انہیں نوافل ماثورہ کا ذکر کرتے ہیں جو ان مبارک راتوں میں علماء و مشائخ اور خاصانِ حق کا معمول رہے ہے۔

نوافل شبِ غرۂ محرم الحرام

محرم الحرام کا مہینہ، وہ مبارک مہینہ ہے جس سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے

Marfat.com

یہ مہینہ فضائل و برکات کا خزینہ اور فیوض و حسنات کا دفینہ ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں گذشتہ قوموں کی توبہ قبول فرمائی اور آئندہ بھی لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔"

۱۔ اس ماہ مبارک کی پہلی شب میں، حضرت خواجہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو رکعت نفل منقول ہیں۔ اور ان کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں، الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ احد شریف گیارہ گیارہ بار پڑھیں اور بعد سلام یہ کہیں۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ؕ

۲۔ دوسری ترکیب حضرت قطب الملت والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یوں منقول ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں، سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسٓ شریف ایک بار پڑھے۔

۳۔ ایک روایت میں چھ رکعتیں آئی ہیں (جن کا پڑھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر آسان) اور ترکیب اُن کی یہ ہے کہ ہر رکعت میں، سورۂ فاتحہ کے بعد، سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد دس دس بار پڑھے۔

۴۔ مشائخ کرام سے اس شب میں دو رکعت اور بھی منقول ہیں۔ اور وہ یوں کہ ہر رکعت میں، الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھیں اور بعد سلام ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ هٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ ط اَسْئَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ ط وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ ط وَمِنَ الْبَلَايَا وَالْاٰفَاتِ ط وَاَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ

Marfat.com

وَالِاشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیۡ اِلَیۡکَ ط یَا بَرُّ یَا رَؤُفُ یَا رَحِیۡمُ ط یَاذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام۔

"الٰہی تو ہی معبود ازلی ابدی ہے۔ یہ نیا سال آتا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں شیطان رجیم۔ اور ہر شر والے کی شر سے حفاظت کا۔ اور یہ کہ میں مامون رہوں حاکم جابر سے اور تمام آفتوں اور بلاؤں سے۔ الٰہی میں تیری مدد کا خواستگار ہوں۔ اس نفسِ امارہ پر۔ اور یہ کہ میں مشغول رہوں۔ ان اعمال میں جو مجھے تیرا مقرّب بنائیں۔ اے نیکو کار۔ اے مہربان۔ اے رحم فرما۔ اے عزّت و جلال والے۔"

منقول ہے کہ اس نماز کو جو شخص خلوصِ قلب سے ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتوں کو موکّل کردے گا کہ وہ ہر مشکل میں اس کی مدد و راہنمائی کریں۔ اور شیطان کہتا ہے کہ ہائے افسوس۔ اس شخص نے مجھے تمام سال کے لیے مایوس کر دیا۔ واللہ اعلم

(راحت القلوب)

نوافلِ شب عاشوراء

اس مبارک رات میں نوافل کے لیے متعدد طریقے حضرات مشائخ کرام سے منقول ہیں۔ ہم اس کتاب میں اُن میں بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دو رکعت نماز، قبر میں روشنی کے لیے اس شب مبارک میں اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ اخلاص شریف تین تین بار پڑھ کر نماز ختم کریں سلام پھیر کر اسی مقصد کے لیے دعا عرض کریں۔

۲۔ چار رکعت نفل ایک سلام سے پڑھیں۔ یوں کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد

Marfat.com

سورۂ اخلاص (۵۰) پچاس بار پڑھیں۔ بعد سلام دعا کریں۔

بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ جو شخص یہ نماز پڑھے اُس کے پچاس برس گزشتہ اور پچاس برس آیندہ کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور رب عزّوجل، ملاءِ اعلیٰ میں اُسے ایک عالی شان نورانی محل عطا فرمائے گا۔

۳۔ ستّر رکعت نوافل، دو رکعت کی نیت سے پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار پڑھے اور بعد سلام ستّر بار یہ دعا پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

فائدہ جلیلہ

بعض نوافل، عاشورار کے دن بھی پڑھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ چھ رکعت نفل، ایک ہی سلام ہے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یہ چھ سورتیں پڑھے یعنی ۱ والشمس وضحٰہا۔ ۲ والضحٰی۔ ۳ اذا زلزلت الارض۔ ۴ قل ہو اللہ احد ۵ قل اعوذ برب الفلق۔ ۶ قل اعوذ برب الناس۔ اور بعد فراغت کے سجدہ میں جائے اور قل یا ایہا الکٰفرون آخر تک، سات مرتبہ پڑھ کر اپنی حاجت چاہے۔ اور یقین کرے کہ وہ غنی بے نیاز، اُس کی ہر جائز حاجت، اپنے فضل و کرم سے روا فرمائے گا۔

۲۔ چار رکعت نماز، دو دو کی نیت سے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اذا زلزلت الارض اور سورۂ قل یا ایہا الکٰفرون اور سورۂ قل ہو اللہ احد ایک ایک بار پڑھے۔ اور بعد سلام، نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ستّر مرتبہ درود شریف عرض کرے انشاء اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی برکات پائے۔ (غنیۃ الطالبین)

۳۔ نوافلِ شب عاشورار میں نماز ۲ بھی اس روز پڑھی جاتی ہے۔

Marfat.com

تحفۂ شبلی

چار رکعت نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد، سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے۔ اور بعد فراغ، اس کا ثواب حسنین کریمین۔ سیدین جلیلین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کی ارواح مبارکہ کے حضور پیش کرے۔ بہتر ہے کہ یہ عمل یکم محرم الحرام سے، روز عاشورا تک جاری رکھے۔ اور امید لگی رکھے کہ امامین کریمین انشاء اللہ تعالےٰ بروز قیامت اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، یکم تا عاشورائے محرم اس پر عمل پیرا رہتے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ شاہزادۂ گلگوں قبا، سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ خواب ہی میں عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ اعراض فرما لیا۔ فرمایا خطا نہیں۔ بلکہ ہماری آنکھیں تمہارے اس احسان سے شرمسار ہیں۔ جب تک ہم قیامت میں اس کا بدلہ (اپنی شفاعت سے) تمہیں دلا نہ لیں گے۔ اُس وقت تک ہم تم سے آنکھیں نہ ملائیں گے۔" (جواہر غیبی) سبحان اللہ۔

تحفۂ درویش

عاشورا کا روزہ بھی ثواب عظیم کا موجب ہے کہ سال بھر کے گناہوں کی بخشش کا سامان ہے جب کہ محرم کے ہر دن کا روزہ، ایک مہینہ کے روزوں کے برابر ہے۔ مشائخ کرام کا فرمان ہے کہ اُس روز روزہ رکھے۔ ذرا دن چڑھے، غسل کر کے اور صاف لباس پہن کر، تھوڑا سا پانی، ہاتھ میں لے کر سر پر ملتا جائے اور یہ تسبیح پڑھتا جائے۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَکَفیٰ ؕ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا ؕ لَیْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ الْمُنْتَهیٰ ؕ

مَنِ اعْتَصَمَ بِحَبْلِ اللّٰهِ نَجیٰ ؕ وَتَخَلَّقَ مَا تَخَلَّقَ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ

Marfat.com

اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں سورۃ حشر کی آخری آیات، یعنی لو انزلنا ہذا القرآن سے ختم سورت تک پڑھے پھر سلام کے بعد (طاق بار) درود شریف پڑھے پھر یہ دُعا پڑھے۔

يَا أَوَّلَ الْأَوَّلِيْنَ ط يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ ط لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ط خَلَقْتَ مَا خَلَقْتَ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْيَوْمِ ط وَتَخْلُقُ مَا تَخْلُقُ فِيْ اٰخِرِ هٰذَا الْيَوْمِ ط أَعْطِنِيْ فِيْهِ خَيْرَ مَا أَوْلَيْتَ فِيْهِ أَوْلِيَاءَكَ وَأَنْبِيَاءَكَ وَأَصْفِيَاءَكَ ط مِنْ ثَوَابِ الْبَلَايَا ط وَأَسْهِمْ مَا أَعْطَيْتَهُمْ فِيْهِ مِنَ الْكَرَامَةِ بِحَقِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط

"اے سب اوّلوں سے اوّل اور سب آخروں سے آخر۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے جو چاہا اس دن کے آغاز پر پیدا فرمایا اور جو چاہے گا اس دن کے اختتام پر پیدا فرمائے گا۔ الٰہی مجھے اس دن وہ بھلائیاں عطا فرما جن سے تو نے اپنے ولیوں، نبیوں اور برگزیدہ بندوں کو نوازا۔ انہیں بلاؤں پر ثواب عطا فرما کر۔ الٰہی ان عطاؤں میں سے میرا حصّہ، کرامت کا، مجھے عطا فرما۔ صدقہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔"

اے عزیز! دل خیالاتِ غیر سے پاک ہو اور بدن و لباس و مکان پاک و نظیف و طاہر ہوں۔ اور آدمی عظمت و جلالِ الٰہی کے تصور میں ڈوب کر، اپنے عجز و نیاز و احتیاج اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر نظر کر کے، با وضو، قبلہ رو، مؤدّب، دو زانو بیٹھ کر یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر، عاجزانہ، بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ پھیلائے تو امید واثق ہے کہ وہ کریم اسے نامراد و مہجور، محروم و مایوس نہ چھوڑے گا۔

Marfat.com

فضائلِ عاشورا

یومِ عاشورا، وہ مبارک و روشن دن ہے جس میں رب العزّت عزّ اسمہٗ نے ایک جماعتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عزت و کرامت سے نوازا۔ اور انہیں مزید قرب و وجاہت سے سرفراز فرمایا۔ یعنی

۱۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو برگزیدۂ خلائق کیا۔

۲۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا۔

۳۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے سفینے کو، کوہِ جودی پر ٹھہرایا۔

۴۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود کو گلزار کیا۔

۵۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔

۶۔ سیدنا ایوب علیہ السلام سے بلا کو دفع فرمایا۔

۷۔ سیدنا یعقوب و سیدنا یوسف علیہما السلام کو باہم ملایا۔

۸۔ سیدنا یونس علیہ السلام کو بطنِ حوت سے نکالا۔

۹۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر آسمان پر اٹھایا۔

۱۰۔ سیدنا آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ (نزہتہ المجالس)

یہی وہ بابرکت دن ہے جس کے لیے توراۃِ مقدس میں مذکور کہ:

۱۔ جس نے یومِ عاشورا، کا روزہ رکھا۔ گویا اُس نے تمام سال روزہ رکھا۔

۲۔ جس نے آج کسی یتیم کے سر پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرا، رب عزّ و جل ہر بال کے بدلے، جنت میں ایک عالی شان درخت عطا فرمائے گا جو قیمتی خلعتوں اور زیورات سے لدا ہو گا۔ اور اُن کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو نہیں معلوم۔

۳۔ جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے، گویا اُس نے تمام فقراء پر صدقہ کیا۔

Marfat.com

۴۔ جو آج کسی بھولے بھٹکے کو، سیدھے راستے پر ڈال دے، رب عزّوجل اس کے دل کو، نور سے معمور فرمائے۔

۵۔ جو آج غصّہ کو ضبط کرلے، اللہ تعالیٰ اُسے اُن میں لکھ دے جو راضی برضا ہیں۔

۶۔ جو آج کسی مسکین کی عزت بڑھائے، وہ مالک و مولیٰ قدیر اُسے کرامت بخشے۔

یہی وہ مبارک دن ہے

جس کے متعلق نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ جو آج کے دن اپنی اہل وعیال پر وسعت کرے (اُن پر کشادہ دلی و فراخدلی سے خرچ کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام سال کے لیے اُسے فراخی نصیب فرمائے۔ (بیہقی)

۲۔ جو شخص آج کے دن، چار رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ تو ربّ العزت جلّ وعلا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے۔ اور اُس کے لیے ایک نور کا منبر مہیّا فرمائے۔

اور جو شخص آج کے روز غسل کرلے، مرضِ موت کے علاوہ، اُس سال کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو۔ اور جو آج سرمہ لگائے، اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں۔ (یعنی اُس کی چشمِ بصیرت روشن رہے)۔

۳۔ جو شخص یومِ عاشوراء کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُسے دس ہزار فرشتوں (کے روزے) کا ثواب عطا فرمائے۔ اور جو شخص یومِ عاشوراء میں ایک ہزار مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے، رب عزّوجل اُس پر نظرِ رحمت فرمائے اور اُس کا نام صدّیقوں میں لکھ دیا جائے۔

۴۔ فرائض و تہجّد کے بعد، عاشوراء کے دن نماز سب سے بہتر ہے۔

۵۔ جو شخص عاشوراء کی شب، قیام و ذکر میں، اور اُس کا دن روزے میں گزارے، جب مرے گا تو اُسے اپنی موت کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ (یعنی موت کی سختی سے محفوظ رہے گا) (غنیۃ الطالبین۔ نزہتہ المجالس)

Marfat.com

یہ فقیر برکاتی کہتا ہے کہ وہ مسلمان جو شبِ عاشوراء کو واہی تباہی خرافات، اور شور و شغب میں گزار دیتے ہیں۔ وہ اس حدیث شریف کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ خدا و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کو، اس رات میں قیام و ذکر میں مشغولیت مطلوب و محبوب ہے اور یہ خواہشات نفس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔

مسائلِ ضروریہ

۱۔ عشرۂ محرم میں مجالس منعقد کرنا اور واقعات کربلا، بیان کرنا جائز ہے جب کہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس موجود ہے اور پابندئ احکام شریعت و اتباعِ سنّت کا زبردست عملی ثبوت ہے۔ کہ دینِ حق کی حمایت میں، اُس جناب شہزادۂ گلگوں قبا، شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے، تمام اعزاء و اقارب اور رفقاء کو اور خود اپنی ذاتِ انور کو، راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع اور بے صبری و نوحہ خوانی و ماتم و سینہ کوبی کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر ان مبارک مجلسوں میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی ذکر خیر ہونا چاہیئے تاکہ اہلسنّت و جماعت اور اہلِ تشیّع کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

۲۔ مرثیوں میں غلط واقعات نظم کیئے جاتے ہیں۔ اہلبیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض مرثیوں میں صحابۂ کرام پر تبرّا بھی ہوتا ہے مگر رُو میں سنّی بھی اسے پڑھ جاتے ہیں یہ ناجائز و گناہ ہے۔ بلکہ ایسی مجالس میں سنّی مسلمانوں کو شریک بھی نہ ہونا چاہیئے کہ بے دینیوں اور بدعتوں کو فروغ دینا، ایسی مجلسوں کی رونق اور شرکاء کی گنتی بڑھانا، گناہ و زیادتی پر اعانت اور جب کہ یہ مجالس، ممنوعات و منکراتِ شرعی سے آباد ہوتی ہیں تو ان میں شرکت، اُن ممنوعاتِ شرعیہ کی اشاعت ہے اور سخت گناہ و حرام۔

Marfat.com

۳۔ تعزیہ داری اور اس سے متعلق بیسیوں خرافات، مثلاً تعزیوں کا دھوم دھام اور تاشے باجے کے ساتھ گشت کے لیے نکلنا، ان پر شربت و مالیدہ وغیرہ چڑھانا، ان کے آگے آگے، مرثیہ خوانی اور سینہ کوبی کرنا، سب بدعات و ناجائز وگناہ کے کام ہیں۔

۴۔ ایام محرم میں یعنی پہلی سے بارہویں تک، تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں۔

۱۔ سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔

۲۔ سبز کہ یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔

۳۔ اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ، یزید پلید کی ظاہری فتح وکامرانی پر اظہارِ مسرت کے لیے پہنتے ہیں۔ اور ضمناً شہزادہ گلگوں قبا، حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدِہ الکریم وعلیہ کی شہادت اور خونِ ناحق کو، بغاوت اور امام برحق کے خلاف، خروج ولشکر کشی قرار دے کر اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں۔

یزید پلید علیہ ما علیہ

یزید بنی امیہ میں وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہلبیت کرام کے بے گناہ قتل کا داغ ہے اور جس پر رہتی دنیا تک، دنیائے اسلام ملامت کرتی رہے گی۔ اور تا قیامت اس کا نام حقارت ونفرت سے لیا جاتا رہے گا۔ یہ بد باطن، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیدا ہوا۔ نہایت موٹا، بدنما، بد اخلاق، شرابی، بدکار اور ظالم وجابر تھا۔ اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔

یزید پلید، قطعاً یقیناً باجماعِ اہلسنت وجماعت، فاسق وفاجر اور جری علی الکبائر تھا۔ اس قدر پر ائمۂ اہلسنت کا اطباق واتفاق ہے۔ اختلاف ہے تو اس کی تکفیر اور نام لے کر لعنت کرنے میں ہے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین، اُسے علانیہ، کافر کہتے اور بالتخصیص نام لے کر، اس پر لعنت کو جائز قرار دیتے بلکہ لعنت کرتے ہیں۔ اور اس آیۂ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ الآیۃ

"کیا قریب ہے کہ اگر تم والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو۔ اور اپنے نسبی رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔"

اور شک نہیں کہ یزید نے، والیٔ ملک ہو کر، زمین پر فساد پھیلایا۔ حرمین طیبین و خود کعبۂ معظمہ و روضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ اُن کی لید اور پیشاب، منبرِ اطہر پر پڑے۔ تین دن مسجد نبوی بے اذان و نماز رہی۔ مکہ و مدینہ و حجاز میں، ہزاروں صحابہؓ و تابعین بے گناہ شہید کئے۔ کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے۔ غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔ مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں، تین شبانہ روز، اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ کو، تین دن، بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے، تیغِ ظلم سے پیاسا شہید کیا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے، تنِ نازنین پر، بعد شہادت کے گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوانِ مبارک چور ہو گئے۔ سرِ انور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا، کاٹ کر، نیزہ پہ چڑھایا۔ اور منزلوں پھرایا۔ حرم محترم مخدّراتِ مشکوئے رسالت، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک دامن، عصمت مآب، پردہ نشین بیٹیاں اور بیٹے) قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہو گا۔

ملعون ہے وہ، جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآن عظیم میں صراحتہً اس پر لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ (اللہ نے ان پر لعنت فرمائی) فرمایا۔ لہذا امام احمد اور ان کے موافقین

Marfat.com

اس پر لعنت فرماتے ہیں۔

اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب، لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت ہے کہ اُس سے فسق وفجور متواتر ہیں۔ کفر متواتر نہیں۔ اور بحالِ احتمال، کسی کی طرف، گناہِ کبیرہ کی نسبت بھی جائز نہیں۔ نہ کہ تکفیر۔

اور وعیدیں کہ ایسوں کے حق میں وارد، وہ مشروط ہیں اس پر کہ توبہ نہ کی جائے۔ لقولہ تعالےٰ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ ۔ اور توبہ تا دمِ غرغرہ، یعنی دمِ آخرین تک مقبول ہے۔ اور اس پر جزم ویقین نہیں کہ اس نے مرتے دم تک توبہ نہ کی۔ تو اسی سکوت میں احتیاط وسلامتی ہے۔

مگر اُس کے فسق وفجور سے انکار کرنا، اور امام مظلوم پر الزام رکھنا، ضروریاتِ مذہب اہلسنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبد دینی، صاف ہے۔ بلکہ انصافاً یہ اُس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شمہ ہو۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ؕ شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی، مردود اور اہلسنّت کا دشمن ہے۔ (عرفان شریعت وغیرہ)

مسلمان اس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیں کہ آج کل بعض نام نہاد سُنّی کہلانے والے اور چنیں وچُناں ماننے جانے والے، بلکہ سادات کرام میں شمار کئے جانے والے، بلکہ خانقاہی نسبتوں کا اعلان واظہار کرنے والے، بعض کھلے ہوئے خارجیوں، ناصبیوں کے دام ہم رنگِ زمین کا شکار ہو کر اپنی چرب زبانی اور دعویٰ ہمہ دانی سے عوام اہلسنّت کو بہکا رہے ہیں۔

مولائے کریم صدقہ اپنے محبوب رؤف ورحیم کا، ہم سب مسلمانانِ اہلسنّت کو، دُز دِ رجیم اور اس کے ہم نواؤں، ہم خیالوں سے اپنی پناہ وحفاظت میں رکھے۔ الٰہی، اسلام ومسلمین کا بول بالا دشمنانِ اہلبیت کا منہ کالا اور غربائے اہلسنت وجماعت کا کل بروز حشر منہ اجالا ہو۔

ہمیں دونوں جہاں کے غم سے بچا
شاد رکھ، شاد، دائماً یارب

Marfat.com

چند اعمال متعلق بہ یوم عاشورا

مروی ہے کہ عاشوراء کو اتنی باتوں کا لحاظ رکھے۔

۱۔ اس دن کا احترام کرے، غسل کرے اور پاک صاف رہے۔

۲۔ روزہ رکھے۔ اور مہمان کے ساتھ افطار کرے۔

۳۔ فحش باتوں سے زبان کو روکے۔

۴۔ اہل وعیال پر کشادہ دلی سے خرچ کرے۔

۵۔ صلۂ رحمی کرے (اعزا و اقارب سے نیک سلوک کرے)

۶۔ فقراء پر صدقہ کرے اور اُن سے محبّت سے پیش آئے۔

۷۔ مسلمان بھائیوں سے ملاقات کرے اور علماء و صلحاء کی زیارت کو جائے۔

۸۔ سلام میں سبقت کرے اور اُن سے محبت سے پیش آئے۔

۹۔ دشمن سے صلح جوئی کرے۔

۱۰۔ جس رشتہ دار سے قطعِ تعلق ہو چکا ہو اُس سے جوڑنے کی کوشش کرے۔

۱۱۔ حجامت بنوائے اور بلا قصدِ زیبائش، صاف ستھرے کپڑے پہنے۔

۱۲۔ بھوکے کو کھانا کھلائے اور پیاسے کو پانی پلائے۔

۱۳۔ جنازہ کے ساتھ جائے۔

۱۴۔ مریض کی عیادت کرے۔

۱۵۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر ستّر بار پڑھے۔

۱۶۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا یعنی اس کی امداد و اعانت کرنا۔

۱۷۔ ماں باپ کی خدمت کرے اور اُن کی دعائیں لے۔

۱۸۔ اپنے گناہوں سے صدق دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑا کر دعا مانگے۔

Marfat.com

۱۹۔ بارگاہِ الٰہی میں اپنی اور والدین و اساتذہ کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔

۲۰۔ اہلِ اسلام سے مروت و اخلاص کا برتاؤ کرے۔

۲۱۔ با وضو، قبلہ رو بیٹھ کر، سورۂ یٰسٓ شریف ایک بار، سورۂ واقعہ ایک بار، اور سورۂ اخلاص ۲۵ مرتبہ پڑھے۔ پھر ایک سو بار یہ کلمات کہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ ط سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط

اور لو لگائے کہ مولائے کریم اپنے فضل سے اس بندۂ لئیم کو نوازے گا۔ اور محض اپنے کرم عمیم سے میرے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

تنبیہہ ضروری

محرم الحرام کے بعد اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر کا مہینہ ہے۔ عورتوں کی زبان میں اسے تیرہ تیزی کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ اس ماہ کے آخری چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی اور غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ بنا بریں اس روز لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں۔ کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور کہیں اس روز کو نحس و نامبارک جان کر گھر کے پرانے مٹی کے برتن توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ اور چھلہ چاندی کے اس روز غسل صحت رسول اللہ علیہ وسلم کے اعتقاد کے بموجب مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔

اور حق یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں اور امور مذکورہ بے اصل محض ہیں۔ بلکہ خلاف واقع ہیں کہ اس روز صحت پانی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ کتب معتبرہ میں مذکور

Marfat.com

کہ ان دنوں میں حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض شدّت کے ساتھ تھا، اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ:

آخر اربعاء مِنَ الشھرِ یومُ نحسٍ مُستمر

مہینہ کا آخری چہار شنبہ، یوم نحس ہے۔

اور مروی ہوا کہ ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ابتداء اسی دن تھی۔ اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعتِ مال ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں اترتی ہیں، غرض طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اور انہیں کے مطابق بعض خرافات عمل میں لائی جاتی ہیں۔ یہ سب باتیں بے اصل و بے ثبوت و بے معنی ہیں۔ بلکہ حضور نبی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ لاصفر (صفر کوئی چیز نہیں) ایسی تمام خرافات و توہمات کا رد کرتا ہے۔ (بہار شریعت وغیرہ)

ہاں نیک نیتی و خلوص قلب کے ساتھ، دفعِ بلا و ردِّ مصیبت کے لیے صدقہ وغیرہ دینا، غرباء و فقراء و مساکین کی دستگیری کرنا اور ان کی حاجتیں برلانا، یہ ہمہ اوقات محمود بلکہ شرعاً مطلوب ہیں۔ خاص اس دن کی تخصیص بے معنی ہے۔ یوں ہی صمیم قلب سے بارگاہِ الٰہی میں التجائیں لانا، اور جبین نیاز اس خالق و معبود بے نیاز کے حضور جھکانا، بلاشبہ بلائیں ٹالتا اور مصیبتیں دُور کرتا ہے۔ رب قدوس توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین

اور مشائخ کرام کے اتباع میں اس روز نوافل وغیرہ پڑھنا، دعائیں کرنا، جیسے اور ایام میں محبوب و مستحسن، یوں ہی اس روز بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

رجب المرجب

وہ مبارک و متبرک مہینہ جس کے فضائل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ:

۱۔ ماہ رجب کا اکرام کرو اللہ تعالےٰ تمہیں قیامت کے روز ہزار کرامتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

۲۔ رجب کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو قرآنِ کریم کو باقی آسمانی کتابوں پر۔

۳۔ سنتے ہو رجب اللہ کا مہینہ ہے۔ یعنی یہ مہینہ مغفرت کے لیے مخصوص ہے۔

۴۔ جب رجب کی پہلی شب ہوتی ہے تو رب عزّوجل میرے اُمتیوں پر تجلّی فرماتا ہے۔ تو ان میں جو گنہگار ہیں انہیں بخش دیتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کی عزّت بڑھاتا ہے۔ ذکر کرنے والوں کو اپنا قرب رحمت عطا فرماتا ہے۔ اور طلب مولیٰ میں بڑھنے والوں کو اپنا وصال مرحمت کرتا ہے۔ تو جو شخص آج کی شب میں قیام کرتا ہے وہ مغفرت کی حالت میں صبح پاتا ہے۔

۵۔ رجب کی پہلی شب میں رب عزّوجل کے حکم سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے لوگو سن لو۔ توبہ کی قبولیت کے مہینہ کا چاند ہو گیا۔ بشارت ہے اُس کے لیے جو اس میں استغفار و توبہ کرے۔

۶۔ رب عزّوجل رجب کی ہر رات میں ارشاد فرماتا ہے۔ رجب میرا مہینہ ہے۔ بندہ میرا بندہ رحمت میری رحمت اور فضل میرے دستِ قدرت میں۔ تو جو مجھے اس ماہ میں بخشش چاہے میں اس کی مغفرت کروں اور جو اس میں مجھ سے سوال کرے اُسے اپنے کرم

Marfat.com

سے نہال کر دوں۔

۷۔ ماہ رجب میں جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی کوئی سختی دُور کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں ایک وسیع محل عطا فرمائے جو اس کی حد نظر تک ہو۔

۸۔ جو شخص ماہ رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنّت میں داخل فرمائے۔

۹۔ جنت میں ایک ایسا محل بھی ہے جس میں صرف وہی لوگ داخل کئے جائیں گے جو رجب میں روزے دار رہتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر کچھ قبروں کے پاس سے ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے اور فرمایا اے ثوبان ان لوگوں پر قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے ان کے لیے تخفیف عذاب کی دعا کی ہے۔ اسے ثوبان اگر یہ لوگ رجب کے کسی دن میں روزہ رکھتے اور اس کی رات میں قیام کرتے تو مبتلائے عذاب نہ ہوتے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ایک دن کے روزے اور ایک شب کے قیام کے باعث، عذابِ دوزخ سے محفوظ رہے ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ جو مسلمان مرد یا عورت رجب میں ایک دن کا روزہ رکھے۔ اور اس کی رات میں قیام کرے اس کے نامۂ اعمال میں ایک سال کامل کی عبادت لکھی جائے۔ یعنی دن کے روزے اور رات کا قیام تمام سال۔

۱۱۔ ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات ایسی ہے کہ جو اس دن کا روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے تو اس کو سو سال تک روزے رکھنے کا ثواب اور سو سال تک قیام کرنے کا ثواب دیا جائے۔ اور وہ ہے رجب کی ستائیس کا دن اور اس کی رات۔

۱۲۔ رجب کے پہلے جمعہ سے غافل نہ رہنا اس لیے کہ اس کی رات وہ رات ہے جسے

Marfat.com

فرشتے "لیلۃ الرغائب" کہتے ہیں اور یہ یوں ہے کہ جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو تمام آسمانوں اور زمینوں کے فرشتے کعبہ معظمہ میں خانۂ کعبہ کے گرد مجتمع ہوتے ہیں۔ اب رب عزّوجل ان کی طرف التفات فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم جو چاہو مانگ لو۔ اور فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی ہماری عرض یہی ہے کہ تو رجب میں روزہ رکھنے والوں کو بخش دے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں یہ ضرور کروں گا۔

غرض اس ماہ مبارک میں صیام و قیام کے بہت فضائل ہیں جو اپنے مقام پر احیاء العلوم، غنیۃ الطالبین وغیرہ کتب میں مذکور ہیں۔ ہم اس مختصر میں صرف نوافل کا ذکر کرتے ہیں۔

نوافل ماہ رجب

۱۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان بندہ مرد خواہ عورت، اس مہینے میں تیس رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ قل ہو اللہ، اور اس سے پہلے تین مرتبہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے تو اللہ عزّوجل اس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور تمام ماہ روزے رکھنے والے کا ثواب اُسے دے اور وہ سال آئندہ کے تمام نوافل ادا کرنے والوں میں لکھا جائے اور روزانہ اس کے اعمال شہیدوں کے اعمال کی طرح اٹھائے جائیں۔

اس کی ترکیب حضرت سلمان فارسی سے کہ حدیث مذکور انہیں سے مروی ہے۔ اس طرح منقول ہے کہ رجب کی پہلی شب میں دس رکعت بترکیب مذکور پڑھیں اور بعد سلام اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَ لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ؕ

اور دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرلیں۔

۲۔ پھر رجب کی پندرھویں شب میں دس رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور بعد سلام دونوں ہاتھ اٹھا کر وہ دعا پڑھیں لیکن اب قدیرؐ کے بعد یہ پڑھیں۔

اِلٰھًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِتْرًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ؕ

اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرلیں۔

۳۔ پھر رجب کی اخیر شب (یعنی شب ۲۹ ویں) کو دس رکعت پڑھیں۔ اور بعد سلام دونوں ہاتھ اُٹھا کر پہلی دُعا قدیرؐ تک پڑھ کر یہ کہیں:

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ

اور اب اپنی حاجت چاہیں۔ بکرمہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

حدیث شریف میں فرمایا کہ اس نماز پڑھنے والے اور دوزخ کے درمیان ستر خندقوں کا فاصلہ کر دیا جائے گا۔ اور ہر خندق میں زمین و آسمان کے برابر فاصلہ ہوگا۔ اُسے ہر رکعت پر ہزار رکعتوں کا ثواب ملے گا۔ اسے دوزخ سے آزادی لکھ دی جائے گی اور پلصراط سے بآسانی گزر جائے گا۔

۱۔ ماہ رجب کے پہلے پنجشنبہ کو روزہ رکھے اور پھر شبِ جمعہ میں مغرب و عشا کے مابین بارہ رکعت نفل ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد انا انزلناہ بارہ اور قل ہو اللہ احد بارہ۱۲ مرتبہ پڑھے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور فراغت کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۔

اور پھر سجدے میں جاکر ستر مرتبہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ۔ کہے اور سجدے سے سر اٹھاکر یہ دعا ستر بار پڑھے ۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْاَعْظَمُ ۔

پھر دوسری بار سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے ۔ جو پہلے سجدے میں پڑھی تھی اور اب رب عزّوجل سے دعا والتجا کرے ۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جو شخص یہ نماز پڑھ کر دعا کرے گا ۔ اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں ۔ اور اللہ تعالےٰ اس کے کنبہ کے سات سو گنہگاروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا ۔ (غنیۃ الطالبین)

۵۔ حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رجب کی ۲۷ تاریخ کی صبح اعتکاف میں ہوتے اور برابر نفل پڑھتے رہتے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آجاتا ۔ ظہر سے فارغ ہوکر آپ کچھ اور نفل ادا کرتے پھر چار رکعت نفل پڑھتے ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد انا انزلناہ تین بار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھتے پھر عصر تک دعا میں مصروف رہتے اور فرماتے کہ ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم کو اس دن اسی طرح عمل فرماتے دیکھا ۔ (غنیۃ الطالبین)

۶۔ اسی ماہ مبارک کی ۲۷ ویں شب میں ایک اور نماز بھی حدیث شریف میں وارد ہے ۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل کی نیت کریں ۔ اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بیس۲۰ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھیں اور بعد سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود شریف نذر کریں اور پھر یہ دعا پڑھیں ۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمُشَاھَدَۃِ اسرار المُحِبِّیْنَ وَبِالْخَلْوَۃِ الَّتِیْ خَصَّصْتَ بِھَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ حِیْنَ اَسْرَیْتَ بِہٖ لَیْلَۃَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ اَنْ تَرْحَمَ قَلْبِیَ الْحَزِیْنَ وَ تُجِیْبَ دَعْوَتِیْ یَا اَکْرَمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ۔

الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے دوستداروں کے اسرار کے مشاہدہ کے طفیل اور اس خلوت کے طفیل جو تو نے شب معراج میں سیّد المرسلین کو بالخصوص عطا فرمائی کہ تو میرے دل محزون پر رحم فرما اور میری دعا قبول فرما۔ اے ارحم الراحمین)

حدیث شریف میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اس کا دل زندہ رہے گا جس دن اور دل مر جائیں گے۔ (نزہتہ المجالس)

تنبیہہ ضروری

رجب کی پہلی شبِ جمعہ، اور شعبان کی پندرہویں شب اور شبِ قدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں۔ فقہا اسے ناجائز ومکروہ و بدعت کہتے ہیں۔ اور لوگ جو اس بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں محدّثین اُسے موضوع بتاتے ہیں۔ لیکن اجلّۂ اکابر اولیاء سے باسانید صحیحہ مروی ہے تو اس کے معنی میں غلو نہ چاہیئے اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بہار شریعت)

فائدہ جلیلہ

معراج شریف نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس میں سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسّر نہیں۔ نبوّت کے بارہویں سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے نوازے گئے۔ مہینے میں

Marfat.com

اختلاف ہے مگر مشہور تر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ مکہ مکرمہ سے حضور کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حدِ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔

معراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی۔ یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اجلہ اصحاب اس کے معتقد ہیں۔ نصوص آیات واحادیث سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔ تیرہ دماغان فلسفہ کے اوہام فاسدہ محض باطل ہیں۔ قدرتِ الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔

حضرت جبریل امین کا براق لے کر حاضر ہونا، سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو غایتِ اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا۔ پھر وہاں سے سیر سمٰوات کی طرف متوجہ ہونا۔

جبریل امین کا ہر ہر آسمان کے دروازے کھلوانا، ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیہم السلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا۔ اور حضور کی تکریم کرنا۔ اکرام واحترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کے نہایتِ منازل سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچنا، وہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملکِ مقرب کو بھی مجال نہیں ہے۔ جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا۔ پھر مقام قُربِ خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصوّر تک سے خلق کے اوہام وافکار بھی پرواز سے عاجز ہیں۔ وہاں مورد رحمت وکرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز فرمایا جانا۔ اور ملکوت السمٰوات والارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امّت کے لیے نماز فرض ہونا۔ حضور کا شفاعت فرمانا

Marfat.com

جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا کفار کا اس پر شور شیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال، اور ملک شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا۔ حضور کا سب کچھ بتانا۔ اور قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے، قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور اُن کی تفاصیل سے مملو ہیں۔ من شاء التفصیل فلیرجع الیہا۔

ایک نفیس نکتہ

کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے۔ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔

۱۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں۔

۲۔ یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے۔

۳۔ یا جسے دی وہ اس کا اہل نہ تھا۔

۴۔ یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اُسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی ہے۔

اب الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیرِ قدرتِ ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحتِ قدرت لئی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اکرم الاکرمین ہر جواد سے بڑھ کر جوّاد۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وسلم ہر فضل وکمال کے اہل۔ اور حضور سے زائد اللہ عزّوجل کو کوئی محبوب نہیں۔ تو لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزّوجل نے سب اعلیٰ وجہِ کمال پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائے۔

Marfat.com

اللہ عزوجل فرماتا ہے؛

وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ ۔

اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں؛

ہر نعمتیکہ داشت تعدا شد برو تمام

وللہ الحمد۔ (افادات رضویہ)

پندرہویں شعبان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؛

۱۔ شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت والے کو۔ (طبرانی)

۲۔ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے۔ جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے۔ اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔ (بیہقی و احمد)

۳۔ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروبِ آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں۔ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں۔ ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دوں۔ ہے کوئی

Marfat.com

ہے کوئی ایسا۔ اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

۴۔ توراۃ شریف میں ہے کہ جو شخص شعبان میں یہ کلمات کہے وہ قبر سے اس حال میں اُٹھے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے یہاں صدیقوں میں لکھا جائے گا۔ (نزہتہ المجالس)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؕ

۵۔ شعبان کی فضیلت اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت اور نبیوں پر۔ (غنیۃ الطالبین)

بلکہ خود رب العزت جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

حٰمٓ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ؕ

یعنی قسم ہے اس روشن کتاب کی۔ بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا (اور عام مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد شب براءت ہے یا شب قدر) بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں (اپنے عذاب کا) اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام (سال بھر کے ارزاق و آجال و احکام)

نفل شب براءت و بعض اوراد

۱۔ سو رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں۔ یوں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ اور بعد سلام دعا کریں۔

۲۔ دس رکعت دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد سو مرتبہ پڑھیں۔

Marfat.com

احیاء العلوم شریف میں فرمایا یہ نمازیں منجملہ ان نمازوں کے ہیں جو سلف صالحین ہمیشہ پڑھتے آئے۔ یہ نماز ان میں صلوٰۃ الخیر سے موسوم ہے۔ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے تیس[۳۰] صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا کہ جو شخص یہ مذکورہ بالا نماز شب برات میں ادا کرتا ہے رب عزّوجل اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر مرتبہ اس کی ستر حاجتیں روا کرتا ہے ان میں سب سے کم یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

غنیۃ الطالبین شریف میں بھی یہی مضمون وارد ہے۔

۳۔ نزہتہ المجالس میں بحوالہ کتاب البرکۃ یہ حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شعبان کی پندرہویں شب میں بارہ[۱۲] رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ رب عزّوجل اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے۔

۴۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جو شخص اسی ماہ شعبان میں آٹھ رکعت نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد گیارہ گیارہ بار پڑھے پھر ان رکعتوں کا ثواب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح پر فتوح کو نذر کرے اس کے حق میں سیدۂ خاتون جنت ارشاد فرماتی ہیں کہ میں جنت میں ہرگز قدم نہ رکھوں گی۔ جب تک اس کی شفاعت نہ کر لوں گی۔

۵۔ شیخ امام عارف باللہ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس رات میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ • تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

الٰہی تو معاف کرنے والا اور کریم ہے تو عفو کو دوست رکھتا ہے۔ تو مجھے بخش دے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔

یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے عفو و عافیت دائمہ کا دنیا اور آخرت میں۔

ضروری باتیں

ا۔ یہ برکت والی رات جسے قرآن کریم نے "لیلۃ مبارک" فرمایا۔ جسے احادیث کریمہ نے منبع خیرات فرمایا۔ جسے ائمہ دین و ملت و اساطین شریعت نے برکات و حسنات کے نزول کی رات بتایا۔ وہ رات ہے جس میں درگاہ رب العزت سے مسلمان بندوں پر رحمت و مغفرت کی بارشیں ہوتی رہیں۔ مبارک ہیں وہ بندے جو اس رات کو ذکر و قیام میں گزاریں۔ اور بد نصیب ہیں وہ جو اس شب کی برکتوں سے محروم رہیں۔

ابھی احادیث شریفہ میں گزرا کہ اللہ تعالے سب کو بخشتا ہے مگر کافر و عداوت والے کو نہیں بخشتا۔ دیگر احادیث میں اور لوگوں کا بھی ذکر ہے جنہیں اللہ تعالی اس رات میں نہیں بخشتا اور وہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہتے ہیں۔

ا۔ قاطع الرحم — کہ اقارب سے صلہ رحمی نہیں کرتا بلکہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے۔

۲۔ عاق — یعنی ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا

۳۔ شرابی — کہ شراب میں بدمست رہتا ہے۔

۴۔ زناکار — کہ لعنت الٰہی میں گرفتار ہے۔

۵۔ مسبل — کہ اترانے کے طور پر ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ لٹکائے پھرتا ہے۔

۶۔ عشار — کہ ظلماً لوگوں سے محصول لیتا ہے۔

۷۔ جادوگر — کہ اس فعل شنیع میں مبتلا رہتا ہے۔

۸۔ نجومی و کاہن — کہ غلط سلط لوگوں کو خبریں دیتا ہے۔

۹۔ شرطی — حکومت کا کارندہ کہ دوسروں پر ظلم روا رکھتا ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ جابی — کہ زبردستی لوگوں کا مال حکومت تک پہنچاتا ہے۔

۱۱۔ صاحبِ کوبہ — کہ نرد و شطرنج میں وقت گنواتا ہے۔

۱۲۔ صاحبِ عرطبہ — کہ ڈھولک طنبورہ وغیرہ میں مشغول رہتا ہے۔

اَعَاذَنَا اللہ تعالیٰ من کل ما یبغضہ۔

۲۔ اس مبارک رات کو شب بیدار رہنا۔ ذکر و نفل کا شغل رکھنا۔ اپنے، اور اپنے اہل و عیال و اعزاء و اقارب بلکہ جملہ اہل اسلام و ایمان کے لیے دعائے عفو و عافیت دارین کرنا، احیاء و اموات مسلمین کو فائدہ و ثواب پہنچانا وغیرہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس مبارک رات میں شریعت مطہرۂ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو مطلوب ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج کی مبارک رات ہمارے مسلمان بھائی خواب غفلت میں گزار دیتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو آج کی رات بھی تاش، گنجفہ، چوسر، سینما، تھیٹر وغیرہ تماشوں میں بسر کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے ۔

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

اور اُن سے بڑھ کر گناہ پر جرأت کرنے والے وہ ہیں جو آج کی رات خود اپنے ہاتھوں اپنی دولت میں آگ لگاتے اور گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں۔ آتش بازی کے نام پر لاکھوں روپیہ آگ کی نذر ہو جاتا ہے۔ کہیں گھر جلتے ہیں۔ کہیں بدن جھلستے ہیں۔ کہیں جانیں جاتی ہیں۔

غرض یہ کہ آتش بازی جس طرح شب برات یا شادیوں وغیرہا میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا حرام ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

قال اللہ تعالیٰ:

Marfat.com

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۰ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۰ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔

"یعنی مال کو فضول کاموں میں نہ اڑاؤ، بے شک فضول باتوں میں مال اڑا دینے والے شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

کسی انسان کی برائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ اُسے شیطان سے تشبیہ دی جائے۔ اور اُسے شیطان کا بھائی بتایا، اور اسی ضمن میں اُسے ناشکرا، اور اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں سے کفران کرنے والا کہا جائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلٰثًا قِيْلَ وَقَالَ اِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ۔

تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مکروہ قرار دی ہیں۔ ناحق قیل وقال۔ مال کی اضاعت وبربادی اور بلاوجہ شرعی لوگوں سے سوال کرنا بھیک مانگنا۔"

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

مِنَ الْبِدَعِ الشَّنِيْعَةِ مَا تَعَارَفَ النَّاسُ فِيْ اَكْثَرِ بِلَادِ الْهِنْدِ مِنْ اِجْتِمَاعِهِمْ لِلَّهْوِ وَاللَّعِبِ بِالنَّارِ وَاِحْرَاقِ الْكِبْرِيْتِ ۔

بدعتِ شنیعہ ہے وہ رسم کہ ہندوستان کے شہروں میں پائی جاتی ہے کہ وہ کھیل کود کی خاطر آتشبازیاں[1] چھوڑتے ہیں۔"

رب عزوجل توفیق خیر بخشے آمین۔

---

[1] مگر جو صورتِ خاصہ لہو ولعب وتبذیر واسراف (فضول خرچی) سے خالی ہو جیسے اعلانِ ہلال یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی موذی جانوروں کو دفع کرنے یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تو مڑیاں چھوڑنا کہ یہاں کوئی حرج نہیں کہ انما الاعمال بالنیات۔

(ہادی الناس)

برادرانِ اسلام! اللہ تعالٰی نے تمہیں ایمان دیا۔ دولتِ ایمان سے تمہارے دلوں کو مالا مال کیا۔ اسلام دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کیا۔ عقل دی، فراست بخشی، دولت عطا فرمائی، صحت و تندرستی دی۔ تو اس لیے کہ اپنی صحت و تندرستی اور اپنے مال و دولت کو، طاعت و بندگی کے کاموں میں صَرف کرو۔ اپنی ضروریات اور مفید کاموں میں صرف کرو۔ خدا و رسول جلّ و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ جو محتاج اور تم سے کم تر ہیں، ان کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اپنے پروردگار جلّ جلالہ کا شکر بجالاؤ کہ اُس کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے ان نعمتوں سے مالا مال کیا اور دولت بخشی۔ دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی ذلّت و فضیحت سے بچایا۔

اَب کہ تم اس دولت کو فضول کاموں میں اڑاتے اور بے مصرف، اُسے صرف میں لاتے ہو بلکہ خدا و رسول کی نافرمانیوں میں بہاتے ہو، تو تم خود سوچو کہ دولت کو غلط راستے پر بہانے والے، بڑے ناشکرے، اور شیطان کے بھائی بند ہوئے یا نہیں۔ کھو ہوتے اور ضرور ہوتے

شادی بیاہ تو شادی بیاہ، شبِ براءت کے موقع پر آتشبازی کی یہ رسم، ایک وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کپڑے جلیں، بدن جھُلسیں۔ کچے پکّے مکانوں، چھپّروں، جھونپڑیوں میں آگ لگے۔ بچے، بوڑھے جوان، مرد، عورت ناگہانی زخمی ہو جائیں، جسموں پر آبلے پڑ جائیں، سب گوارا مگر گوارا نہیں تو ان شیطانی حرکتوں کو چھوڑنا، انہیں جہنّم میں جھونکنا۔

خدا کے بندو! اپنی آنکھیں کھولو۔ اپنے ان افعال کو میزانِ شرع میں تولو۔ خدا کا خوف کرو، قیامت کی بازپُرس سے ڈرو۔ بیاہ شادی، ختنہ، عقیقہ وغیرہا تقریبوں میں، اور خصوصاً شبِ براءت کے موقع پر ایسی بدعتوں اور فضول خرچیوں میں، مصروف رہنا اپنی کمائی، اپنی آنکھوں دیکھے، اپنے ہاتھوں، آگ میں جھونکنا، بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔ گھروں کی بڑی بوڑھیاں، اگر ہمّت کریں اور دوسروں کو زبردستی ان بیہودگیوں سے روکیں تو خود بھی ثواب پائیں اور دوسروں کی ہدایت کا بھی ذریعہ بنیں۔ مولائے کریم قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین

Marfat.com

شبِ قدر

یہ رات شرف و برکت والی رات ہے۔ اسی رات میں قرآن مجید کو لوحِ محفوظ سے یکبارگی آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا۔ یہی وہ رات ہے کہ ہزار مہینوں سے، جو شب قدر سے خالی ہوں بہتر ہے۔ اس ایک رات میں عملِ نیک کرنا، ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امم گذشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا۔ اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے۔ مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پر کرم ہے کہ آپ کے اُمتی شب قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پہلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔

یہی وہ رات ہے جس میں فرشتے اور جبریل امین اترتے ہیں۔ اور جو بندہ زمین پر کھڑا یا بیٹھا یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا و استغفار کرتے ہیں۔

یہی وہ رات ہے جس میں اہل ایمان کے لیے بلاؤں اور مصیبتوں سے صبح چمکنے تک سلامتی ہے۔

اس کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں۔

اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمالِ صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں اُن کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔

Marfat.com

احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالےٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔

آدمی کو چاہیئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے۔

سال بھر میں شب قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے۔ یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

فقیر نے بعض اکابر صوفیاء سے سنا کہ رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کی طاق تاریخوں کی رات، اگر دو شنبہ کی رات ہو تو قوی اُمید ہے کہ وہ شب قدر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوافل شب قدر

۱۔ نزہتہ المجالس میں فرمایا کہ جو شخص آج شب میں چار رکعت نفل ادا کرے اور ان میں سورہ فاتحہ کے بعد الہاکم التکاثر ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سختیاں آسان فرمائے اور عذاب قبر سے اُسے نجات بخشے۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ چار رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے انا انزلنا ایک بار اور قل ھو اللہ احد ستائیس بار پڑھے۔

اس کا پڑھنے والا گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

۳۔ بعض علماء نے ایک حدیث شریف نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

Marfat.com

شخص ستائیس رمضان کی شب میں چار رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد انا انزلناہ تین بار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار پڑھے اور بعد سلام سجدے میں جا کر ایک بار یہ دعا کہے:

سُبْحَانَ اللهِ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

تو اللہ تعالیٰ اس کو بے انتہا ثواب عطا فرمائے اور اس کے گناہ بخش دے اور جس چیز کا سوال کرے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اسے عنایت کرے۔

۴۔ بارہ رکعت نوافل پڑھے۔ خواہ دو دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، انا انزلناہ تین بار، اور سورۃ اخلاص دس بار پڑھے اور سلام کے بعد سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ ثوابِ عظیم پائے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

۵۔ رمضان المبارک کی انتیسویں تاریخ کی شب میں، تراویح سے فراغت کے بعد دس رکعتیں، دو دو کی نیت سے پڑھے۔ سورۃ فاتحہ کے بعد، جتنا اور جہاں سے قرآن کریم پڑھنا میسر آئے اور آسانی سے پڑھ سکتا ہو، پڑھے۔ سلام کے بعد ایک ہزار بار استغفار کرے۔ مثلاً

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۔

پڑھے پھر سجدے میں جائے اور یہ دعا پڑھے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط يَا رَحْمٰنُ ط يَا رَحِيْمَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ ط وَتَقَبَّلْ صَلٰوتِيْ وَصِيَامِيْ وَقِيَامِيْ ط

انشاء اللہ تعالےٰ اس کی مغفرت ہو گی۔ اور عذابِ نار سے نجات پائیگا (جواہر خمسہ)

Marfat.com

اس مبارک شب میں یعنی شب قدر میں یہ دعا بکثرت پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ الدَّائِمَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ط اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا عَفُوُّ یَا غَفُوْرُ ط اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ ط یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط (اوراد نصریہ)

۶۔ شبِ قدر میں صلوٰۃ التسبیح کا پڑھنا بھی صوفیائے کرام سے منقول ہے۔ خود صلوٰۃ التسبیح عظیم ثواب کی حامل۔ اور اُسے اس مبارک شب میں پڑھنا سونے پر سہاگہ ہے اور نور علیٰ نور ہ مولائے کریم توفیق بخشے۔

شبِ قدر کے کچھ اور وظائف واعمال!

۱۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شب قدر میں، صدقِ دل سے تین بار کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لے تو پہلی بار پڑھنے پر اللہ عزّوجلّ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ دوسری بار پڑھنے پر، جہنّم سے امان دے گا۔ اور تیسری بار پڑھنے پر اُسے جنّت مرحمت فرمائے گا۔

۲۔ مولائے مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ:

جو شخص شبِ قدر میں، بعد نماز عشا، سات بار سورہ انا انزلنٰہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ اور ستر ہزار فرشتے، اس کے لیے جنّت کی دعا کریں گے اور جو شخص جمعہ کے دن، نماز سے پہلے اس سورت کو تین بار پڑھے گا، تو اس کے نامۂ اعمال میں، ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ جنہوں نے اس روز نمازِ جمعہ ادا کی۔

۳۔ ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا پڑھوں۔ ارشاد فرمایا یوں کہو:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

سبحان اللہ! مسلمانو! اور کیا چاہیئے۔ بیماری یا سفر یا کسی اور عذر شرعی کے باعث، مسلمان مرد یا عورت، نماز ادا کرنے پر قدرت نہ پائیں تو یہ دعائیں پڑھیں توبہ استغفار کریں غریبوں فقیروں اور حاجت مند مسلمانوں کی حاجتیں پوری کریں اور مزے سے یہ ثواب اور اس ماہ مبارک و شب مبارک کی برکات سے مالامال ہوں۔ اے عزیز! طلب میں صدق ہو اور نیک نیتی سے، عاجزی کے ساتھ، دستِ سوال اُس کریم کی بارگاہ میں پھیلایا جائے تو وہ توقع سے بیشتر عطا فرماتا ہے۔ ہاں مانگنے کا ڈھنگ ہونا چاہیئے۔

چند آدابِ دعا

جن کا ہونا انشاء اللہ العزیز، قبولیتِ دُعا کا مورث ہے یہ ہیں:۔

۱۔ دل کو حتی الامکان، خیالاتِ غیر سے پاک کرے کہ رب عزّوجل کا خاص محلِ نظر دل ہے۔

۲۔ بدن و لباس و مکان، پاک و نظیف و طاہر یعنی صاف ستھرے ہوں۔

۳۔ دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرے کہ خدائے کریم کی رحمت، اس کی طرف متوجہ ہو۔ اور صدقہ، خصوصاً پوشیدہ، اس امر میں اثرِ تمام رکھتا ہے۔

۴۔ وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز، خلوصِ قلب سے پڑھے۔

۵۔ دعا کے وقت، باوضو، قبلہ رو، دوزانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بَل کھڑا ہو۔

۶۔ دعا کے اول آخر حمدِ الٰہی بجالائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحاب پر، درود بھیجے کہ درود کے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے۔

۷۔ اپنی دعائیں بالخصوص حضور سیّد الانام اور اُن کی امت کے اولیا و اصفیا سے توسل کرے کہ محبوبانِ خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

۸۔ بکمالِ ادب، ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے۔ سینے یا شانوں یا چہرہ کے مقابل لائے۔

Marfat.com

ہتھیلیاں پھیلی رکھے اور ہاتھ کھلے ہوئے۔ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھے۔

۹۔ دعا میں نہایت عاجزی کرے۔ اور بار بار مانگے کہ وہ کریم تکرارِ سوال سے ملال نہیں فرماتا۔ بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے۔

۱۰۔ بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد ہیں انہیں کو اختیار کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حاجتِ نیک، دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔

۱۱۔ جب اپنے لیے دعا مانگے سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرے کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں، کسی بندے کا طفیلی ہو کر، مراد کو پہنچ جائے گا۔

۱۲۔ سنّت یوں ہے کہ پہلے اپنے نفس کے لیے دعا مانگے پھر والدین و دیگر اہلِ اسلام کو شریک کرے۔

۱۳۔ دعا آمین پر ختم کرے کہ دعا کی مہر ہے۔

۱۴۔ دعا سے فارغ ہو کر، دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر و برکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی، اشرف الاعضاء یعنی چہرہ سے مل جائے۔

۱۵۔ دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ (احسن الوعا)

ماہِ ذی الحجہ کی برکات

نماز، روزہ وغیرہ اعمالِ صالحہ کے لیے، بعد رمضان المبارک، سب دنوں سے افضل، عشرہ ذی الحجہ ہے یعنی پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان دس دنوں سے زیادہ، کسی دن کا عملِ صالح، اللہ عزّوجل کو محبوب نہیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! اور نہ راہِ خدا میں جہاد؟ فرمایا "اور نہ راہِ خدا میں جہاد۔ مگر وہ کہ اپنی جان و مال لے کر نکلے۔ پھر ان سے کچھ واپس نہ لائے۔" (بخاری، ترمذی)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"اللہ عزّوجل کو عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ، کسی دن کی عبادت پسند نہیں اُن کے ہر دن کا روزہ، ایک سال کے روزوں، اور ہر شب کا قیام، شبِ قدر کے برابر ہے۔" (ترمذی ابن ماجہ)

خصوصاً روزِ عرفہ کے افضلِ ایامِ سال ہے۔ اس کا روزہ صحیح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے۔ اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی۔ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ۔ (مسلم وغیرہ)

تنبیہہ ضروری

حج کرنے والے پر، جو عرفات میں ہے اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، عرفہ کے دن، عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا (ابوداؤد و نسائی)

نوافل ذی الحجۃ

۱۔ ذی الحجہ کی پہلی رات میں چار رکعت نوافل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے۔" عظیم ثواب کا مستحق ہو۔

۲۔ شبِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی رات کو سو رکعت نفل ادا کرے۔ یوں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ایک بار یا تین بار پڑھے۔" مولائے کریم اس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور جنت میں جگہ دے۔

۳۔ شبِ عرفہ میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اوّل رکعت میں الحمد شریف کے بعد، آیۃ الکرسی سو مرتبہ۔ اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے طفیل ستّر مسلمانوں کی بخشش فرمائے۔

Marfat.com

۴۔ شب نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات میں، جس کی صبح عید اضحیٰ ہوتی ہے۔ بارہ رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ ستّر برس کی عبادت کا ثواب پائے۔

۵۔ نیز اسی شب میں چار رکعت نفل نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ شریف، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، ایک ایک بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر سبحان اللہ ستّر مرتبہ۔ اور درود شریف ستّر مرتبہ پڑھے۔ گناہوں کی بخشش میں یہ نماز بڑی مؤثّر ہے۔

۶۔ پہلی شب سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی شب تک، وتروں کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے سورۂ کوثر تین بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیّین میں مقام پائے اور ہزار ہا نیکیوں کا ثواب کمائے۔

اے عزیز! عمل میں اخلاص شرط ہے۔ اخلاص ہے تو ثواب اس کے دستِ کرم میں ہے جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ اور جو بے نیاز و غنی ہے۔

رمضان المبارک کے روزے

روزہ اصطلاحِ شریعت میں، طلوعِ صبح صادق سے غروب آفتاب تک، اپنے آپ کو کھانے پینے اور عملِ زوجیت سے رو کے رکھنے کا نام ہے۔ جو روزے فرض ہیں۔ وہ ماہ رمضان المبارک کے ہیں ہر سال میں اس ایک ماہ کے روزے رکھنا، اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ رمضان کے روزے ہجرت کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے۔ اس ماہ مبارک کے روزے مسلمانوں پر فرض ہونا بلکہ روزوں کا ارکانِ اسلام ہونا ہی ثابت کرتا ہے کہ اسلام کس قدر ایمانی اور ملکوتی طاقتوں کو بڑھانے والا اور کس قدر جسمانی و شہوانی خیالات کو ملیامیٹ کرنے والا ہے۔

Marfat.com

روزہ تعمیلِ ارشادِ خداوندی میں، تزکیۂ نفس اور تربیتِ جسم، دونوں کا ایک بہترین دستور العمل ہے۔ اشخاص کے انفرادی اور امت کے اجتماعی ہر دو نقطۂ نظر سے۔ روزہ سے ایک طرف طبی اور جسمانی، دوسری طرف روحانی اور اخلاقی جو فائدے حاصل ہوتے ہیں فرد اور امت دونوں کو، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ روزے صحت کو بڑھاتے ہیں۔

۲۔ امراء کو غرباء کی حالت سے عملی طور پر باخبر کرتے ہیں۔

۳۔ شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو، ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔

۴۔ قوتِ ملکیۂ کو قوی اور قوتِ حیوانیہ کو کمزور بناتے ہیں۔

۵۔ قرآن کریم نے خاص طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ روزے خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر محکم کر دیتے ہیں لعلکم تتقون تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

تقویٰ کی مثالوں پر غور کیجئے۔

گرمی کا موسم ہے۔ روزے دار کو سخت پیاس لگی ہے۔ مکان تنہا ہے۔ تنہائی نصیب ہے کوئی دیکھنے والا نہیں کہ ٹوک دے۔ کوئی ٹوکنے والا نہیں کہ روک دے۔ سامنے کوری صراحی میں صاف ستھرا نکھرا ہوا ٹھنڈا پانی، یا برف میں ڈوبی ہوئی بوتلیں سامنے موجود ہیں۔ مگر نہ ادھر للچائی ہوئی نظریں اٹھتی ہیں، نہ شوق و ذوق سے ادھر ہاتھ بڑھتے ہیں۔

روزے دار کو سخت بھوک لگی ہے۔ بھوک کی وجہ سے جسم میں ضعف و کمزوری بھی محسوس کرتا ہے۔ نفیس، خوش ذائقہ، مرغن غذا میسّر ہے۔ کوئی شخص اسے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی مگر وہ کھانا نہیں کھاتا۔

پیاری دل پسند بیوی، گھر میں موجود ہے۔ جہاں نہ خویش ہے نہ بیگانہ۔ نہ کوئی اپنا ہے نہ پرایا۔ محبت کے جذبات اسے ابھارتے ہیں کہ آگے بڑھ۔ الفت کی راہ داریاں

Marfat.com

اُسے گدگداتی ہیں کہ موقع کو غنیمت جان۔ لیکن مجال ہے کہ روزہ دار آگے قدم بڑھا سکے۔ روزہ، اس میں خدا ترسی کے جذبہ کو غالب کر دیتا ہے اور روزہ دار اس سے پہلوتہی اختیار کرتا ہے۔

وجہ وہی کہ خدا کے حکم کی عزت و عظمت اس کے دل میں جاگزین ہے کہ کوئی جذبہ بھی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اور روزہ ہی اس عظمت و جلال الٰہی کے دل میں قائم ہونے کا باعث ہوا ہے اور روزہ ہی کے باعث اُسے یہ قوت حاصل ہوئی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب ایک ایماندار آدمی، حکم کے حکم کی وجہ سے، جائز، حلال، پاکیزہ خواہشوں کو چھوڑ دینے کی عادت کر لیتا ہے تو وہ ضرور خدا کے حکم کی تعمیل میں حرام، ناجائز اور گندی عادتوں اور خواہشوں کو چھوڑ دے گا اور ان کے ارتکاب کی جرأت کبھی اپنے میں نہ پائے گا۔

یہی وہ اخلاقی برتری ہے جس کا روزے دار کے اندر پیدا کر دینا اور اُسے محکم و مستحکم بنانا شرع کا مقصود ہے اسی لیے جھوٹ، غیبت، فحش، بدزبانی، بدکلامی، اور بُری باتوں اور تمام گناہوں سے روزے میں بچے رہنے کی سخت تاکیدیں احادیث میں آئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

"جو روزہ دار، جھوٹ کہنا، لغو بکنا اور فضول کاموں کو کرنا نہیں چھوڑتا تو خدا کو کچھ پرواہ نہیں اگر وہ کھانا پینا چھوڑتا ہے۔"

الغرض گناہ و معصیت کسی قسم اور کسی درجہ کی بھی ہو، مسلمان کے لیے ہر زمانہ اور ہر موسم میں حرام ہے لیکن رمضان المبارک کے میں یہ ممانعت اور زیادہ مؤکد و اشد ہو جاتی ہے تو پورے مہینے بھر کے رات اور دن کا ایک ایک گھنٹہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اسلام کے سپاہیوں کی ایک روحانی ورزش و کسرت کا زمانہ ہے۔ غفلت کسی لمحہ نہ چاہیئے۔ (ماخوذ)

Marfat.com

رمضان المبارک اور قرآن کریم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نزولِ قرآن کی ابتداء ماہِ رمضان میں ہوئی اور اس اعتبار سے قرآن کریم کی مناسبت رمضان المبارک کے ساتھ، ہر صاحبِ نظر پر بالکل روشن ہے۔ اسی لیے اہل سنت و جماعت، قرآن کریم کے اس نزول کی سالانہ یادگار، اس مہینہ بھر میں، راتوں کو اپنی مسجدوں میں مناتے ہیں اور تراویح کی بیس رکعتوں میں سارے قرآن کو اپنے حافظہ میں تازہ کر لیتے ہیں۔ ایک پڑھتا ہے اور بیسیوں سنتے ہیں۔ اقتدا کرنے والوں میں خاصی تعداد ان لوگوں کی بھی ہوتی ہے۔ جن کو خود بھی وہ آیات یاد ہوتی ہیں جو امام نماز میں پڑھ رہا ہے۔ یہ طریقہ عہدِ نبوی سے ہر شہر ہر قریہ اور ہر قصبہ میں جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔

اور اس طرح قرآن کریم کی حفاظت کا جو وعدہ، اللہ عزّ و جل نے فرمایا ہے اُس کا ظہور بھی ہو جاتا ہے کہ پڑھنے والے اگر کوئی غلطی کرتا ہے تو فوراً ہی اُسے عین حالتِ نماز میں لقمہ دے کر، اُسے صحیح پڑھنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اور یوں قرآن کریم کا زیر وزبر اور حرف حرف تواتر و توارث کے ساتھ ثابت شدہ ہے۔ دنیا کے کسی ایک گوشہ میں ایک ایک حرف، پورے پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اُسی طرح موجود ہے اور پایا جاتا ہے جیسا کہ دنیا کے کسی دوسرے گوشہ میں موجود اور پایا جاتا ہے۔ اگر حفاظتِ الٰہی خود کار فرما نہ ہوتی ایک ایسی کتاب میں ہزاروں غلطیوں کا ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ ضروری تھا۔ لیکن قرآنِ کریم جیسا نازل ہوا تھا، بعینہٖ اُسی طرح آج ہمارے سینوں میں محفوظ اور ہاتھوں میں موجود ہے۔

نماز تراویح سے متعلق چند مسائل

۱۔ تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنّتِ مؤکدہ ہے۔ اس کا ترک جائز نہیں۔ (درمختار) کہ ہمارے نزدیک اُس کی سنّیت مؤکّد ہے۔ (مراقی الفلاح)

Marfat.com

۲۔ بلا وجہِ شرعی، معاذ اللہ کسی نے روزے نہ رکھے تب بھی وہ تراویح ترک نہ کرے کہ تراویح سنتِ وقت ہے نہ کہ سنت روزہ کہ روزہ کے تابع ہو۔ (مراقی الفلاح)

۳۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت۔ بیہقی نے بسندِ صحیح، سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوں ہی تھا"

اور مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک میں تیئس رکعتیں پڑھتے"۔ بیہقی نے کہا کہ اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔

اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔ نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے۔ اور کل فرائض و واجب کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں۔ لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و مکمَّل برابر ہوں۔ (بہارِ شریعت)

۴۔ تراویح اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں جیسے مغرب و عشا کی سنتیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

۵۔ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے (درمختار)

۶۔ تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔ (درمختار)

۷۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گناہگار ہوں گے۔ اور اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا۔ جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (عالمگیری)

Marfat.com

۸۔ نابالغ بچے کے پیچھے، بالغوں کی تراویح نہ ہوگی۔ یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

۹۔ بلوغ کی کم ازکم مدت لڑکے کے لیے بارہ سال ہے اور زیادہ سے زیادہ سب کے لیے پندرہ سال۔ اگر اس بین سال میں، انزالِ منی، سوتے میں خواہ بیداری میں، واقع ہو فبہا۔ ورنہ بعد تمامی پندرہ سال کے، شرعاً بالغ قرار دے دیا جائے گا اگرچہ کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔

۱۰۔ تہجد پڑھنے والا، بعد تراویح وتر پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ جاگنے پر اعتماد نہ ہو تو پہلے ہی پڑھ لینا بہتر ہے۔

۱۱۔ کلام مبارک کے تراویح میں ختم ہو جانے کے بعد بھی، بیس رکعت تراویح پڑھنا سنتِ موکدہ ہے لوگ ختم کے بعد چھوڑ بیٹھیں تو گناہ گار ہیں۔ (عامہ کتب)

۱۲۔ نماز تراویح کی جماعت، اس طور پر کہ الم ترکیف سے شروع کرتے ہیں اور والناس تک ایک ایک سورت، ایک ایک رکعت میں پڑھتے ہیں۔ اور پھر الم ترکیف سے والناس تک دوبارہ دس رکعتوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ بلا کراہت جائز ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس میں رکعات کی تعداد یاد رکھنی نہیں پڑتی۔ (در مختار)

۱۳۔ جس نے فرض تنہا پڑھے۔ وتر کی جماعت میں شریک نہ ہوگا۔ (ردالمحتار) اگرچہ تراویح جماعت سے پڑھی ہوں۔

۱۴۔ تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر شرعی ہو تو مکروہ ہے بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (در مختار)

۱۵۔ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے اور جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔ اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ۔

۱۶۔ ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، اور اس بیٹھنے میں اُسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے۔ یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے۔

Marfat.com

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔ (عالمگیری۔ ردالمختار وغیرہ)

"پاک ہے ملک و ملکوت والا۔ پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے۔ جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے۔ پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سے ہم مغفرت چاہتے ہیں۔ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

یہ تسبیح آخرت میں معمولی ردو بدل سے بھی پڑھی جاتی ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

شبینہ اور ختم قرآن کریم

شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے یہ فی نفسہ قطعاً جائز و روا ہے۔ اکابر ائمہ دین کا معمول رہا ہے۔ چنانچہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔ بلکہ آپ رمضان المبارک میں اکسٹھ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ تیس ۳۰ دن میں تیس رات میں۔ اور ایک تراویح میں اور پینتالیس ۴۵ برس عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ

سلف صالحین میں بعض اکابر، دن رات میں دو ختم فرماتے۔ بعض چار اور بعض آٹھ۔ میزان الشریعۃ امام عبدالوہاب شعرانی میں ہے کہ سیدی علی مرصفی قدس سرہ نے، ایک رات دن میں، تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرماتے۔ آثار میں ہے:

Marfat.com

"امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، بایاں پاؤں، رکاب میں رکھ کر قرآن مجید شروع فرماتے، اور اپنا داہنا پاؤں رکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف ختم ہو جاتا"

بلکہ خود حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"داؤد علیہ السلام اپنے گھوڑے سے زین کرتے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا توراۃ مقدس ختم فرما لیتے" (احمد و بخاری)

توراۃ شریف، قرآنِ عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے۔

ہم ان افعال میں، اقتداء پر قادر نہیں مگر وہ حجتِ شرعیہ ضرور ہیں کہ فی نفسہ یہ فعل حسن ہے۔ کراہت یا ممانعت اگر آئے گی تو عوارض سے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اور انہیں عوارض ہیں، جن کی بنا پر شبینہ مکروہ تحریمی و حرام و گناہ قرار دیا گیا یہ ہے کہ:

۱۔ حافظ قرآن کہ تراویح میں امامت کرتے ہیں، ان میں بعض نہیں، بلکہ اکثر و بیشتر تو ایسا جلد پڑھتے ہیں کہ علیم حکیم یعقلون یعلمون تعلمون یعنی جن الفاظ پر آیت ختم ہوتی ہے، ان کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا پڑھا۔ الفاظ و حروف کو کھا جایا کرتے ہیں۔ اور یہ فعل خود، تراویح سے علاوہ بھی بدعتِ شنیعہ اور اشارت و گناہ ہے۔ اسی کو عربی میں ھَذْرَمَہ کہتے ہیں یعنی گھاس کاٹنا۔

۲۔ پھر ان میں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انہیں دیکھئے تو حروف صحیح ادا نہیں کرتے۔ حروف متشابہ جیسے ث س ص۔ ت ط۔ ز ذ ظ وغیرہا حروف میں تفرقہ نہیں کرتے۔ یہ خود حرام ہے اور مفسدِ نماز۔ مگر جہالتوں کا علاج کیا۔ حفاظ و علماء کو دیکھا گیا ہے کہ تراویح درکنار، فرائض میں بھی اس کی رعایت نہیں کرتے۔ نمازیں مفت میں برباد جاتی ہیں۔ فرض ذمہ پر باقی اور امام ہو کر ایسا کریں تو مقتدیوں کی نمازوں کا وبال بھی اُن کے سر۔ مگر نماز تو پڑھ لی۔ تراویح تو ہو گئی۔ شبینہ میں حصہ تو لے لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

۳۔ ترکِ واجباتِ قراءۃ۔ مثلاً مد متصل کہ یہ صورتِ گناہ و مکروہ تحریمی ہے۔

۴۔ پھر شامتِ اعمال سے یہ شبینہ بھی ایک "شوقیہ عبادت" بن کر رہ گیا ہے۔ اخبارات میں اعلان ہوتا ہے۔ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ دیگیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سردی کے موسم میں چائے اور گرمیوں میں شربت وغیرہ دوسرے ٹھنڈے مشروبات کا بندوبست ہے۔ اہتمام ہو رہا ہے۔ مجمع لگا ہوا ہے۔ کوئی بیٹھا باتیں بنا رہا ہے۔ کہیں سیاسی امور پر بحث و مباحثہ جاری ہے۔ کہیں کچھ لوگ ہار تھک کر آرام فرما ہیں۔ کہیں چائے نوشی کا خاص بندوبست ہے۔ اور لوگ اس میں مصروف ہیں۔ کچھ لوگ مسجد سے باہر حقہ نوشی کا مشغلہ جاری فرمائے ہوئے ہیں۔ کہیں سگریٹ بیڑی کے دھوئیں سے فضا کو مکدر کیا جا رہا ہے اور مسجد میں فقط ملّا۔ یا چار چھ، دس بیس یا اس سے زائد سہی، امام کی اقتداء میں کھڑے ہیں۔ غرض ایک میلا سا لگتا ہے۔ پھر ان مقتدیوں میں بھی ایسے ہیں کہ ایک آدھ رکعت پڑھ کر والسلام۔ بھلا ان خرافات کے ہوتے، کون کہہ سکتا ہے کہ یہ شبینہ درست ہے۔ مولائے کریم قبولِ حق کی توفیق بخشے اور ہم مسلمانوں، گناہ شعاروں کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہارِ شریعت وغیرہ)

ایک ضروری تنبیہ

نماز اہم عبادات ہے اور اُس کے لیے بے حد احتیاط درکار۔ اور امامت کہ شرعاً ایک اعلیٰ منصب ہے۔ یہ بھی چند شرطوں سے مشروط ہے ورنہ نماز صحیح نہ ہو گی یا سرے سے ہو گی ہی نہیں۔ حدیث میں ہے کہ:

"اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز کو قبول کرے تو چاہیے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں، تمہارے رب کے درمیان۔"

(حاکم فی المستدرک)

Marfat.com

لہٰذا ضروری ہے کہ

۱۔ امام صحیح العقیدہ ہو۔ بد دین، بد مذہب مثل رافضی، خارجی، وہابی نہ ہو۔

۲۔ صحیح القراءۃ ہو کہ تمام حروف، مخارج سے صحیح ادا کرتا ہو۔

۳۔ صحیح العمل ہو، فاسقِ مُعلِن نہ ہو یعنی گناہ صغیرہ پر اصرار یا کبیرہ کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔ اور نہ اُس میں کوئی ایسی بات ہو جو لوگوں کے لیے باعثِ نفرت اور جماعت کے لیے وجہِ قلت ہو۔ مثلاً بازاروں، عام گزر گاہوں میں بلا تردّد کھانا پینا، مخول دل لگی کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

اور شک نہیں کہ داڑھی منڈانا، یا خشخشی رکھنا یا کترواکر، حدِ شرع سے کم رکھنا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنا، علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہونا ہے۔ اور ان امور کا مرتکب، فاسقِ مُعلِن ہے۔

فاسقِ مُعلِن کو امام بنانا گناہ

اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ اور اُسے امام بننا ناجائز۔ اگر امامت کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور مسلمان جتنی نمازیں اس کے پیچھے، اس حالت میں پڑھیں گے، سب کا پھیرنا واجب ہوگا۔ اگر نہ پھیریں گے گناہگار رہیں گے۔ اگرچہ دس برس کی نمازیں ہوں۔ یہ حکم نماز پنجگانہ اور تراویح سب کو عام ہے۔ کہ داڑھی منڈانے یا خشخشی رکھنے یا کترواکر حدِ شرع سے کم رکھنے والے کو امام بنانا، تراویح میں بھی روا نہیں۔ اور سہل پسندی سے اُسے امام بنالیا تو تراویح کو دُہرائیں۔ کیسی بڑی بدنصیبی ہے کہ آدمی اگر تراویح سرے سے نہ پڑھے گا تو گناہگار ضرور ہے مگر ترکِ سنّت کا۔ اور تراویح اس کے پیچھے پڑھ کر نہ دُہرائی تو گناہ بڑھ گیا کہ اب ترکِ واجب ہوا۔ اور ترکِ واجب کا گناہ، ترکِ سنّت سے بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

نمازِ وتر کا بیان

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ اُس کا پڑھنا تم پر واجب کیا۔ اور وہ سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ وہ وتر ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی وغیرہما)

۲۔ وتر حق (و ثابت) ہے۔ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (احمد و ابوداؤد)

۳۔ جو وتر سے پہلے سو جائے یا بھول جائے تو جب بیدار ہو یا یاد آئے پڑھ لے۔ (ترمذی)

چند مسائلِ فقہیہ

۱۔ وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے۔ (درمختار)

۲۔ وتر کی نماز بیٹھ کر، یا سواری پر بلا عذر نہیں ہو سکتی۔ (درمختار)

۳۔ نمازِ وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔ اور قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے۔ جیسے مغرب میں کرتے ہیں۔ اُسی طرح کرے۔ اور اگر قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔ (درمختار، ردالمحتار)

۴۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے۔ اور ہر ایک میں بعد فاتحہ، سورت ملانا واجب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۵۔ تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر، رکوع سے پہلے، کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے۔ جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں۔ اور یہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ پھر

Marfat.com

ہاتھ باندھ لے اور یہ سنّت ہے۔ پھر دعائے قنوت پڑھے اور دعائے قنوت کا پڑھنا بھی واجب ہے۔ ہاں اس میں کسی خاص دُعا کا پڑھنا ضروری نہیں بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور دعائے قنوت آہستہ پڑھے۔ امام ہو یا منفرد یا مقتدی۔ اور جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے وہ ربنا آتنا الآیہ پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اللھم اغفرلی تین بار کہہ لیا کرے۔ یہ بھی نہ آئے تو صرف یارب تین بار کہہ لے اور قل ہو اللہ شریف پڑھ لے تب بھی واجب ادا ہوگیا کہ وہ ثنا ہے اور ہر ثنا دعا ہے۔ مگر دعائے قنوت یاد کرنا چاہیئے کہ خاص اس کا پڑھنا سنّت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۶۔ امام کے پیچھے وتر کی تینوں رکعتیں فوت ہوئیں۔ صرف تشہد وغیرہ میں شریک ہوا تو جب اپنی تیسری رکعت پڑھے اس میں قنوت پڑھے اور اگر ایک رکعت بھی ملی ہے اگرچہ تیسری کے رکوع ہی میں شامل ہوا تو اب باقی نماز میں قنوت نہ پڑھے گا کہ تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہونا تیسری رکعت کا پالینا ہے۔ اور قنوت کی تکرار نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۷۔ حنفی مذہب میں، وتر کے سوا اور نمازوں میں قنوت منع ہے۔ متون کا مسئلہ ہے وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِهٖ۔ مگر جب معاذ اللہ، کوئی بلائے عام نازل ہو جیسے طاعون ووبا وغیرہ تو امام اجل طحاوی وغیرہ نے نمازِ فجر میں دعائے قنوت جائز رکھی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

دُعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ ط وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ ط وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰھُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ ط وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى ط وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

Marfat.com

الٰہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں۔ اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں۔ اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں۔ اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اُس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی لیئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور سعی کرتے ہیں۔ اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

قنوتِ نازلہ کا حکم اور طریقہ

نمازِ فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہونا اُس وقت ہے کہ کوئی بلا و مصیبت نہ ہو۔ اور جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نمازِ صبح میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں رکھتا۔ بحر الرائق وغیرہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر معاذ اللہ کوئی سختی آئے تو امام قنوت پڑھے کہ سختیوں کے وقت نمازِ صبح میں قنوت منسوخ نہیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد وفاتِ اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اُس کا موقع یہی ہے۔ یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے۔

پھر جس نازلہ کے لیئے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ فتنہ و غلبۂ کفار ہی کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ مثلاً رفع طاعون، دفعِ بلا، اور زوالِ قحط وغیرہا جس سے عام مسلمین کو نفع پہنچے، سب کو شامل ہے۔ خصوصاً دفعِ طاعون کے لیئے کہ سخت تر بلاؤں میں ہے۔

اور حنفیہ کے طور پر اس کا طریقہ ہے کہ نمازِ فجر میں، دوسری رکعت کی قراءت سے فارغ ہو کر، ہاتھ اٹھا کر، امام و مقتدی سب تکبیر کہیں اور ہاتھ باندھ لیں اور امام آہستہ آواز سے کہ اُس کی قراءت کی آواز خود اُس کے کان میں آسکے، قنوت پڑھے (جیسا کہ وتروں کی جماعت

Marfat.com

میں معمول ہے) اور مقتدی بھی دعا ہی پڑھیں۔ اور سب آہستہ پڑھیں کہ دعا میں یہی سنّت ہے۔ اور جن مقتدیوں کو یاد نہ ہو وہ آہستہ آہستہ آمین کہیں۔ ہاں اگر امام، قنوت بآواز پڑھے تو مقتدی آمین کہیں مگر بآواز نہ کہیں بلکہ آہستہ کہ جہراً آمین نماز میں مکروہ ہے۔ پھر امام و مقتدی، قنوت سے فارغ ہو کر، رکوع کریں اور نماز پوری کر کے سلام پھیریں۔ ہاں اگر امام رکوع سے قبل، قنوت نہ پڑھے بلکہ بعد رکوع کھڑا ہو کر پڑھے تو مقتدی آپ ہی اُس کا ساتھ دیں گے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قنوتِ نازلہ ہم حنفیوں کے یہاں صرف نماز فجر میں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ملتقطاً)

شب عید الفطر و عید الاضحیٰ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے، اُس کا دل نہ مرے گا، جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔ (ابن ماجہ وغیرہ)

۲۔ جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اُس کے لیے جنّت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں[۱]، نویں[۲]، دسویں[۳] راتیں اور عید الفطر[۴] کی رات اور شعبان کی پندرھویں[۵] رات یعنی شب برارت۔ (اصبہانی)

۳۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، اس زمانہ میں اہلِ مدینہ، سال میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ (مہرگان و نیروز) فرمایا یہ کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ جاہلیت (یعنی زمانۂ قبل اسلام) میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے۔ (اب بھی اس کا رواج باقی ہے) فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں، ان سے بہتر دو دن تمہیں دیئے۔ عید اضحیٰ و عید الفطر کے دن۔ (ابو داؤد)

Marfat.com

عید الفطر کی صبح

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"جب عید الفطر کی صبح نمودار ہوتی ہے تو اللہ عزّوجل ہر شہر میں (جہاں جمعہ وعیدین کی نماز شرعاً درست ہے) فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اور گلی کوچوں کے ہر موڑ پر کھڑے ہوکر اعلان کرتے ہیں اور اُن کی آواز، جن وانس کے علاوہ، اللہ عزّوجل کی ہر مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "اے امتِ نبی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے ربِ کریم کے دربار میں حاضری کے لیے نکلو۔ وہ تمہیں بہت کچھ عطا فرمائے گا۔ اور بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دے گا۔"

پھر جب مسلمان عید گاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو خود ربِ عزّوجل فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے "اے گروہِ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کر لیا" فرشتے عرض کرتے ہیں "اے ہمارے معبود! اے ہمارے مالک ومولیٰ، اُس کا بدلہ یہ ہے کہ اُس کو پورا اجر دیا جائے۔" اللہ عزّوجل فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے، دن میں اُن کے روزوں اور رات میں اُن کے نفلوں (تراویح وغیرہ) کا بدلہ، اپنی رضا ومغفرت کیا (کرمیں اُن سے راضی ہوا اور میں نے ان سب کو بخش دیا)۔

پھر بندوں سے خطاب فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ آج اس مجمعِ خیر میں، تم اپنی دنیا وآخرت کے لیے جو کچھ طلب کرو گے میں تمہیں مرحمت فرماؤں گا اور بکمالِ رحمت اُس میں نظر فرماؤں گا قسم ہے مجھے اپنی عزت کی۔ تم جب تک مجھ پر نگاہ رکھو گے۔ میں تمہاری پردہ پوشی

Marfat.com

فرماؤں گا۔ اور اپنی عزت و جلال کی قسم، تمہیں اہلِ کبائر میں رسوا و بدنام نہ کروں گا۔ جاؤ لوٹ جاؤ۔ تمہاری بخشش فرما دی گئی۔ تم نے میری رضا چاہی ہے تو میں بھی تم سے راضی ہوں۔" (الترغیب والترہیب)

کرم بے حساب کا تقاضا

اے ذلیل خاک۔ اے آبِ ناپاک۔ اپنا منہ دیکھ اور اُس مالک علی الاطلاق کے فضلِ عظیم اور اس شرفِ عظیم پر غور کر، کہ اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالیٰ نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے، اپنے سے مناجات کرنے اور اپنے کو پکارنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لاکھوں مرادیں اس فضلِ عظیم پر نثار۔ او بے صبر ذرا بھیک مانگنا سیکھ۔ اس آستانِ رفیع کی خاک پر لوٹ جا اور لپٹا رہ۔ اور ٹکٹکی باندھ رکھ کہ اب دیتے ہیں اب دیتے ہیں۔

اے غافل ہر آن ہر گھڑی، بے حساب کرم، بے مانگے، بے چاہے، تجھ پر یوں بھی بیشمار نعمتیں ہیں۔ وہ مالک و مختار اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ فرمائے، تو جائے شکایت نہیں۔ تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کاہے میں ہے۔ مگر آج تو دریائے رحمت جوش میں ہے۔ ابرِکرم کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔ منادی پکار رہا ہے کہ اے مانگنے والو! اللہ جلّ جلالہ کی قدرتِ کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کر کے، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو یاد کرتے ہوئے، جو باوجود گناہ تمہارے حال پر فرما رہا ہے، اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کر کے بکمال ادب آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاؤ اور بارگاہِ الٰہی کی طرف پھیلاؤ۔ اُس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں۔ جو مانگو گے وہ پاؤ گے جو طلب کرو گے وہ دیئے جاؤ گے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو آج منہ مانگی پائیں۔ بھرے دامن جائیں۔ اور بدنصیب ہیں وہ جو آج بھی محروم رہ جائیں۔

ہاں ہاں اے غافل اُسے پکارنے، اُس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ و مراد کچھ نہ رہے۔ یقین جان کہ اس دروازے سے محروم نہ پھرے گا۔ تو اگر خود قابل عطا

Marfat.com

نہیں تو اس عظیم مجمع میں، کسی بندے کا طفیلی ہو کر اپنی مراد کو پہنچے گا۔ اے عزیز وہ ارحم الراحمین ہے۔ اس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری (ملتقطاز احسن الوعاء)

مسئلہ ضروریہ

رات کے اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے اور عیدین میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء و فجر دونوں جماعتِ اُولیٰ سے ہوں کہ صحیح حدیث میں فرمایا:

"جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے آدھی رات عبادت کی۔

اور جس نے نمازِ فجر جماعت سے پڑھی۔ اس نے ساری رات عبادت کی۔"

ہاں ان راتوں میں میں اگر جاگے گا تو نماز عید و قربانی میں دقّت ہوگی تو پھر اسی حدیث شریف پر اکتفا کرے اور عشاء و فجر با جماعت پڑھ لے۔ اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا اور شب بیداری کرنا یعنی رات عبادت میں گزارنا بہت بہتر ہے اور شرعًا مطلوب۔

(درمختار۔ بہار شریعت وغیرہ)

روزِ عید کے مستحبّات

۱۔ حجامت بنوانا	۲۔ ناخن ترشوانا
۳۔ غسل کرنا	۴۔ خاص نماز عید کے لیے مسواک کرنا
۵۔ اچھے کپڑے پہننا، نیا خواہ دُھلا ہوا۔	۶۔ انگوٹھی پہننا
۷۔ خوشبو لگانا	۸۔ صبح کی نماز، مسجدِ محلہ میں پڑھنا
۹۔ عید گاہ جلد چلے جانا	۱۰۔ نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا

Marfat.com

۱۱۔ عیدگاہ کو پیدل جانا ۱۲۔ دوسرے راستے سے واپس آنا

۱۳۔ نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھا لینا۔

۱۴۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھا لینا۔

۱۵۔ خوشی ظاہر کرنا ۱۶۔ کثرت سے صدقہ دینا

۱۷۔ عیدگاہ کو اطمینان و وقار سے جانا ۱۸۔ نگاہیں نیچی رکھنا

۱۹۔ آپس میں مبارک باد دینا ۲۰۔ بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا

مسئلہ۔ عید اضحیٰ، تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے۔ صرف بعض باتوں میں فرق ہے۔ عید اضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کراہت نہیں۔

۲۔ اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

۳۔ قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک، نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے۔ (رد المحتار)

نماز عید کی ترکیب

دو رکعت نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کرے (یعنی زبان سے کہہ لے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر (یا عید الاضحیٰ) کی۔ مع چھ تکبیروں کے۔ نماز واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ پیچھے اس امام کے) اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے یوں کہ ہتھیلیاں اور انگلیوں کے پیٹ، قبلہ رو رہیں۔ اب اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر ثنا پڑھے۔ امام ہو خواہ مقتدی۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں

Marfat.com

ہیں ہاتھ لٹکائے۔ پھر چوتھی میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھیں کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے۔ وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ اب امام تعوذ و تسمیہ کے بعد الحمد و سورت پڑھ کر، رکوع سجود کرے گا۔ مگر مقتدی خاموش رہے، قراءت نہ کرے بلکہ امام کے ساتھ رکوع و سجود سے فارغ ہو کر پھر کھڑا ہو جائے۔ اب امام دوسری رکعت میں الحمد شریف و سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہے۔ پھر امام کے ساتھ تین بار، کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار، بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا، امام کے ساتھ رکوع و سجود کرے اور نماز پوری کر کے خطبہ سنے کہ واجب ہے۔ (عامۂ کتب)

تکبیر تشریق کے مسائل

۱۔ نویں ذی الحجہ کی فجر سے، تیرہویں کی عصر تک، ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد، جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی، ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ اور تین بار افضل۔ اسے تکبیرِ تشریق کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ (عامۂ متون)

۲۔ تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں (درمختار)

۴۔ تکبیر تشریق عورتوں پر واجب نہیں۔ اور نفل پڑھنے والے نے، فرض والے کی اقتداء کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۵۔ منفرد پر تکبیر واجب نہیں (جوہرہ نیرہ) مگر منفرد بھی کہہ لے۔

۶۔ امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے۔ اگرچہ مقتدی مسافر ہو۔

(درمختار وغیرہ)

Marfat.com

۷۔ نفل وسنّت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں ۔ اور جمعہ کے بعد واجب ہے ۔ اور نمازِ عید کے بعد بھی کہہ لے ۔ (در مختار)

۸۔ مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں ۔ (ردالمحتار)

سورج گہن اور چاند گہن کی نماز

۱۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا۔ مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا کہ اللہ عزّ وجل، کسی کی موت وحیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا ولیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لہذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اُٹھو۔

دراصل زمانۂ جاہلیت میں اعتقاد یہ تھا کہ سورج گہن یا چاند گہن، کسی حادثۂ عظیم مثلاً کسی عظیم شخصیت کی موت کے سبب وقوع میں آتا ہے ۔ اور اتفاقاً اُسی روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی تھی۔ لوگوں نے اپنے سابقہ عقیدے کے ماتحت، اس سورج گہن کو بھی، آپ کی وفات کا سبب قرار دیا۔ جس کا رد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی موت و زندگی کا سورج گہن یا چاند گہن سے کوئی تعلق نہیں ۔ سب کچھ مشیّتِ ایزدی کا تابع ہے۔

۲۔ دوسری حدیث شریف۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ "صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم نے حضور کو (حالتِ قیامِ نماز میں، یا دورانِ خطبہ) حضور کو دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں ۔ پھر پیچھے ہٹتے دیکھا۔ (بالکل خلافِ معمول ۔ اس میں کیا حکمت تھی؟) فرمایا" میں نے جنّت کو دیکھا

Marfat.com

اور اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا۔ اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اُس سے کھاتے۔ (کہ جو دانۂ انگور تم کھاتے اللہ عزوجل اپنی قدرتِ کاملہ سے اسی جگہ اور پیدا فرما دیتا۔ جیساکہ جنّت کے میوہ جات کی خاصیت ہے) اور دوزخ کو دیکھا۔ اور آج کے مثل کوئی خوفناک منظر کبھی نہ دیکھا۔ اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی، عورتیں ہیں۔" عرض کیا "یہ کیوں یارسول اللہ!" فرمایا کہ "کفر کرتی ہیں۔" عرض کی گئی "کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟" فرمایا "شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ اور احسان کا کفران کرتی ہیں۔ اگر تو اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرے۔ پھر کوئی بات بھی (اپنے مزاج و مرضی کے خلاف) دیکھے تو کہے گی میں نے کبھی کوئی بھلائی، تم سے دیکھی ہی نہیں۔"

۳۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ "جب تم یہ کچھ دیکھو تو نماز پڑھو۔ اور صدقہ و خیرات کرو۔" (بخاری و مسلم)

۴۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت اسماء بنتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ فرماتی ہیں۔ حضور نے سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

"معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر نماز و دعا و استغفار کے ساتھ، صدقہ و خیرات بھی شرعاً مطلوب ہے کہ صدقہ و خیرات بھی بلاؤں کے ٹالنے میں اثر تمام رکھتا ہے۔

چند مسائل فقہیّہ

۱۔ سورج گہن کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنی مستحب ہے۔ تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا، تمام شرائطِ جمعہ اس کے لیے شرط ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ گہن کی نماز اُسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو۔ گہن چھوٹنے کے بعد نہیں۔ (درمختار)

Marfat.com

۳۔ ایسے وقت گہن لگا کہ اُس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دعا ختم کردیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ (ردالمحتار)

۴۔ یہ نماز، اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں۔ یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں اذان ہے نہ اقامت۔ اور نہ بلند آواز سے قراءت۔ اور نماز کے بعد دعا کریں۔ یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے۔ دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔ (درمختار)

۵۔ افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا مسجد جامع میں اس کی جماعت قائم کی جائے۔ (عالمگیری)

۶۔ چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں۔ تنہا تنہا پڑھیں۔ (درمختار) ہاں امام کے علاوہ دو تین آدمی جمع ہو جائیں تو جماعت کر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)

فائدہ جلیلہ

تیز[۱] آندھی آئے	یا دن[۲] میں سخت تاریکی چھا جائے
یا رات[۳] میں خوفناک روشنی ہو	یا لگاتار[۴] کثرت سے مینہ برسے
یا بکثرت[۵] اولے پڑیں	یا آسمان[۶] سرخ ہو جائے
یا بجلیاں[۷] گریں	یا بکثرت[۸] تارے ٹوٹیں
یا طاعون[۹] وغیرہ وبا پھیلے	یا زلزلے[۱۰] آئیں
یا دشمن[۱۱] کا خوف ہو	یا اور[۱۲] کوئی دہشت ناک امر پایا جائے

تو ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

نماز استسقاء

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

Marfat.com

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ۔

یعنی تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔"

مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مسلمانوں کو پہنچتی ہیں، اکثر اُن کا سبب، اُن کے گناہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اُس کا کرم ہے کہ نافرمانی و گناہ پر فی الفور گرفت نہیں فرماتا۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر زندہ ہی نہ رہنے پاتا۔ اور اہلِ ایمان بھی اٹھا لیے جاتے اور جب انسان ہی نہ رہتے تو کوئی حیوان بھی باقی نہ رہنے دیا جاتا کہ حیوانوں کی حیثیت تو محض انسانوں کے خادموں کی سی ہے۔

قحط اور خشک سالی بھی ہماری ہی معصیت اور ہماری ہی نافرمانیوں کے سبب ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے۔

اور یہ بھی اُس کا فضل ہے کہ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے ورنہ اگر سب باتوں پر مواخذہ کرے تو کہاں ٹھکانا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِہَا مِنْ دَآبَّۃٍ۔

یعنی اگر لوگوں کو اُن کے معاصی پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

مگر ربِ کریم و رؤف و رحیم نے بھٹکتے ہوئے انسانوں اور معصیت کوشوں کو، اُن کے درد کا درماں، اُن کی نافرمانیوں کا علاج بھی خود تجویز فرمایا اور ارشاد ہوا کہ:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا۔

اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔

وہ معاف بھی فرمائے گا تم پر اپنی رحمتوں کے دروازے بھی کھول دے گا۔ کیونکہ طاعات و عبادات اور دعا و استغفار میں مشغول ہونا، خیر و برکت اور وسعتِ رزق کا سبب ہوتا ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔

وہ تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا وہ تمہیں مال و دولت بکثرت عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بہائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ جب ہماری جانب سے دعا و استغفار اور تضرّع وزاری اور تواضع و خاکساری کا اظہار ہو گا۔ تو رب کریم کی بارگاہ کریم سے نوازشیں ہی نوازشیں ہوں گی۔ اولاد میں اضافہ۔ مال و دولت میں افزونی، سرسبز و شاداب باغات، ریگزاروں میں بہتی ہوئی نہریں، اور وہ سب کچھ بلکہ اس سے سوا، جو تم طلب کرو۔

مسلمانو! بتاؤ اور کیا چاہیئے۔ بڑھو اور بڑھ کر اس دولت کو سمیٹو۔ نمازِ استسقاء اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو مسنون بھی ہے اور بزرگانِ دین کا معمول بھی اور انشاء اللہ حسب وعدۂ الہیہ، بارگاہِ الٰہی میں مقبول بھی۔

ابو داؤد نے ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ کہتی ہیں کہ لوگوں نے حضور کی خدمت میں قحطِ باراں (خشک سالی) کی شکایت پیش کی حضور نے منبر کے لیے حکم فرمایا۔ عید گاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اُس روز سب لوگ چلیں۔ جب آفتاب کا کنارہ چمکا۔ اُس وقت حضور تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے۔ تکبیر کہی۔ اور حمدِ الٰہی بجالائے۔ پھر دعا کی اور ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ دعا میں بغل کی سپیدی ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور ردائے مبارک لوٹ دی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اُتر کر، دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت ابر پیدا کیا۔ وہ گرجا اور چمکا اور برسا۔ اور حضور ابھی مسجد سے تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں۔ جب لوگ قحط

Marfat.com

یں مبتلا ہوتے تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے طلبِ باراں کرتے (بارش کی دعائیں مانگتے) عرض کرتے:

"اے اللہ! تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا اب ہم تیری طرف، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عمّ مکرّم کو وسیلہ کرتے ہیں، تو بارش بھیج"۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب یوں کرتے تو بارش ہوتی"۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں، حضور آگے ہوتے اور ہم حضور کے پیچھے صفیں باندھ کر دعا کرتے۔ اب کہ یہ میسّر نہیں، حضور کے چچا کو آگے کر کے دُعا کرتے ہیں، کہ یہ بھی توسّل حضور سے ہے۔ صورۃً میسّر نہیں تو معنیً۔ (بہار شریعت)

ایک نفیس حدیث شریف

ایک اعرابی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ؎

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَآءُ تَدْمِیْ لِبَانُھَا	وَقَدْ شُغِلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَاَلْقَتْ بِکَفَّیْھَا الْفَتٰی لِاسْتِکَانَۃٍ	مِنَ الْجُوْعِ ضَعْفًا لَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِیْ
وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا	وَاَیْنَ فِرَارُ الْخَلْقِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

یعنی ہم درِ دولت پر شدّتِ قحط کی، ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں اُن کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث، خادم رکھنے کی طاقت نہیں، کام کاج کرتے کرتے اُن کے سینے شق ہو گئے، اُن کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے۔ مائیں بچّوں کو بھول گئی ہیں۔ جوانِ قوی کو اگر کوئی لڑکی، دونوں ہاتھوں سے دھکّا دے تو ضعفِ گرسنگی سے، عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی۔ اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔ اور خود مخلوق کو، جائے پناہ ہے ہی کہاں؟ مگر رسولوں کی بارگاہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم"۔

Marfat.com

یہ فریاد سن کر، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً بنہایت عجلت منبرِ اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دستِ مبارک بلند فرما کر، اپنے رب عزّ و جل سے پانی مانگا۔ ابھی وہ مبارک ہاتھ، جھک کر، گلوئے پُر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ امڈا اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا ہمارے گرد برس، ہم پر نہ برس" فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا اور اُس پاس گھِر اتھا۔

یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خندۂ دنداں نما کیا (اس شانِ محبوبی سے مسکرائے کہ دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے) اور فرمایا، اللہ کے لیے خوبی، ابو طالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں اُس کے اشعار سنائے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے عرض کی، یا رسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعتِ اقدس میں عرض کئے تھے کہ ؎

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ — ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

تَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ — فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

یعنی وہ گورے رنگ والے کہ اُن کے منہ کے صدقے میں، ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ۔ بیواؤں کے نگہبان، بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں۔ اُن کے پاس، اُن کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں"۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَجَلْ ذٰلِكَ اَرَدْتُ۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی"۔

یہ حدیثِ نفیس بحمد اللہ تعالیٰ از اول تا آخر، شفائے مومنین و شقائے منافقین ہے۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ ہمارے مقصود ہیں کہ:

۱۔ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔

۲۔ خلق کے لیے جائے پناہ نہیں، سوا بارگاہِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے۔

Marfat.com

۳۔ وہ گورے رنگ والا پیارا، جس کے چاند سے منہ کے صدقہ میں مینہ اترتا ہے۔

۴۔ وہ یتیموں کا محافظ۔

۵۔ وہ بیواؤں کا نگہبان۔

۶۔ وہ ملجا و ماویٰ کہ بڑے بڑے، تباہی کے وقت، اس کی پناہ میں آکر، اُس کی نعمت، اس کے فضل سے چین کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔

چند مسائل متعلقہ

۱۔ استسقاء، دعاو استغفار کا نام ہے۔ استسقاء کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ مگر جماعت اس کے لیے سنت نہیں۔ چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا۔ دونوں طرح اختیار ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ استسقاء کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر، فروتنی، کسرنفسی اور خشوع و خضوع کے ساتھ، سر برہنہ پیدل جائیں۔ پا برہنہ ہوں تو اور بہتر۔ جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ توبہ و استغفار کریں۔ تین دن پہلے سے روزے دار ہوں اور بھی موجب رحمت ہے۔ پھر میدان میں جائیں اور وہاں دل سے توبہ و استغفار کریں۔ جن کے حقوق ذمہ پر ہیں سب ادا کریں یا معاف کرائیں۔ کمزوروں، بوڑھوں، بوڑھیوں اور بچوں کے توسل سے دُعا کریں اور سب آمین کہیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے سب اسباب مہیا کریں۔ اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور بارگاہِ خداوندی میں نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر، روتے ہوئے دُعا کریں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ہَلْ اَتَاکَ پڑھے۔ اور نماز کے بعد، زمین پر کھڑا ہو کر دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے جیسا کہ جمعہ میں معمول ہے۔

Marfat.com

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں، دعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر الٹ دے۔ یعنی اُوپر کا کنارہ نیچے، اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فالِ حسن ہے۔ خطبہ سے فارغ ہو کر، لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دعا کرے۔ بہتر وہ دعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں۔ مثلاً

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَسْقِ عِبَادَكَ وَبَھِیْمَتَكَ ۝ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ ۝

"اے اللہ تو اپنے بندوں اور چوپاؤں کو سیراب کر۔ اور اپنی رحمت کو پھیلا۔ اور اپنے مُردہ شہر کو زندہ کر۔"

۲۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ ۝

"اے اللہ ہم کو سیراب کر پوری بارش سے۔ جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو نافع ہو ضرر نہ کرے۔ جلد ہو یا دیر میں نہ ہو۔"

دعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست جانبِ آسمان رکھے (عالمگیری وغیرہ) اور اگر جانے سے پیشتر ہی بارش ہو گئی جب بھی جائیں اور شکرِ الٰہی بجا لائیں اور بارش میں کچھ دیر ٹھہریں کہ بدن پر پانی پہنچے۔

۳۔ کثرت سے بارش ہو کر نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دعا کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ دعائیں جو احادیث میں وارد ہیں جو وہ جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں۔

قضا نماز

جن احکامِ شرعیہ کے لیے اوقات مقرر ہیں، اُن کی تعمیل و بجا آوری، اُسی وقتِ معیّن میں ہو تو شرعًا اسے ادا کہتے ہیں۔ اور وقت گزر گیا اور اپنی لاپرواہی یا سستی یا کسی عذرِ واقعی کے باعث، اُس حکمِ شرعی کی وقت میں تعمیل نہ ہو سکی تو وقت گزر جانے کے بعد، اُسے عمل میں لانا قضا کہلاتا ہے۔

Marfat.com

.. صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں۔ قصور تو بیداری میں ہے۔ یعنی اتفاقاً نماز کے وقت نیند آگئی یا آنکھ نہ کھلی۔ اور وقت بھی گزر گیا تو ایسی حالت میں بندے پر مواخذہ نہیں۔ یوں ہی بھول گیا اور دھیان ہی نہ رہا کہ نماز ابھی نہیں پڑھی اور جب یاد آیا تو وقت گزر چکا تھا تو ایسی صورت میں بفضلِ الٰہی اس بندے سے مواخذہ نہ ہوگا۔ قضا پڑھ لے مطالبۂ شرعیہ سے سبکدوش ہو جائے گا۔

اور بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ، اور قابلِ عقاب جرم ہے۔ بندہ پر فرض ہے کہ جلد از جلد اس سے فراغت پا لے۔ اور اپنی کوتاہی پر نادم و شرمسار ہو کر سچے دل سے توبہ کرے اور امید رکھے کہ توبہ سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔ مگر توبہ صحیح اُسی وقت ہے کہ اس کی قضا پڑھ لے اور فرمانبرداروں میں اپنا نام لکھائے۔ قضا نہ پڑھنا اور زبان سے "توبہ ہے یا اللہ میری توبہ ہے" کہے جانا توبہ نہیں کہ وہ حکمِ شرعی جس کی تعمیل اُس پر لازم تھی، علیٰ حالہٖ اُس کے ذمہ پر باقی ہے۔ اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ "گناہ پر قائم رہ کر، استغفار کرنے والا اُس کے مثل ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

نماز کا مطلقاً ترک، تو سخت ہولناک چیز ہے۔ نماز دیدہ و دانستہ قضا کر کے، پڑھنے والوں کو فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وقت گزار کر پڑھنے اُٹھتے ہیں"۔

جہنم میں ایک وادی ہے جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔ اس کا نام "ویل"

Marfat.com

ہے۔ قصداً نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق ہیں۔

اور نمود و نمائش کی نمازیں پڑھنے والے

بھی، اس زمرے میں شامل ہیں بلکہ جرم و گناہ میں، ایسوں سے بدتر۔ ان کی بدنصیبی کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ بندوں کے حقوق ضائع کرتے کرتے، ان کی جراءت و بیباکی اور دیدہ دلیری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ حقوق اللہ تلف کرتے بھی ذرا نہیں شرماتے۔ کوئی نیک کام بھی کرتے ہیں تو محض اس نیت سے کہ لوگوں میں ان کی تعریف ہو۔ انہیں نیک پندار، نیکو کار، نیک کردار جانا اور سمجھا جائے۔ اور ان سے بڑھ کر ہیں وہ بدنصیب کہ اگر کہیں نمازیوں میں پھنس گئے اور جان چھڑائے نہ بنی تو دکھاوے کی نماز پڑھنے ہی کھڑے ہو گئے کہ اگر کوئی دیکھنے والا، ٹوکنے والا موجود نہ ہوتا تو پڑھتے بھی نہیں۔ ہضم کر جاتے۔

حدیث شریف میں فرمایا کہ:

"یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے کہ عصر کے وقت بیٹھا، سورج کو دیکھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے۔ (یعنی غروب کا وقت قریب آجاتا ہے) تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ جن میں اللہ کو کم ہی یاد کرتا ہے۔" (بخاری وغیرہ)

جب تنگ وقت میں ادا کرنے والوں کو، منافق فرمایا کہ یہ علاماتِ نفاق سے ہے تو محض ریا و نمود و نمائش اور دکھاوے کی پڑھنے والے، کس زمرے میں آئیں گے۔ یہ وہ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ مولائے کریم سچی بندگی کی توفیق ہم مسلمانوں کو عطا فرمائے۔ آمین

چند ضروری مسائل

۱۔ فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب۔ اور فجر کی سنتیں، جب کہ

Marfat.com

فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور زوالِ آفتاب سے پہلے ادا کرے۔ اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ ان کی قضا سنّت ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ جو نماز جیسی فوت ہوئی تھی۔ اُس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی۔ مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالتِ اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ (عالمگیری)

۳۔ پانچویں فرضوں میں باہم، اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب اور عشا، پھر وتر پڑھے۔ خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا، بعض قضا۔ مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر پھر عصر پڑھے۔ یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے۔ اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

۴۔ قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی۔ اب قضا نماز یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی۔ اور وقتیہ پڑھتے ہوئے قضا نماز یاد آ گئی تو وقتیہ گئی۔ اور جو شخص باہمی ترتیب کی فرضیت سے ناواقف ہے اُس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)

۵۔ چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی نماز کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں۔ اب اگر وقت کی گنجائش اور یاد کے، وقتی پڑھے گا ہو جائے گی۔ (درمختار)

۶۔ جتنی نمازیں قضا تھیں، سب پڑھ لیں تو اب پھر صاحبِ ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہو گی تو سابقہ شرطوں کے موافق، اُسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہو گی۔ (درمختار)

Marfat.com

۷۔ جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں، اگرچہ اُن کا پڑھنا، جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچّوں کی خورد ونوش، اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے۔ لہٰذا کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اُس میں قضا پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔ ہاں قضا نمازیں، نوافل سے اہم ہیں۔ یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے۔ انہیں چھوڑ کر اُن کے بدلے قضا نمازیں پڑھے تاکہ بری الذّمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ نہ چھوڑے۔ (درمختار، ردالمحتار)

۸۔ عورت کی ایک نماز قضا ہو گئی۔ اُس کے بعد حیض آ گیا۔ تو حیض سے پاک ہو کر پہلے قضا پڑھ لے پھر وقتی پڑھے۔ اگر قضا یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گی تو نہ ہو گی۔ جب کہ وقت میں گنجائش ہو۔ ورنہ تنگیٔ وقت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری)

۹۔ قضا کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں۔ عمر میں جب بھی پڑھے گا۔ بری الذمہ ہو جائے گا۔ مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت، کہ ان وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا۔ یوں ہی سجدۂ تلاوت بھی ناجائز ہے۔

(عالمگیری۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

طلوعِ آفتاب سے مراد، آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے بیس۲۰ منٹ تک ہے اور غروب سے مراد، آفتاب ڈوبنے تک ہے یہ وقت بھی بیس۲۰ منٹ ہے۔ اور زوال سے مراد نصف النہار ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس کی مقدار تقریباً زوال سے ۴۰ منٹ قبل تک ہے۔

۱۰۔ جس کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ اور انتقال کر گیا۔ تو اگر وصیّت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو مال متروکہ کی ایک تہائی (⅓) سے ہر فرض و وتر کے بدلے، بقدرِ صدقۂ فطر یعنی تقریباً دو کلو گیہوں، یا اُن کا آٹا یا اُن کی قیمت، ادا کریں۔ یعنی عام بازاری

Marfat.com

نرخ سے۔ اور مال تو چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے یا مال چھوڑا ہی نہیں اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اُسے ہبہ کردے اور یہ قبضہ بھی کر لے۔ پھر یہ مسکین کو دے۔ یوں ہی لوٹ پھیر کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر وصیّت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطورِ احسان و تبرع فدیہ دینا چاہے تو دے کر اس کا بھی بھلا ہے اور اس کا بھی۔ (درمختار وغیرہ)

۱۱۔ میّت نے ولی کو اپنے بدلے، نماز پڑھنے کی وصیّت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ یوں ہی اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔ (درمختار)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دے دیتے ہیں۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔ (بہار شریعت)

اصل میں جہّال کا خیال ہے کہ قرآنِ عظیم بے بہا چیز ہے۔ اس کی قیمت کون لگا سکتا ہے تو اگر لاکھوں کفّارے ہوں ایک مصحف میں سب ادا ہو جائیں گے۔" عوام نے سچ کہا کہ وہ بے بہا ہے اور غلط سمجھا کہ اس کی قیمت حد سے سوا ہے۔ بلکہ وہ بے بہا بایں معنی ہے کہ مالیّت سے پاک و ماوراء ہے۔ بایں معنی وہ کفّارہ نہیں ہو سکتا کہ کفّارہ مال سے ہوتا ہے اور وہ مال نہیں یعنی قرآن وہ مال نہیں کہ کفّارہ بن سکے۔ اور جو مال ہے یعنی کاغذ و جلد، وہ بے بہا نہیں کہ عمر بھر کی نماز روزوں کا بدلہ ہو سکے۔ اسے یوں سمجھئے کہ جیسے زید پر کسی کے لاکھ روپے آتے ہوں۔ وہ اُس کے بدلے ایک روپیہ کا مصحف شریف بلکہ معمولی قیمت کا کوئی پارہ دے کر ادا ہونا چاہئیے۔ بلکہ ایک آیت، بلکہ ناخن برابر کاغذ پر ایک اسم "اللہ" لکھ کر

Marfat.com

دے دیجئے اور لاکھوں کروڑوں کا قرضہ اتار دیجئے کہ دنیا و مافیہا ایک اسم جلالت کی قیمت نہیں ہو سکتی۔

تو جس طرح بندوں کے دَین (قرض) میں یہ حیلہ پیش نہیں کیا جاتا، ویسے ہی رب العزت عزّ جلالہ کے دَین میں۔ لہذا اُس مصحف کی وہی قیمت، فدیہ میں دینی معتبر ہو گی جتنے پر وہ بازار میں ہدیہ ہو۔ اور کفّارہ ادا ہو گا تو صرف اتنے ہی نماز روزوں کا ادا ہو گا۔ جو ان داموں کے مقابل ہوں۔ دس بیس پچاس سو روپے کی مالیّت کی چیز سے، عمر بھر کی نماز روزوں کا کفّارہ کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

قضا نمازوں میں آسانی و تخفیف

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہے۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ پھر یہ کام ایسا مشکل بھی نہیں۔ ایک دن رات کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ سترہ فرض کی اور تین وتر کی ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اُس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔

اور قضا میں اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرے۔ پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب اور پھر عشاء کی نماز۔ یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے مثلاً فجر کی فجر میں، ظہر کی ظہر میں اور ان نمازوں کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔ اور وہ سب، بقدرِ طاقت، رفتہ رفتہ جلد ادا کرے۔ کاہلی نہ کرے کہ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

اور نیّت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ "سب سے پہلی جو فجر سے قضا ہوئی اس کی میں نے نیّت کی" ہر دفعہ یہی کہے۔ جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے وہ ادا ہو گی۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں

Marfat.com

نیت کرے۔

جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں، اُس کے لیے صورتِ تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ بھری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختصر سورتیں مثلاً الم ترکیف سے آخر تک یا مختصر تین آیتیں جیسے سبحان ربک رب العزت الی آخرہ پڑھے۔ اور خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف پڑھنے کے تین بار سبحان اللہ کہے۔ اگر ایک بار بھی کہہ لے گا۔ فرض اتر جائے گا۔

نیز تسبیحاتِ رکوع وسجود میں، صرف ایک ایک بار، سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لینا کافی ہے۔ اور تشہد کے بعد، دونوں درود شریف کی بجائے اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد و آلہٖ کہنا کافی ہے۔ اور وتروں کی قضا میں دعائے قنوت کی بجائے ربِّ اغفرلی کہہ لے۔ واجب ادا ہو جائے گا۔

ہاں ہر ایسا شخص جس کے ذمّہ نمازیں باقی ہیں، چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔ یوں ہی وتر کی قضا میں تیسری رکعت میں قنوت کے لیے صرف زبان سے اللہ اکبر کہے ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں۔

اب فرض کر لیجئے کہ آدمی نے پکّا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے دم لوں گا اور اسی عالت میں کہ وہ ان نمازوں کی قضا میں مصروف تھا یعنی آغاز کر چکا تھا۔ مثلاً ایک ہی دن کے بعد اُس کا انتقال ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے اُس کی سب نمازیں ادا کر دے گا کہ فقد وقع اجرہ علی اللہ (ملفوظات وغیرہ)

بیمار کی نماز

حدیث شریف میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ نماز کس طرح پڑھوں۔ فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو" اگر

Marfat.com

استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر۔ اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر۔ اللہ تعالےٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اتنی کہ اُس کی وسعت ہو۔" اس حدیث کو امام مسلم کے سوا، تمام محدثین نے روایت کیا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے آپ نے تکیہ کو پھینک دیا۔ اُس نے ایک لکڑی لی کہ اُس پر نماز پڑھے۔ اُسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا "زمین پر نماز پڑھے، اگر استطاعت ہو، ورنہ اشارہ کرے۔ اور سجدہ کو رکوع سے پست کرے۔ (بزار۔ بیہقی)

چند مسائل فقہیہ

۱۔ اگر کوئی شخص اس قدر بیمار و نحیف و نزار ہے کہ کھڑے ہو کر، نماز پڑھنے پر قادر نہیں اُسے اجازت و رخصت ہے کہ اپنی نماز بیٹھ کر، رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرے۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں۔ بلکہ مریض کو جس طرح بیٹھنے میں آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو تو یہ بہتر (درمختار)

۲۔ اگر اپنے آپ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو مگر کوئی بٹھا دے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے گا، تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی اور چیز یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو اب لیٹ کر پڑھے۔ (عالمگیری وغیرہ)

۳۔ بیٹھ کر نماز پڑھ نہ سکے تو اب لیٹ کر نماز پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے۔

(۲) چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے تاکہ قبلہ، چہرہ کے مقابل رہے۔ مگر پاؤں

Marfat.com

نہ پھیلائے کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کرلے تاکہ منہ قبلہ کو جائے۔ اور یہ صورت افضل ہے۔ اور بہر دو صورت، رکوع و سجود کے لیے سر سے اشارہ کرے۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ، رکوع سے زیادہ پست ہونا ضروری ہے۔ اور سجدے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھاکر، اُس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ خود اُس نے وہ چیز اُٹھائی ہو یا دوسرے نے۔

(عالمگیری درمختار)

۵۔ اگر مریض اتنا نڈھال اور بےجان ہے کہ سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے۔ پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو اُن کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں۔ ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔ اگرچہ اتنی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔ (درمختار وغیرہ)

۶۔ بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں، اب اچھا ہو کر انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں۔ اُس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا۔ اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں۔ بیماری میں انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ہو جائے گی۔ صحت کی سی پڑھنا اُس پر واجب نہیں۔ (عالمگیری)

۷۔ آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان کہ ظاہراً دیندار ہے۔ اس نے لیٹے رہنے کا حکم دیا ہے تو لیٹ کر، اشارے سے نمازیں پڑھے۔ (درمختار)

تنبیہہ ضروری

مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ

Marfat.com

شرعِ مطہر نے کسی حالت میں بھی، سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔

آج کل عوام الناس میں جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں۔ انہیں دیکھا جاتا ہے کہ بخار کی ذرا شدت ہوئی، نماز چھوڑ دی۔ درد ذرا بڑھا، نماز غائب کر دی معمولی تکلیف ہوئی مثلاً کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی۔ بلکہ بعض تو معمولی دردِ سر اور نزلہ زکام میں نمازیں ہضم کر جاتے ہیں۔

یوں ہی آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی۔ حالانکہ یہی لوگ اسی حالت میں، دس دس پندرہ پندرہ منٹ کھڑے کھڑے غپ شپ میں اپنا وقت گزار دیتے ہیں۔ نماز کے لیے یہ بے حسی، مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ عذر وہی ہوتا ہے جو شرعاً مقبول و معتبر ہو۔ اور اسی پر حکم شرعی کا مدار ہے۔ اسی پر تخفیف و آسانی ہے۔ ورنہ نہیں۔

مسافر کی نماز

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔"

چند ضروری تشریحات

۱۔ آیتِ کریمہ میں فی الارض سے مراد یہ نہیں کہ سفر صرف خشکی ہی میں ہو تو قصر ہے

Marfat.com

بلکہ ارض کا لفظ برّ و بحر کے لیے عام و مشترک ہے اور مقصد یہ ہے کہ سفر کوئی سا بھی ہو۔ برّی و بحری ہو یا فضائی۔ حکمِ قصر ہر سفرِ شرعی کے لیے ثابت ہے۔

۲۔ لیس علیکم جناحٌ کے الفاظ سے بادی النظر میں، رکعاتِ نماز میں کمی کر دینا، ایک گناہ کی چیز معلوم ہوتی ہے اور وسوسہ ضرور دلوں میں اس کا گزرا ہو گا۔ لیکن اطمینان رکھنا چاہیئے کہ اس میں مضائقہ نہیں۔ یہ رخصت، اللہ کی طرف سے دی جا رہی ہے۔

۳۔ من الصلوٰۃِ قصر ہر نماز میں نہیں بلکہ بعض نمازوں میں ہے۔ یعنی مکتوب یا فرض نماز۔ یعنی چار رکعت والی تینوں نمازیں۔ ظہر عصر اور عشاء کہ ان میں فرض کی رکعتیں دو دو رہ جاتی ہیں۔

۴۔ اِن خفتمُ۔ آیتِ کریمہ میں یہ آخر کا فقرہ، جیسا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل گواہ ہے اور سارے اہلِ علم، بجز خوارج کے، اس پر متفق ہیں، نماز میں قصر کے لیے بطورِ شرط کے نہیں کہ صرف اسی حالت میں نماز قصر کی جائے۔ بلکہ اس فقرہ میں نزولِ آیت کے وقت سفر اندیشوں سے خالی نہ ہوتے تھے۔ اس لیے آیت میں اس کا ذکر، بیانِ حال ہے۔ شرطِ قصر نہیں۔ کہ نماز میں قصر کا حکم ہر سفر کے لیے عام ہے۔ صحابۂ کرام کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے تھے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ یعلی ابن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی کہ اللہ عزّ و جل نے تو یہ فرمایا:

اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنۡ خِفۡتُمۡ۔

کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو۔

اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیئے) فرمایا:

Marfat.com

" اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ ارشاد فرمایا۔ یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا۔ اُس کا صدقہ قبول کرو۔"

حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سفر میں نمازِ قصر مستحب نہیں روا جب ہے۔ اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کا رد کرنا لازم آتا ہے۔ لہٰذا قصر ضروری ہے۔ اور اُس کے حق میں، دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ قصداً چار پڑھے گا تو واجب کا ترک کرنے والا اور گناہگار قرار پائے گا۔"

چند مسائل متعلق بہ نمازِ سفر

۱۔ جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے، اُس کی ادنیٰ مدت، تین رات دن کی مسافت ہے۔ جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہے اور شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے لیے بستی سے باہر ہو (عامۂ کتب)

۲۔ مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں۔ تین دن کی راہ کو تیز سواری پر، دو دن یا کم میں بلکہ چند گھنٹوں میں طے کرے تو مسافر ہی ہے۔ اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو مسافر نہیں۔ نہ نماز ہی میں قصر کی اسے اجازت ہے۔ (عالمگیری)

۳۔ سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو۔ اور ارادہ بھی متصل سفر کا ہو۔ اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلا یا یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کام کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا۔ تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا۔ اور یہ شرعاً مسافر نہ ہوا۔

Marfat.com

اور خشکی میں میل کے حساب سے تین منزلوں کی مقدار تقریباً ۵۷ ۱/۲ میل ہے۔
(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۴۔ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ (عالمگیری)

۵۔ مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں واپس نہ پہنچ جائے۔ یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے۔ البتہ اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر ہی واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار)

۶۔ مسافر کسی کام کے لیے، یا ساتھیوں کے انتظار میں، دو چار روز، یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا، یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا۔ اور دونوں صورتوں میں، اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب بھی مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے گا۔ (عالمگیری وغیرہ)

۷۔ ادا و قضا دونوں میں مقیم، مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے۔ امام کے سلام کے بعد، اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے۔ اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے۔ بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے (درمختار وغیرہ) گویا کہ یہ معنیً امام کی اقتداء میں ہے۔

۸۔ امام مسافر ہو تو اُسے چاہیئے کہ شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کردے اور شروع میں نہ کہا تو بعد نماز کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کرلو۔ میں مسافر ہوں۔ (درمختار) اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ جو لوگ اُس وقت موجود نہ تھے انہیں بھی معلوم ہو جائے۔ (بہار شریعت)

۹۔ قصر کرنے یا پوری نماز پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جب کہ پڑھ نہ چکا ہو۔ فرض کرو کہ کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہو گیا تو قصر۔ اور مسافر تھا اور اُس نے اس وقت

Marfat.com

اقامت کی نیت کی تو اب پوری چار پڑھے۔ (درمختار)

۱۰۔ جس نے اقامت کی نیت کی۔ مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں۔ مثلاً حج کو گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکہ معظمہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے۔ کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ ضرور جائے گا۔ (عالمگیری)

وطنِ اصلی اور وطنِ اقامت کے مسائل

۱۔ وطن دو قسم ہے۔ ۱ وطن اصلی اور ۲ وطنِ اقامت

وطنِ اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں۔ یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ اب وہاں سے نہ جائے گا۔

وطنِ اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اُس سے زیادہ، متواتر وہاں ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔ (عالمگیری)

۲۔ مسافر کہیں شادی کر لے۔ اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہو گیا۔ اور دو شہروں میں اس کی دو بیویاں رہتی ہیں۔ اب دوسری جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ (ردالمحتار)

۳۔ ایک جگہ آدمی کا وطنِ اصلی ہے۔ اب دوسری جگہ اُس نے وطنِ اصلی بنا لیا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں۔ ورنہ پہلا اصلی نہ رہا۔ خواہ اُن دونوں کے درمیان مسافتِ سفر ہو یا نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ ایک وطنِ اقامت، دوسرے وطنِ اقامت کو باطل کر دیتا ہے۔ یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا۔ پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا، تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی۔ یوں ہی وطنِ اقامت

Marfat.com

وطنِ اصلی وسفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۵۔ اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا۔ اور پہلی جگہ مکان واسباب وغیرہ باقی ہیں۔ تو وہ بھی وطنِ اصلی ہے۔ (عالمگیری)

۶۔ مسافر جب وطنِ اصلی میں پہنچ گیا۔ سفر ختم ہو گیا اگرچہ نیتِ اقامت نہ کی (عالمگیری)

۷۔ نوکر کی اپنی نیت شرعاً معتبر نہیں یعنی جب کہ آقا و افسر کے ساتھ ہو۔ ورنہ خود نوکر کی نیت معتبر ہے۔ یوں ہی ہر شخص جو دوسرے کا تابع ہو، اس کی اپنی نیت کا اعتبار نہیں۔ بلکہ جن کے تابع ہیں اُن کی نیتوں کا اعتبار ہے۔ وہ مقیم تو یہ بھی وہ مسافر تو یہ بھی مسافر (درمختار وغیرہ)

سرکاری ملازمین کے دورے

سرکاری افسران، خواہ اُن کا قیام وطنِ اصلی میں ہو یا وطنِ اقامت میں، ان کا دورہ غالباً اس صورت کا ہوتا ہے کہ آٹھ آٹھ دس دس میل کی نیت سے چلتے ہیں۔ اور ایک جگہ پہنچ کر پھر دوسرے مقام کو روانہ ہوتے ہیں۔ یہ حالت، حالتِ سفر نہیں۔ اگرچہ اُس میں سو میل یا زیادہ کا فاصلہ طے ہو جائے۔ بلکہ بے ارادۂ مدتِ سفر اگر ہزار کوس دورہ کرے، مسافر نہ ہو گا اور قصر نہ کر سکے گا۔ یوں ہی واپسی میں۔ ہاں اگر جانے، خواہ آنے میں، کسی محلِ اقامت سے، بالخصوص ایسی جگہ کے عزم پر چلیں جو وہاں سے مدتِ سفر پر ہو تو سفر متحقق اور قصر واجب ہو گا۔

یہیں سے سیاحت پر جانے والوں بلکہ واعظوں کا حکم بھی واضح ہو گیا کہ شہر شہر، قریہ قریہ، چند چند میلوں کے فاصلے پر گشت کرنا، سیر دیکھنا، یا ہر جگہ وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے کمانا مقصود ہوتا ہے۔ محلِ اقامت سے، مدتِ سفر پر کوئی مقام خاص، مقصود بالذات نہیں ہوتا۔ تو یہ مسافر نہ ہوں گے۔ اگرچہ سارے ملک میں پھر آئیں (فتاویٰ رضویہ)

Marfat.com

وعظ کا پیشہ

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کسی سچے عملِ دینی کو ذریعۂ دنیا طلبی بنانا، حرماں نصیبی اور سخت محرومی ہے۔ یعنی کسی سچے عملِ دینی کے ذریعے سے بھی دنیا نہ مانگے کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے۔ جیسے بعض فقراء کہ حج کر آتے ہیں، جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر کبھی پک نہیں چکتا۔ حدیث میں آیا جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے، اس کا چہرہ مسخ کر دیا جائے اس کا ذکر مٹا دیا جائے اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے۔ اور اسی میں داخل ہے "وعظ کا پیشہ" کہ آجکل نہ کم علم بلکہ بہت، نرے جاہلوں نے کچھ اُلٹی سیدھی اُردو، دیکھ بھال کر، حافظہ کی قوت، دماغ کی طاقت اور زبان کی طلاقت (روانی) کو شکارِ مردم کا جال بنایا ہے۔ عقائد سے غافل، مسائل سے جاہل، اور وعظ گوئی کے لیے آندھی۔ ہر جامع ہر مجلس، ہر مجمع ہر میلے میں، غلط حدیثیں، جھوٹی روایتیں، الٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہو جائیں گے۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے جو بن سکا کمائیں گے۔

اوّل تو انہیں وعظ کہنا حرام قطعی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جو بے علم، قرآن کے معنیٰ میں کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"

(ترمذی)

دوسرے اُن کا وعظ سننا حرام۔ تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے تیسرے وعظ و پند کو، جمعِ مال یا رجوعِ خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود و سنّتِ نصاریٰ و یہود ہے۔ اور مدار نیت پر ہے۔ اور اللہ عزّ و جل علیم بذاتِ الصدور ہے۔

(احسن الوعاء)

Marfat.com

جمعہ و نماز جمعہ

اللہ عزّ و جلّ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۔

"اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو، جمعہ کے دن، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو"

چند تشریحی اشارے

۱۔ یاایھا الذین اٰمنوا اے ایمان والو! خطاب اگرچہ بظاہر تمام اہلِ ایمان سے ہے۔ لیکن اس کے عموم سے وہ لوگ خارج ہیں، جن پر جمعہ فرض ہی نہیں۔ آپا ہج مرد، عورتیں اگرچہ تندرست و توانا ہوں، نابالغ بچے، ایسے مریض کہ مسجد جامع تک بلا تکلف نہ جا سکتے ہوں اور مسافر، اس خطاب سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ اذا نودیَ جب نماز کی اذان ہو۔ اس اذان سے مراد، اذانِ اوّل ہے نہ کہ اذانِ ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے۔ وجوبِ سعی اور ترکِ بیع و شرا اسی اذانِ اوّل سے متعلق ہے۔ اگرچہ یہ اذان، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اضافہ کی گئی۔

۳۔ فاسعوا۔ دوڑو۔ سعی یہاں اپنے لفظی معنی میں یعنی دوڑنے کے مرادف نہیں۔ اور دوڑنے سے بھاگنا مراد ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے اہتمام اور تیاری شروع کر دو۔ اور جلدی جلدی نماز کے لیے مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرو۔

۴۔ ذکر اللہ جمہور کے نزدیک یہاں ذکر سے مراد خطبہ ہے یا خطبہ و نماز دونوں۔

Marfat.com

۵۔ ذروا البیع خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہاں خرید و فروخت کا ذکر محض مزید تاکید و اہتمام کے لیے ہے۔ ورنہ حکم فقہی میں تخصیص کچھ بیع و تجارت ہی کی نہیں کہ صرف خرید و فروخت چھوڑ دو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ دنیا کے تمام مشاغل، اور وہ ساری مصروفیات جو ذکرِ الٰہی سے غفلت کا باعث ہوں، سب کو چھوڑ دیا جائے۔ کہ ادھر مؤذّن کے منہ سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو اور اُدھر ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ دنیا کے جس حال اور جس مشغلہ میں ہو، سب کو چھوڑ چھاڑ، مسجدِ جامع کا رخ کرے اور نمازِ جمعہ کی تیاری و اہتمام میں لگ جائے۔ گویا یہ مسلمان ہفتہ وار، اجتماعی شان و شوکت کا مظاہرہ ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی اس کی پابندی لازم ہو جاتی ہے۔

۶۔ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ یعنی اس حکم کی پابندی، مسلمان کے حق میں دینی اور دنیاوی ہر اعتبار سے بہتر ہے۔ شخصی اور انفرادی حیثیت سے بھی۔ قومی و اجتماعی حیثیت سے بھی اور دنیاوی و مادّی اعتبار سے بھی۔ کہ یہ تنظیم امت کا بہترین ذریعہ ہے اور آخرت کا نفعِ باقی، تو دنیا کے ہر فانی نفع سے کہیں زیادہ خیر اور قیمتی ہونا، ہر مسلمان پر روشن ہے۔

۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔
مقصود یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اب تمہارے لیے جائز ہے۔ کہ طلبِ معاش وغیرہ اپنے کاروبار اور دوسرے مشاغل میں مصروف ہو جاؤ کہ اب کوئی حرج نہیں۔ وہ ممانعت کا حکم اٹھا لیا گیا ہے۔ جو نمازِ جمعہ کے احترام میں دیا گیا تھا۔

فضائلِ جمعہ میں چند احادیثِ کریمہ

جمعہ کا روز سیدالایّام ہے۔ جس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ ارشاد

Marfat.com

نبوی ہے۔

۱۔ بہتر دن کہ آفتاب نے اُس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کئے گئے۔ اور اسی روز جنت میں داخل کئے گئے۔ اور اسی روز، جنت سے اترنے کا اُنہیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔

(مسلم ابو داؤد وغیرہ)

۲۔ تمہارے افضل دنوں سے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی روز انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (یعنی دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صَعْقَہ ہے (یعنی پہلی بار صور پھونکا جانا) اس دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا۔ جب حضور انتقال فرما چکے ہوں گے؟ فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

(ابو داؤد و نسائی)

۳۔ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے، وہ اُسے دے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

۴۔ جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس ۲۴ گھنٹے ہیں۔ کوئی گھنٹہ ایسا نہیں، جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہو گیا تھا۔ (ابو یعلیٰ)

۵۔ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچائے گا۔ (احمد و ترمذی)

۶۔ جمعہ کی رات، روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن۔ (بیہقی)

۷۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

Marfat.com

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

اُن کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا اُس نے کہا "یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید بناتے" ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری۔ جمعہ اور عرفہ کے دن۔ (ترمذی)

یعنی ہمیں اُس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزّوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس وقت (دن) دُوہری عید تھی۔ کہ جمعہ و عرفہ، یہ دونوں دن مسلمانوں کے عید کے دن ہیں۔ اور اُس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔

نماز جمعہ کے چند احکام

۱۔ جمعہ فرضِ عین ہے اور اُس کی فرضیّت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر۔

۲۔ جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔

مِصْر یا فنائے مصر۔ اور مصر یعنی شہر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اُس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں۔ اور وہاں کوئی حاکم رہتا ہو کہ اپنے دبدبہ اور سطوت کے سبب، مظلوم کا ظالم سے انصاف لے سکے یعنی انصاف پر کافی قدرت ہے اگرچہ ناانصافی کرتا ہو۔

اور مصر کے آس پاس کی جگہ، جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اُسے فنائے مصر کہتے ہیں۔ جیسے گھوڑا دوڑ کا میدان۔ فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے۔ اور وہاں جمعہ جائز

Marfat.com

(غنیہ وغیرہا) لہٰذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں، یا ان کی فناء میں۔ اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ البتہ اگر گاؤں دیہات میں، زمانہ قدیم سے جمعہ و عیدین کی نماز ہوتی چلی آ رہی ہے تو اسے بند نہ کریں کہ عوام جس طور، خدا کا نام لیں غنیمت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سلطانِ اسلام[۲] یا اُس کا نائب، جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔

وقتِ ظہر[۳] یعنی وقتِ ظہر میں نماز پوری ہو جائے۔

خطبہ[۴] جب کر سننے والے، خطیب کے سوا تین مرد ہوں۔

جماعت[۵] یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔ اگرچہ وہ بیمار یا مسافر ہوں۔

اذنِ عام[۶] یعنی دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے۔

(عامۂ کتب)

۳۔ جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا۔

شہر[۱] میں مقیم ہونا — صحت[۲] مند و تندرست ہونا

آزاد[۳] ہونا — مرد[۴] ہونا

بالغ[۵] ہونا — عاقل[۶] ہونا

انکھیارا[۷] ہونا۔ تو ہو نابینا از خود بلا تکلف مسجد جامع تک نہ جا سکتا ہو۔ اُس پر جمعہ فرض نہیں۔

چلنے[۸] پر قادر ہونا۔ لہٰذا اپاہج پر جمعہ فرض نہیں۔

قید[۹] میں نہ ہونا — بادشاہ[۱۰] یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا

مینہ[۱۱] یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا۔ یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔ (عامۂ کتب)

Marfat.com

تنبیہات

۱۔ گاؤں کا رہنے والا، شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے خواہ بعد، تو فرض نہیں۔ مگر پڑھے تو مستحقِ ثواب ہے۔ یونہی مسافر شہر میں آیا اور نیتِ اقامت نہ کی تو جمعہ اُس پر فرض نہیں۔ (عالمگیری) مگر شہر میں آکر بلا ضرورتِ شدیدہ اس سے محروم رہنا، بڑی محرومی ہے۔

۲۔ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔ (درمختار وغیرہ)

مگر بلا ضرورتِ شرعیہ بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے جیسا کہ آجکل محلے محلے، گلی گلی ہر مسجد میں جمعہ پڑھنے کا رواج پڑ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ شعائرِ اسلام سے ہے۔ کافر تک جانتے ہیں کہ مسلمان، اس روز شہر کی بڑی مسجد میں۔ جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ تو جمعہ جامعِ جماعات ہے۔ اور بہت سی مسجدوں میں ہو اور وہ بھی کسی شرعی ضرورت واجازت کے بغیر تو وہ شوکتِ اسلامی باقی نہیں رکھتی جو اجتماع میں یعنی شہر کی کسی بڑی مسجد میں اجتماعی طریقہ پر نماز ادا کرنے میں ہوتی۔

ہاں دیہات اور گاؤں میں جہاں زمانۂ قدیم سے نماز جمعہ نہیں ہوتی آئی، وہاں کے رئیسوں یا دو چار سر برآوردہ لوگوں کی خاطر، شوکتِ اسلامی کو بہانہ نہیں بنایا جاسکتا کہ دیہات وقریہ میں یعنی ایسی جگہ، جس پر کسی طرح، شہر کی تعریف صادق نہیں آتی، جمعہ وعیدین قائم کرنا، باتفاقِ ائمۂ حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ممنوع وناجائز ہے کہ جو نماز شرعًا صحیح نہیں اُس میں مشغولیت روا نہیں۔ بالخصوص جمعہ میں اس کے علاوہ اور بھی عدمِ جواز کی وجوہ ہیں کہ جمعہ میں امرِ غیر صحیح میں مشغولیت ہی ناجائز ہونے کی

Marfat.com

وجہ نہیں بلکہ اُس امرِ ناجائز کو، موجبِ شوکتِ اسلام جانا، بلکہ بہ قصد و نیت فرض و واجب ادا کیا اور یہ فسادِ عقیدہ کی طرف قدم ہے۔ جس سے علماء نے، دور رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ جلد سوم)

۳۔ جمعہ و عیدین کی امامت، نمازِ پنجگانہ سے بہت تنگ تر ہے۔ پنجگانہ میں ہر شخص صحیح الایمان، صحیح العقیدہ سُنّی، صحیح القراءۃ اور صحیح الطہارۃ مرد عاقل بالغ جب کہ وہ معذور نہ ہو، امامت کر سکتا ہے۔ یعنی اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ بوجہ فسق وغیرہ، مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو۔ مگر جمعہ و عیدین میں کوئی امامت نہیں کر سکتا اگرچہ حافظ قاری متقی وغیرہ وغیرہ فضائل کا جامع ہو۔ مگر وہ جو بحکمِ شرع، عام مسلمانوں کا خود امام ہو کر بالعموم اُن پر استحقاقِ امامت رکھتا ہو۔ یا ایسے امام کا ماذون، اجازت یافتہ و مقرر کردہ ہو۔ اور یہ استحقاق صرف تین طور پر ثابت ہوتا ہے۔

اوّلاً وہ سلطانِ اسلام ہو۔

ثانیاً جہاں سلطنتِ اسلام نہیں وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنّی صحیح العقیدہ ہو احکامِ شرعیہ جاری کرنے میں سلطانِ اسلام کے قائم مقام ہوتا ہے۔ لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے۔ بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا۔

ثالثاً جہاں یہ بھی نہ ہو وہاں بمجبوری عام مسلمان جسے امام مقرر کر لیں۔

بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود ایسا امام ہو، نہ ایسے امام کا نائب و ماذون و مقرر کردہ۔ اور نہ عام مسلمانوں کا منتخب کردہ عالمِ دین۔ تو ایسے کی امامت ان نمازوں میں اصلاً صحیح نہیں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ عوام بطورِ خود کسی کو امام بنا لیں۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص یا کسی مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کسی کو امام مقرر کر لے اور وہ پوری آبادی کا امام جمعہ و عیدین بن کر، امامت کرے، ایسا جمعہ کہیں

Marfat.com

سے ثابت نہیں۔ اُس شہر کے سُنّی عالموں میں جو سب سے زیادہ فقیہ ہو، نماز کے مثل، مسلمانوں کے کاموں میں اُن کا امام عام ہوا اور بحکمِ قرآنِ عظیم، عوام الناس پر فرض ہے کہ اس کی طرف رجوع ہوں اور اس کے ارشاد پر عمل کریں۔ ورنہ جمعہ کا فرض سر پر رہ جائے گا۔

۴۔ وہ شہر اور قصبے، جن میں، جمعہ کی تمام شرطوں کے پائے جاتے میں کچھ شک و تردّد ہوا اور یہ شک رہے کہ جمعہ ادا ہوا یا نہیں، ایسی جگہ ہمارے علمائے کرام نے حکم دیا کہ وہاں جمعہ پڑھتے وقت، عزم و جزم و یقین کے ساتھ جمعہ کی نیّت کرے پھر دو سنتیں بہ نیتِ سنّت وقت پڑھے۔ اور نمازِ جمعہ امام کی اقتداء میں ادا کرے۔ پھر چار سنّت جمعہ کی بہ نیتِ سنّتِ وقت ادا کرے۔ پھر چار رکعت فرضِ احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ:

"پچھلی وہ ظہر، جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی اُسے ادا کرتا ہوں"۔

خواہ وہ کسی دن کی ہو۔ اس سے زیادہ خیالات پریشان نہ کرے۔ پھر دو سنتیں بہ نیتِ سنتِ وقت پڑھے۔ یوں پڑھنے میں یہ نفع پائے گا کہ اگر شاید، علمِ الٰہی میں، بوجہِ فوتِ بعض شرائط، جمعہ صحیح نہ ہوا ہو گا تو یہ رکعتیں آج ہی کی ظہر ہو جائیں گی کہ اس صورت میں یہی ظہر وہ پچھلی ظہر ہے جس کا وقت اُسے ملا اور ابھی ذمّہ سے ساقط نہ ہوئی۔

اور اگر جمعہ صحیح واقع ہوا تو آج سے پہلے کی جو ظہر اُس کے ذمہ رہی گی وہ ادا ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی ظہر نہ رہی ہو گی تو یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ اسی لحاظ سے جس پر قضائے عمری، ظہر کی نہ ہو یہ چاروں رکعتیں بھری پڑھے کہ اگر نفل ہوئیں اور سورت نہ ملائی تو واجب چھوٹ کر نماز مکروہِ تحریمی ہو گی۔ ہاں جس پر

Marfat.com

قضائے عمری ہے، اُسے پہلی دو میں سورت ملانے کی حاجت نہیں کہ اس کے ہر طرح فرض ہی ادا ہوں گے۔ جمعہ نہ ہوا تو آج کے۔ اور ہوا تو آج سے پہلے کے۔

یہ سب تفصیل واقعہ کے اعتبار سے ہے۔ نمازی کو نیت میں اس شک و تردد کا حکم نہیں کہ نیت اور تردد میں باہمی منافات ہے۔ لہٰذا اسی طرح گول نیت سے، بے خیال تردد یہ چاروں رکعتیں ادا کرے اور واقع کا معاملہ علم الٰہی پر چھوڑ دے۔

۵۔ ان رکعتوں کو ادا کرتے وقت عزم و جزم و یقین، نرے جاہلوں کو ذرا دشوار ہے۔ اور اُن سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس کے سبب کہیں یہ نہ جاننے لگیں کہ جمعہ سرے سے خدا کے فرضوں ہی میں نہیں رہا سمجھنے لگیں کہ جمعہ کے دن دوہرے فرض ہیں۔ دو رکعتیں الگ چار رکعتیں الگ۔ اسی لیے علماء نے فرمایا کہ عوام جاہلوں کو ان کا حکم نہ دیا جائے۔ اُن کے حق میں یہی بہت ہے کہ بعض روایات پر اُن کی نماز ٹھیک ہو جائے گی۔ انہیں ایسی احتیاط کی حاجت نہیں۔ ہاں خواص یعنی جو لوگ اس طرح کی نیت کر سکتے ہوں اور اُن سے وہ اندیشے نہ ہوں۔ وہ یہ احتیاط بجا لائیں تاکہ یقیناً فرض خدا ادا ہو جائے اور شبہ و احتمال کی گنجائش نہ رہے۔

مگر خوب یاد رکھیں کہ یہ حکم اس جگہ کے لیے ہے جہاں جمعہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے میں تردد اور تذبذب ہو۔ گاؤں میں جمعہ اصلاً جائز نہیں تو وہاں اس کی اجازت نہیں کہ ایک ناجائز کام کریں، اور ان چار رکعت احتیاطی سے اس کی تلافی چاہیں۔ (فتاویٰ رضویہ بہار شریعت وغیرہ)

Marfat.com

جمعہ سے متعلق چند آداب

۱۔ اذانِ اوّل سے پہلے نماز کے لیے تیار ہوجانا اور غسل کرنا سنّت ہے۔

۲۔ اچھے اور سفید کپڑے پہننا۔ مسواک کرنا اور تیل و خوشبو لگانا۔

۳۔ اگلی صف میں جگہ ہو تو وہاں اطمینان و وقار سے بیٹھنا۔

۴۔ نفل یا تلاوتِ قرآن یا قرارت درود شریف وغیرہ میں مشغول رہنا۔ البتہ جب امام خطبے کے لیے کھڑا ہو، اُس وقت سے ختم نماز تک، نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ ہاں صاحبِ ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ اور جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے وہ جلد جلد، صحیح طور پر نماز پڑھ لے۔

۵۔ جب خطبہ دیا جائے تو خطیب کی طرف متوجہ رہے۔

۶۔ خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنے تو دل میں درود شریف پڑھے زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں۔ یوں ہی صحابۂ کرام کے ذکر پر، اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم، زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔

۷۔ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب سلام وغیرہ، یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں۔ یہاں تک کہ امر بالمعروف بھی۔ اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھے تو ہاتھ، یا سر کے اشارے سے منع کر سکتا ہے۔

۸۔ خطیب نے مسلمانوں کے لیے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔

۹۔ لوگوں کی گردنیں ہرگز نہ پھلانگے۔ آگے جگہ ہے تو برابر سے نکل کر پڑھے۔

۱۰۔ خطبۂ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے۔ اگرچہ وہ خطبۂ نکاح ہو۔

(درمختار عالمگیری وغیرہ)

Marfat.com

درودِ جمعہ

"سُنّی مسلمانوں کے لیے لازوال نعمت، بیش بہا دولت"

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

بعد نمازِ جمعہ، مجمع کے ساتھ، مدینۂ طیبّہ کی طرف منہ کر کے، دست بستہ، کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں۔ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو، جمعہ کے دن، نمازِ صبح، خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں۔ جہاں کہیں اکیلا ہو تنہا ہی پڑھے۔ یوں ہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں تنہا ہی پڑھیں۔

جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھے گا۔ جو اُن کی عظمت، تمام جہان سے زیادہ، دل میں رکھے گا۔ جو اُن کی شان گھٹانے والوں، اُن کے ذکرِ پاک مٹانے والوں، سے دُور رہے گا، دل سے بیزار ہو گا۔ ایسا جو کوئی مسلمان یہ درود شریف پڑھے گا اس کے لیے بے شمار فائدے ہیں۔ اُس کے لیے عافیت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اُس کی حاجتیں پوری ہوں گی۔ مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ غم دُور ہو جائیں گے۔ اور اس کے رزق میں ترقی ہو گی۔ اللہ تعالےٰ اُس کے دین میں ترقی دے گا اور اس کی اولاد، اور اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرمائے گا۔

قبر و حشر کے ہولوں سے پناہ میں رہے گا۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اُس کے لیے واجب ہو گی۔ حوضِ کوثر پر حاضری نصیب ہو گی۔ قیامت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہو گا۔ قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے میں ہو گا جس دن اُس کے سوا، کوئی سایہ نہ ہو گا۔ اور اُسے شہیدوں کے ساتھ رکھا جائے گا۔ (شفا شریف وغیرہ)

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے بموجب اللہ تعالیٰ تمہارے

Marfat.com

کاموں کی کفایت فرمائے گا۔ خدا تیری دنیا و آخرت کے سب کام بنا دے گا۔ اور گناہ بخش دے گا۔ (ترمذی شریف)

سُنّو! ایمان والو! مسلمانو! اور کیا چاہیئے۔ ایک ذرا، لمحہ بھر کی مشقّت سے بن مانگے تمہاری حاجتیں روا ہو رہی ہیں۔ بڑھو اور بڑھ بڑھ کر درود شریف کی قراءت میں حصّہ لو۔

ہاں فقیرو! دامن پھیلاؤ۔ ہاتھ بڑھاؤ۔ اپنی جھولیاں بھرو اور بامراد پھرو۔ ہوشیار! خبردار! تمہیں بہکانے والے، تمہیں راہِ نجات سے ہٹانے والے۔ درود شریف کی قراءت کو بدعت بتانے والے، بہت ہیں۔ اُن کی ایک نہ سنو۔ ایک نہ مانو۔ خوابِ غفلت سے جاگو۔ اور اس وسیلۂ نجات کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دیکھو تو دنیا و آخرت میں تمہیں اس کے کیسے کیسے صلے ملتے ہیں۔

سجدۂ سہو

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، نماز ظہر میں دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ (قعدۂ اولیٰ نہ کیا یعنی) درمیان میں بیٹھے نہیں۔ پھر نماز پوری کی اور سلام پھیر کر دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔ (بخاری شریف)

اور ترمذی میں روایت ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔ پھر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا۔

اور ہر صاحبِ علم جانتا ہے کہ چار رکعتی یا تین رکعتی نماز میں قعدۂ اولیٰ اور تشہد کا پڑھنا واجباتِ نماز سے ہے۔ اور اسی قعدۂ اولیٰ و تشہد کے ترک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ سہو کیا تاکہ ترکِ واجب کی تلافی ہو جائے اور سجودِ سہو، ترکِ واجب کا

Marfat.com

قائم مقام ہو جائے۔

یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ واجباتِ نماز میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے۔ ہاں قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہو گا۔ بلکہ نماز کا اعادہ واجب ہے۔ یوں ہی اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہ کیا۔ جب بھی اعادہ واجب ہے۔

(درمختار وغیرہ)

اب اس باب میں چند مسائل ذہن نشین کر لیجئے۔

۱۔ فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سجدہ سہو سے اُس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ لہذا پھر پڑھے۔ اور سنن و مستحبات مثلاً تعوّذ۔ تسمیہ۔ ثنا۔ آمین۔ تکبیرات۔ انتقالات۔ اور رکوع و سجود کی تسبیحات، کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی۔ (درمختار) مگر اعادہ مستحب ہے۔ سہواً ترک ہوا یا قصداً ترک کیا۔

(بہار شریعت)

۲۔ کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اُس کا وجوب، امرِ خارج سے ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ مثلاً خلافِ ترتیب، قرآن مجید پڑھنا، ترکِ واجب ہے۔ مگر موافقِ ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے۔ واجباتِ نماز سے نہیں۔ لہذا سجدۂ سہو نہیں۔ (ردالمختار)

۳۔ فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے۔ یعنی نوافل میں بھی، واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری)

۴۔ سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ التحیات پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف پڑھے۔

۵۔ ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی

Marfat.com

ہیں۔ واجب کی تاخیر، یا کسی رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اُس کو مکرر کرنا، یا واجب میں تغییر، یہ سب بھی ترکِ واجب ہیں۔ (عامۂ کتب)

۶۔ تعدیلِ ارکان بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری)

۷۔ فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو لوٹ کر نہ آئے اور آخر میں سجدۂ سہو کرلے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے۔ اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی۔ مگر گناہگار ہوا۔ لہذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔ اگر فرض نماز میں قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔

اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا۔ لہذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملائے تو شفع پورا ہو جائے اور رکعت طاق نہ رہے۔ اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو۔ مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

۸۔ نفل نماز کا ہر قعدہ، قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے۔ اور وہی حکم ہے جو ابھی فرض کا گزرا کہ اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور واجب نماز مثلاً وتر، فرض کے حکم میں ہے لہذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔ (درمختار)

۹۔ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اللھم صل علی محمد تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ جیسے

Marfat.com

قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا "درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟" عرض کیا۔ اس لیے کہ اس نے بھول کر پڑھا۔ حضور نے تحسین فرمائی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

۱۰۔ قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار، وقفہ ہوا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (ردالمحتار)

۱۱۔ امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا، تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شریک ہوا (ردالمحتار) اور مقتدی سے بحالتِ اقتدا، سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور نماز کا اعادہ بھی اُس کے ذمّہ نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ)

۱۲۔ جمعہ و عیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے (عالمگیری۔ ردالمحتار) یہ حکم اُس وقت ہے کہ سجدۂ سہو کے باعث مقتدیوں میں ہیجان اور فتنہ و انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ جماعتِ کثیر نہ ہو جیسا کہ آجکل محلہ محلہ مسجد مسجد میں عیدین کی نماز کا خبط لوگوں پر سوار ہے، تو پھر سجدۂ سہو چھوڑنے کا کوئی محل نہیں۔ اور جماعتِ کثیرہ میں بھی کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو سجدۂ سہو جائز ہے۔ (ردالمحتار)

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ

التحیات پڑھنے کے بعد، داہنی طرف سلام پھیر کر، دو سجدے کرے۔ پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ سجدۂ سہو کے لیے دوسرا سلام پھیرنا منع ہے۔ یہاں تک اگر دونوں طرف سلام پھیرے گا سجدۂ سہو نہ ہو سکے گا اور نماز پھیرنا واجب رہے گا۔ (فتاوٰی رضویہ)

Marfat.com

سجدۂ تلاوت

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

"جب ابن آدم آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے۔ ہائے میری بربادی۔ ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اُس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنّت ہے۔ اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے"

چند مسائل متعلقہ

۱۔ سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں جو مختلف سورتوں میں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک بھی آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عُذر (مثلاً بہرا پن یا وہاں شور غل) نہ ہو تو خود سُن سکے۔ اور سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد وہ آیت سنی ہو بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

۲۔ فارسی یا کسی اور زبان (مثلاً اُردو، پنجابی، بلوچی، سندھی وغیرہا) میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا۔ سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اُسے معلوم نہ ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ تھا (سجدہ کر لینا) اور آیتِ سجدہ پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیتِ سجدہ ہونا بتایا جائے۔

(عالمگیری)

Marfat.com

۳۔ سجدۂ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا، تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔ مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت اور ستر عورت۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ جو چیزیں نماز کو فاسد کر دیتی ہیں۔ اُن سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا۔ مثلاً کلام و قہقہہ۔ (درمختار)

۵۔ نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے۔ بیرونِ نماز نہیں ہو سکتا اور قصداً نہ کیا تو گناہگار ہوا۔ توبہ لازم ہے۔ البتہ نماز کا سجدۂ تلاوت، سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اور رکوع سے بھی۔ مگر رکوع سے اس وقت ادا ہو گا کہ فوراً کرلے۔ اور آیتِ سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی ہو ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری وغیرہ)

۶۔ تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیتِ سجدہ کرلی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو اُن کا سجدہ ادا نہ ہوا۔ لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں۔ اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے۔ لیکن اب کہ جہل غالب ہے امام کو چاہیئے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگر نیت نہ کی تو اُن کا سجدہ ادا نہ ہو گا۔ اور وہ فتنہ میں پڑ جائیں گے (عالمگیری درمختار وغیرہما) اور رکوع میں جاتے وقت سجدہ کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں یا رکوع سے اُٹھنے کے بعد کی تو یہ نیت کافی نہیں۔ (عالمگیری)

۷۔ ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سُنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ (درمختار)

۸۔ آیتِ سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔ (عالمگیری)

۹۔ اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے یا سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے:

Marfat.com

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ؕ

ہم نے سنا اور حکم مانا۔ ہم تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے پروردگار۔ اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

۱۰۔ سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنّت ہے اور کھڑے ہوکر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔

لہٰذا اگر سجدہ کے بعد یا اس سے پہلے کھڑا نہ ہوا تو سجدہ ہو جائے گا۔ اور اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اُٹھانا ہے۔ نہ اس میں تشہد ہے اور نہ سلام (درمختار عالمگیری وغیرہما)

۱۱۔ سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی۔ یا گمی ہوئی چیز مل گئی۔ یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا۔ غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ اور اُس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

سفرِ آخرت

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو
ہمہ شاداں بُدند، تو گریاں
ہم چناں زی، کہ بعدِ مُردنِ تو
ہمہ گریاں شوند تو شاداں

اتنا تو تیرے علم میں یقیناً ہوگا کہ جب تو نے اس دنیا میں پہلا سانس لیا تھا تو تیری پیدائش پر، تیرے اعزاء واقارب اور اُن کے احباب، سب ہی خوشیوں کے گیت گا رہے تھے۔ مگر تو رو رہا تھا۔ اب اس دنیا میں تو، اس طرح اپنی زندگی گزار کہ

Marfat.com

اس دنیائے دُوں سے تیری رحلت و رخصت کے بعد، دنیا والے تیری عادتوں خصلتوں اور اچھے سلوکوں کو یاد کر کر کے روتے ہوں آنسو بہاتے ہوں اور ہشاش بشاش، اپنے اعمالِ صالحہ کا توشہ لیے ہوئے، داعیٔ اجل کو لبیک کہتا ہوا، عالمِ آخرت کی طرف بڑھ رہا ہو ۔

خیرے کُن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نہ ماند

متاعِ زیست یا دنیا کی پُونجی

حدیثِ نبوی میں آیا ہے کہ دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں کوئی سمجھنا چاہے تو موجیں مارتے ہوئے سمندر میں انگلی کا سرا ڈالے اور نکال لے۔ پھر دیکھے کتنا پانی اس میں آیا ہے ۔"

اور قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الآية

"لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی اُن خواہشوں کی محبت۔ عورتیں اور بیٹے۔ اور تلے اُوپر سونے چاندی کے ڈھیر۔ اور نشان کئے ہوئے گھوڑے۔ اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے۔ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ۔ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس (متاعِ دنیا) سے بہتر چیز بتادوں۔ پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں۔ اور اللہ کی خوشنودی۔ اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔"

قرآنِ کریم نے ان آیاتِ کریمہ میں صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ تمام مرغوبات یعنی دل پسند چیزیں، جن کے نام صرف مثال اور نمود کے طور پر آیت میں لے دیئے گئے ہیں، ان کی

Marfat.com

طرف رغبت وکشش، انسان کی نظر میں بطورِ امرِ طبعی کے ہے۔ یہ چیزیں بذاتِ خود، گناہ و معصیت نہیں۔ البتہ ان کی طرف رغبت اور ان سے محبت، حدودِ شرع میں رہنی چاہیئے۔ ورنہ حدودِ جائز سے تجاوز، انہیں گناہ و معصیت میں مبتلا کر دے گا۔ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان آخر، کوئی نہ کوئی حدِ فاصل تو ہونی ہی چاہیئے تاکہ ایک دوسرے سے ممتاز رہیں۔

اور حدودِ شرع میں رہنا یہ ہے کہ یہ تمام مرغوب و دل پسند چیزیں، خواہ ان کی مقدار کچھ ہی کیوں نہ ہو، مسلمان کی نگاہ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا رہنا چاہیئے۔

اور متاع کہتے ہیں اُس چیز کو، جس سے کسی حیثیت سے، کچھ مدت کے لیے نفع حاصل کیا جائے۔ اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے۔ تو مقصود یہ ہے کہ یہ اور اس قسم کی ساری چیزیں بہت زیادہ دل لگانے کے قابل نہیں۔ البتہ دنیاوی زندگی برتنے میں مفید و معین ہیں۔ سو ان کی قدر اسی حد تک کرنی چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ یہ مقاصدِ حیات بن جائیں۔ دنیا خود ہی فانی ہے اور اُس کے یہ سارے ساز و سامان بھی فانی۔ انسان کو چاہیئے کہ متاعِ دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اُس کی عاقبت کی درستی اور سعادتِ آخرت ہو۔ دنیائے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔ دائمی اور غیر فانی راحت کے لیے، فکر و اہتمام، صرف اللہ کی رضا کا رکھنا چاہیئے۔ اس سے آگے، دنیا کی آنی و فانی بڑی سے بڑی لذت بھی بے بساط ہی ہے۔ اس کی کوئی قدر و قیمت بارگاہِ الٰہی میں نہیں۔ آخرت کی ابدی نعمتوں اور سرافرازیوں سے ان مرغوباتِ دنیاوی کو نسبت ہی کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سلطانِ کونین شہنشاہِ دارین

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم وشرف و مجد و کرم، ایک بوریئے پر آرام فرما ہیں۔ چمڑے کا تکیہ، جس میں ناریل کے ریشے بھرے ہوئے ہیں، زیرِ سرِ مبارک ہے۔ جسمِ نازنین میں بوریئے کے نقش ہو گئے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سببِ گریہ دریافت فرمایا تو عرض کیا یا رسول اللہ! قیصر وکسریٰ تو عیش و راحت میں ہوں اور آپ رسولِ خدا ہو کر اس حالت میں۔

ارشاد فرمایا، کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔"

الغرض عالمِ آخرت کی بقا اور پائیداری کے مقابلہ میں، دنیا کی بے ثباتی اور فنا پذیری، کی کوئی حیثیت، کوئی بساط نہیں۔ تو حیاتِ دنیاوی اور زینتِ دنیاوی اور یہاں کی عیش فراوانیوں کو، آخرت کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنا نصب العین اور دل پسند مشغلہ بنا لینا، اور اپنے اوقات، اپنی کوششوں اور اپنی خداداد قوتوں کو، اپنی دون ہمتی سے، اسی کی طلب میں خرچ کیے جانا اور آخرت پر نظر نہ رکھنا، یہ مسلمان کی شان نہیں۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کے دماغ میں عالمِ آخرت کا تخیّل ہمہ اوقات حاضر رہے اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ عمل بھی، رضائے الٰہی اور ثوابِ آخرت کے لیے ہو۔ اسی میں فلاح ہے اور اسی میں کونین کی عزّت و ناموری۔

ربِ عزّوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

"اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔"

دنیا اور متاعِ دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب و بے نقاب کر دی۔ آدمی زندگی پر مفتون و فریفتہ ہوتا ہے۔ اُس پر مٹتا اور اُس کے لیے جان دیتا ہے۔ اسی کو سرمایہ اور زندگی کا ماحصل سمجھتا ہے اور آخرت سے غافل ہو کر، اپنے قیمتی اوقات اسی کی تحصیل و تزئین میں ضائع کر دیتا ہے۔ اور وقتِ اخیر اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقا نہ تھی۔ اور یہاں

Marfat.com

کے سارے عیش تمام تر عارضی، فانی اور بے ثبات تھے۔ اُس کے ساتھ دل لگانا، اگرچہ اس کی عیش سامانیاں کتنی ہی مرغوب و دل پسند کیوں نہ ہوں، حیاتِ باقی اور اُخروی زندگی کے لیے سخت مُضر اور ضرر رساں ہوا۔ کہ اس میں انہماک و مشغولیت کے باعث، آخرت کا عیش فراواں، آنکھوں دیکھے، ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے۔

حضرت سعید بن جُبیر نے فرمایا کہ دنیا طالبِ دنیا کے لیے متاعِ غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے۔ لیکن آخرت کے طلب گار کے لیے، دولتِ باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع بخش سرمایہ ہے۔ یہ مضمون اس آیت کے اُوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔

اور یہ وہ حقیقت ہے کہ قلبِ مومن میں اگر اس کا استحضار پوری طرح رہے، اور نگاہوں کے روبرو، یہ حقیقت جلوہ فرما ہو تو ہر مسلمان فرشتہ خصلت بن جائے۔ اے عزیز! دنیا ذلیل اور اس کی تمام متاع باآں کثرتِ کثیرہ قلیل بلکہ نہایت قلیل۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۔ وہ مسلمان کے لیے ایسے ہے جیسے مسافر کے لیے زادِ راہ۔ اور زادِ راہ بقدرِ حاجت درکار ہوتا ہے۔ نہ کہ لادنے کو۔ ولہٰذا اس میں زیادہ کی ہوس، کثرت کی طلب، عند اللہ مبغوض و قابلِ نفریں ٹھہریں۔

أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ؕ

"تمہیں غافل رکھا (اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے) مال کی زیادہ طلبی نے۔"

آیتِ کریمہ میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ کثرتِ مال کی حرص، اور دنیاوی جاہ و مال سامان و قوت و شوکت پر فخر و ناز اور اُس پر مفاخرت، مذموم ہے اور ان کی محبت و طلب میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ اُخروی سے محروم رہتا ہے۔ اور اُن کی محبت و طلب، آخرت فراموش انسان، کے قلب پر غفلت کے پردے ڈالے رکھتی ہے اور اس میں خوفِ خدا و خشیتِ الٰہی پیدا ہی نہیں ہونے دیتی یہاں تک کہ موت کا وقت آجاتا ہے۔ اور

Marfat.com

انسان قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ دنیاوی امور و مشاغل میں انہماک و مصروفیت چیز ہی ایسی ہے جو انسان کا خیال آخرت کی طرف جانے ہی نہیں دیتی اور اُسے سدا فکرِ آخرت سے غافل رکھتی ہے۔ اور موت کے وقت تک حرص دامن خاطر رہتی ہے۔"

اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مرد کے ساتھ تین ہوتے ہیں۔ دو لوٹ آتے ہیں۔ ایک اُس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ایک مال۔ ایک اس کے اہل و اقارب اور ایک اس کا عمل۔ عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔ باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔"

(بخاری شریف)

اے عزیز عالم آخرت کا یہی سرمایہ اور سفرِ آخرت کا یہی توشہ ہے۔ آنکھیں کھول کر آگے بڑھ۔

دمِ واپسیں اور تلقین شہادتین

دنیا فانی، اور اہلِ دنیا فانی۔ بقا صرف اُس کے وجہ کریم کے لیے ہے۔ اللہ عزّوجل خیر کے ساتھ شہادتین پر موت نصیب کرے۔ آمین

امام ابن الحاج مکی قدس سرہ الملکی، مدخل میں فرماتے ہیں کہ دمِ نزع، دو شیطان آدمی کے دونوں پہلو پر آکر بیٹھتے ہیں۔ ایک اُس کے باپ کی شکل بن کر۔ دوسرا ماں کی صورت میں۔ ایک کہتا ہے فلاں شخص یہودی ہو کر مرا۔ تو یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چین سے ہیں۔ دوسرا شخص کہتا ہے، فُلاں شخص نصرانی ہو گیا تو نصرانی ہو جا کہ نصاریٰ وہاں بڑے آرام سے ہیں۔"

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شیطان کے اغوا دسے، محتضر یعنی قریب المرگ کو تلقینِ کلمہ کا حکم ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا، اُس کے اغواد کا جواب نہیں۔ لا الٰہ

Marfat.com

الا اللہ تو یہود و نصاریٰ بھی مانتے ہیں۔ ہاں وہ کہ جس سے، اُس ملعون کے فتنے مٹتے ہیں۔ محمد رسول اللہ کا ذکرِ کریم ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس لیے میت کو کلمۂ شہادتین کی تلقین کریں۔ یوں کہ خود اس کے پاس بیٹھ کر پڑھیں کہ وہ سن کر پڑھے۔ اور یوں نہ کہیں کہ "کہہ"۔ اور جب وہ دونوں جُز کلمہ کے کہہ لے تو اس سے دوبارہ کہنے کا اصرار نہ کریں کہ کہیں اکتا نہ جائے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات اُس نے کی تو پھر تلقین کریں کہ آخر کلام اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔

میت کے اعزا و اقارب کو چاہیے کہ اس وقت اپنی اصلاح کا بھی عزم کریں۔ گناہوں سے توبہ، اللہ و رسول کی طرف رجوع، موت کا خوشی کے ساتھ انتظار کرنا کہ آتے وقت ناگواری نہ ہو۔ اُس وقت کی ناگواری، معاذ اللہ، کسی جانب سے ہو بہت سخت ہے۔ عیاذاً باللہ، اُس میں سوءِ خاتمہ (ایمان پر موت نصیب نہ ہونے) کا خوف ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جو اللہ سے ملنا پسند کرے گا۔ اللہ اس کا ملنا پسند کرے گا۔ اور جو اللہ سے ملنے کو مکروہ رکھے گا۔ اللہ اس کا ملنا مکروہ رکھے گا۔ صحابہ کرام رض نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں کون ایسا ہے کہ موت کو مکروہ نہ رکھے۔ فرمایا یہ مراد نہیں۔ بلکہ جس وقت دم سینہ پر آئے اس وقت کا اعتبار ہے۔ اس وقت جو اللہ سے ملنے کو پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو دوست رکھے گا اور ناپسند تو ناپسند۔"

اور مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھے۔ اس کی رحمت کا امیدوار ہے اور یقین کامل رکھے کہ وہ رب کریم محض اپنے فضل اپنے کرم سے اُسے نوازے گا اور آخرت کی نعمتوں سے اُسے محروم نہ رکھے گا۔ اسے عزیز وہ ارحم الراحمین ہے۔ اس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔

Marfat.com

حدیث شریف میں آیا کہ:

"کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ عزّوجل سے نیک گمان رکھتا ہو کہ ارشاد الٰہی ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اُسی طرح اُس سے پیش آتا ہوں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ قریب المرگ تھا فرمایا:

"تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے۔" عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے اُمید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر۔ فرمایا۔ یہ دونوں یعنی خوف و رجا، اس موقع پر جس بندے کے دل میں ہوں گے۔ اللہ اُسے وہ دے گا جس کی اُمید رکھتا ہے۔ اور اس سے امن میں رکھے گا۔ جس سے خوف کرتا ہے۔"

اے عزیز! اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔ مولائے کریم ہمیں آپ کو نصیب فرمائے اور ہر سُنّی مسلمان اپنا ایمان، شیطان رجیم سے سلامت لے جائے۔ آمین۔ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

"جس کا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہوا یعنی کلمہ طیبہ (خواہ کلمہ شہادت) وہ جنّت میں داخل ہوا۔"

چند مسائل متعلقہ

۱۔ جب موت کا وقت آجائے اور علامتیں پائی جائیں تو سنّت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر، قبلہ کی طرف منہ کر دیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا۔ مگر اس حالت میں سر کو قدرے

Marfat.com

اُونچا رکھیں۔ اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو تو جس حالت پر رہے چھوڑ دیں۔

(درمختار وغیرہ)

۲۔ نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دعائے خیر کرتے رہیں، کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اُس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے۔ ملائکہ اُس پر آمین کہتے ہیں۔

۳۔ نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسٓ اور سورۂ رعد پڑھیں۔ اور جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی، جبڑے کے نیچے سے، سر پر لے جاکر گرہ دے دیں کہ منہ کھُلا نہ رہے۔ آنکھیں بند کر دی جائیں۔ اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

۴۔ آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ. اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَابَعْدَہٗ وَ اَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ. وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرٌ مِمَّا خَرَجَ مِنْہُ. (درمختار)

اللہ کے نام کے ساتھ، اور رسول اللہ کی ملت پر۔ اے اللہ تو اس کے کام کو اُس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر۔ اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر۔ اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اُسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)

۵۔ میت کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔

(عالمگیری۔ درمختار)

Marfat.com

۶۔ میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپادیں اور اُس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اُونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ (عالمگیری)

۷۔ اُس کے ذمہ قرض یا جس قسم کا دَین ہو، جلد سے جلد ادا کردیں کہ حدیث میں ہے۔ میّت اپنے دَین میں مقیّد رہے۔ ایک روایت میں ہے اس کی روح معلّق رہتی ہے جب تک دَین ادا نہ کیا جائے۔

۸۔ انتقال کے بعد پڑوسیوں اور اس کے دوست احباب کو اطلاع کردیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اُس کے لیے دعائے خیر کریں گے۔ (عالمگیری)

۹۔ میّت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید جائز ہے جب کہ اس کا تمام بدن، کپڑے سے چُھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۱۰۔ میّت کے پاس زمین پر بیٹھنا افضل ہے۔ چارپائی پر بیٹھنے کی ممانعت نہیں اور جہاں چارپائی پر بیٹھنا شرعاً برا جانتے ہوں ورنہ اصلاح کی نیت سے چارپائی پر بیٹھے اور لوگوں کو حقیقتِ حال سے مطلع کرے تو اُمید ہے کہ ثواب بھی پائے۔ (فتاوٰی رضویہ)

۱۱۔ موت کی پریشانی کے سبب، میّت کے گھر والے کھانا پکاتے نہیں ہیں۔ اگرچہ پکانا شرعاً منع نہیں ہے۔ لہٰذا سنّت یہ ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لیے کھانا بھیجا جائے اور انہیں باصرار کھلایا جائے۔ نہ دوسرے دن بھیجیں نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لیے۔ (فتاوٰی رضویہ)

غسلِ میّت سے متعلق چند مسائل

۱۔ میّت کے غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیئے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ناگہانی موت سے مرا تو جب تک موت کا یقین

Marfat.com

نہ ہو تجہیز و تکفین ملتوی رکھیں کہ بعض اوقات مریض پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے اس کی ظاہری حالت بالکل مُردوں جیسی ہو جاتی ہے حالانکہ وہ زندہ ہوتا ہے۔

۲۔ میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔ ہاں کسی جگہ اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے والا اُجرت لے سکتا ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے۔ اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار) مقررہ فیس پر نہلانے والے اس پر غور کر لیں۔

۳۔ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنّت۔ جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں کہ سوائے نہلانے والوں اور مددگاروں کے کوئی دوسرا نہ دیکھے۔ نہلاتے وقت خواہ اُس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے۔ یا جو آسان ہو کریں۔ (عالمگیری)

۴۔ نہلانے والا با طہارت ہو۔ جُنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میّت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اور وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیزگار ہو۔

۵۔ نہلانے والا، امانت دار اور پرہیزگار ہونے کے ساتھ ہی قابلِ اعتماد شخص ہونا چاہیئے کہ اچھی بُری بات کو سمجھتا۔ مثلاً میّت کا چہرہ چمک اُٹھا یا میّت کے بدن سے خوشبو آئی تو اُسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور مرنے والے کی خوبیاں بتائے مثلاً اُس کی خیر خیرات اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی آج اس کے کام آئی اور اس کی عاقبت سنور گئی۔ اور کوئی بُری بات دیکھے تو اُسے کسی سے نہ کہے۔ اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہوا

Marfat.com

اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور اس کی برائیوں سے باز رہو (جوہرہ نیرہ) ہاں اگر کوئی بدمذہب بدعقیدہ مرا، اور اس کا رنگ روپ بگڑ گیا مثلاً چہرے پر سیاہی دوڑ گئی، یا کوئی اور بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کو بیان ہی کر دینا چاہیئے کہ اس سے لوگوں کو عبرت ہو۔ (عالمگیری)

۶۔ نہلانے والے کے پاس خوشبو سُلگانا مستحب ہے کہ اگر میت کے بدن سے بُو آئے تو اسے پتہ نہ چلے۔ ورنہ گھبرائے گا۔ اور اسے چاہیئے کہ بقدرِ ضرورت، میت کے اعضاء کی طرف نظر کرے۔ بلاضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔ (جوہرہ)

۷۔ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ ہاں میت چھوٹا لڑکا ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے۔ اور چھوٹی لڑکی کو بھی مرد غُسل دے سکتا ہے۔ چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ (عالمگیری)

ایک نفیس فائدہ

منقول ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود غسل دیا جب کہ دوسری روایت یوں ہے کہ اُس جناب کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے غسل دیا، یعنی سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے انہیں حکم دیا۔ اسبابِ غسل مہیا فرمائے اور حضرت ام ایمن نے اپنے ہاتھوں سے نہلایا۔ اب دونوں روایتوں میں کوئی تعارض بھی نہ رہا۔ لیکن با ایں ہمہ اگر پہلی ہی روایت صحیح اور قابلِ سند ہو تو اس کا جواب وہ ہے جو اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے فتاویٰ میں دیا کہ:

"مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے لیے خصوصیت تھی۔ اوروں کا قیاس ان

پر روا نہیں۔ ہمارے علماء جو شوہر کو غسلِ زوجہ سے منع فرماتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ بعدِ موت، بسببِ انعدامِ محل (کہ موت سے عورت اصلاً محلِ نکاح نہ رہی اور) بلکہ نکاح ختم ہو جاتی ہے تو شوہر اجنبی ہو گیا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ابدالآباد تک باقی ہے کہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اسی لیے منقول ہوا کہ جب سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر پر اعتراض کیا تو حضرت مرتضیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا "کیا تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ تیری بی بی ہے دنیا و آخرت میں"۔ تو دیکھو اس خصوصیت کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رشتہ منقطع نہیں۔ یہ جواب نہ فرمایا کہ شوہر کو اپنی عورت کو نہلانا روا ہے۔ (انتہی تلخیصاً)

۸۔ مُردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر، تو اگر اُس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو۔ یا کوئی اور علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے، تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

۹۔ میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہا دیں۔ (عالمگیری)

۱۰۔ میت کی داڑھی، یا سر کے بال میں کنگھا کرنا، یا ناخن تراشنا، یا کسی جگہ کے بال مونڈنا، یا کترنا یا اکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت پر دفن کر دیں۔ (اگرچہ معلوم ہو کہ میت اپنی طویل علالت کے باعث بالوں کی ضروری صفائی بھی نہ کر سکا تھا) ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ)

۱۱۔ میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں۔ سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔

Marfat.com

(درمختار) اور بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں، جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔ (بہار شریعت)

۱۲۔ عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے۔ نہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگا سکتا ہے کہ موت سے عورت اصلاً محلِّ نکاح نہ رہی۔ چھُونے کا جواز صرف بربنائے نکاح تھا۔ ورنہ زن وشوہر اصل میں اجنبی محض ہوتے ہیں۔ اب کہ نکاح زائل ہوگیا۔ چھونے کا جواز بھی جاتا رہا۔ بخلاف اس کے شوہر مرگیا اور عورت عدّتِ وفات میں ہے۔ یا شوہر نے طلاقِ رجعی دی تھی اور ہنوز عدّت باقی تھی کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ ان صورتوں میں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کہ ہنوز حکمِ زوجیت باقی ہے۔

ہاں اگر وقتِ غسل، عورت زوجیتِ زوج میں نہ ہو۔ کوئی ایسا امر واقع ہوگیا کہ اُس کے نکاح میں نہ رہے مثلاً مرد نے طلاقِ بائن دی تھی۔ یا عورت حاملہ تھی، شوہر کا انتقال ہوتے ہی بچہ پیدا ہوگیا کہ اب عدّت نہ رہی اور زوجیت سے یکسر نکل گئی۔ غرض کسی صورت سے نکاح زائل ہوگیا تو اب غسل نہیں دے سکتی۔

(عالمگیری، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

تنبیہات

۱۔ مردِ حالتِ جنابت میں، یا عورت حیض کی حالت میں مرجائے تو اُس کے حلق میں کوئی کپڑا، تر کرکے نچوڑنا اور ہر بار حلق کو صاف کرنا، یوں ہی اُس کی ناک میں پانی ڈالنا، جیسا کہ کہیں کہیں دیکھنے اور سننے میں آتا ہے۔ غلط اور ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اور نہ کسی معتمد ومستند کتاب میں اس کا حکم یا اجازت۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

Marfat.com

۲۔ لوگوں میں کہیں کہیں دستور ہے کہ جب عورت سکراتِ موت کی حالت میں ہوتی ہے تو اس کے شوہر کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے۔ بلکہ اُس عورت کی تکفین و تدفین میں بھی شوہر کو شریک نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اب رشتہ ٹوٹ گیا۔

یہ سراسر زیادتی و ظلم ہے۔ جب تک جسمِ زن میں روح باقی ہے اگرچہ حالتِ نزع ہو۔ عورت بلاشبہ اس کی زوجہ ہے اور اسی وقت سے رشتہ منقطع سمجھ لینا سخت جہل ہے۔ اور بعد موتِ زن بھی، شوہر کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ شوہر کو بعد انتقالِ زوجہ قبر میں، خواہ بیرونِ قبر، اس کا منہ یا بدن دیکھنا جائز ہے۔ بلکہ قبر میں اتارنا بھی جائز ہے اور جنازہ کو تو محض اجنبی تک ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اُٹھاتے اور قبر تک لے جاتے ہیں، شوہر نے کیا قصور کیا ہے۔ ہاں بغیر حائل کے اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا شوہر کو ناجائز ہوتا ہے۔ دیکھنے کی اجازت ہے۔ تو حالتِ نزع ہی سے شوہر کو روک دینا، جیسا کہ جہلا میں رواج ہے۔ زیادتی و ظلم اور اپنے مسلمان بھائی کو ناحق ایذا دینا ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۳۔ میت کو غسل دینے کے لیے شرعاً کوئی سمت و جہت یا اس کے لیے کوئی خاص صورت معین نہیں کی تختے پر لٹائیں تو خواہ شرقاً غرباً لٹائیں کہ پاؤں قبلہ کو ہوں یا جنوباً شمالاً کہ داہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔ سب طرح درست ہے جو صورت میسّر ہو اُس پر عمل کریں۔ (بحرالرائق فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۴۔ بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے لاتے ہیں۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے وغیرہ بھی کام میں لائے جاسکتے ہیں۔ اور اس پر ستم یہ ہے کہ وہ گھڑے بدھنے، میت کو غسل دینے کے بعد، لوگ توڑ دیتے ہیں یہ ناجائز و حرام اور سخت گناہ ہے کہ بلاوجہ مال ضائع کرنا ہے۔

Marfat.com

اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے تو یہ بھی ایک فضول اور لایعنی سی بات ہے کہ اولاً تو ان پر چھینٹیں پڑتی نہیں اور پڑیں بھی، تو وہ نجس کیونکر ہو گئے۔ میت کا غسل، نجاستِ حکمیہ دور کرنے کے لیے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں۔ جس طرح زندوں کے غسل و وضو کا پانی۔ اور فرض کر لیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں اور وہ ناپاک بھی ہو گئے۔ تاہم پاک کر لینا ممکن ہے انہیں دھو ڈالیں۔ دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔

اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں۔ اگر نیت یہ ہو نمازیوں کو آرام ملے گا اور یہ اُن کے کام میں آئیں گے اگرچہ غسل میں۔ اور اس کا ثواب مرنے والے کو ملے گا تو یہ نیت بھی صحیح اور ایسا کرنا بھی کارِ ثواب۔ اور اگر یہ خیال ہو اور عموماً جاہلوں میں یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کا گھر میں رکھنا اور اپنے استعمال میں لانا، نحوست لاتا ہے تو یہ نری حماقت اور محض جاہلانہ کارروائی ہے اور یہ خیال ہندوؤں کے اوہامِ باطلہ سے بہت ملتا ہے۔

یوں ہی یہ گھڑے بدھنے، قبر کے پائنتی یا سرہانے رکھ آنے کے کوئی معنی نہیں اپنے استعمال میں نہیں لیتے تو مسجدیں دے دیں یا کسی غریب کے حوالے کر دیں کہ اپنے کام میں لائے۔ مال بھی ضائع نہ ہوگا۔ شرع کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ اور مفت میں دعائیں ملیں گی۔ یوں ہی گھڑے کا پانی خواہ مخواہ پھینک دینا بھی گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہارِ شریعت وغیرہ)

میت کو نہلانے کا طریقہ

جس چارپائی یا تختے یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو، اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں۔ یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد

Marfat.com

پھر ایٹں اور اُس پر میت کو لٹا کر، ناف سے گھٹنوں تک، کسی کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا، اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز کا سا وضو کرائے۔ یعنی پہلے منہ، پھر کہنیوں سمیت، ہاتھ دھوئیں۔ پھر سر کا مسح کریں۔ پھر پاؤں دھوئیں۔

مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا، اور کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا، یا روئی کی پھریری بھگو کر، دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گلِ خیرو سے دھوئیں۔ یہ نہ ہو تو پاک صابون، اسلامی کارخانے کا بنا ہوا۔ یا بیسن یا کسی اور چیز سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔

پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک۔ بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوں ہی کریں۔ اور بیری کے پتّوں میں جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے۔

پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ، نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں۔ وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں۔ پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں (بہار شریعت)

تکفین میّت

چند مسائل

۱۔ میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کہ کسی ایک نے دے دیا سب بری الذمّہ۔ اور کسی نے نہ دیا تو سب پرگنا، سب گناہگار (عامّۃ کتب)

Marfat.com

۲۔ کفن کے تین درجے ہیں۔ کفن ضرورت۔ کفن کفایت اور کفن سنت۔

کفن ضرورت مرد اور عورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسر آجائے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ اگرچہ صرف ایک کپڑا ہو کفن ضرورت پر قادر ہوتے ہوئے کفن مسنون کے لیے لوگوں سے سوال کرنا، بلا ضرورت سوال ہے لہٰذا ناجائز۔

کفن کفایت اس قدر ہے کہ مرد کے لیے دو کپڑے ہوں۔ تہ بند اور چادر۔ اور عورت کے لیے تین۔ کفنی و چادر یا تہ بند و چادر اور تیسرے اوڑھنی۔

کفن سنت مرد کے لیے تین کپڑے ہیں۔ ایک تہ بند کہ سر سے پاؤں تک ہو دوسرے کفنی کہ گردن کی جڑ سے پاؤں تک ہو۔ تیسرے چادر کہ اُس کے قد سے سر اور پاؤں، دونوں طرف اتنی زیادہ ہو جسے لپیٹ کر باندھ سکیں۔ اور عورت کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ تین یہی مگر مرد اور عورت کے لیے کفنی میں اتنا فرق ہے کہ مرد کی قمیص عرض میں، مونڈھوں کی طرف چیرنا چاہیئے۔ اور عورت کا طول میں سینے کی جانب۔ چوتھے اوڑھنی جس کا طول ڈیڑھ گز یعنی تین ہاتھ ہو۔ پانچواں سینہ بند کہ پستان سے ناف بلکہ افضل یہ ہے کہ رانوں تک ہو۔ قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو۔ اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ ہاں چاک اور آستین اس میں نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت وغیرہ)

۳۔ اگر میت کا مال زائد اور وارث کم ہوں تو کفن سنت افضل ہے اور مال کم ہے وارث زیادہ، تو کفنِ کفایت بہتر ہے۔ کفنِ کفایت سے کم کرنا، بلا ضرورت بحالتِ اختیار، ناجائز مکروہ ہے۔

Marfat.com

۴۔ نابالغ اگر حدِ شہوت کو پہنچ گیا ہے تو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی اس کا کفن جوان مرد و عورت کی مثل ہے۔ جتنے کپڑے انہیں دیئے جاتے ہیں اسے بھی دیئے جائیں۔ اور اگر نابالغ حدِ شہوت کو نہ پہنچے تو لڑکے کو ایک کپڑا اور لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں۔ اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں۔ اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔

حدِ شہوت لڑکوں میں یہ ہے کہ اُس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے۔ اور لڑکی میں یہ ہے کہ اُسے دیکھ کر، مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو۔ اس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال۔ اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔ (عامۂ کتب)

۵۔ جو بچہ مردہ پیدا ہوا یا کچا گر گیا، اُسے بہر طور، ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیئے۔ کفن نہ دیں۔

۶۔ کفن اچھا ہونا چاہیئے۔ یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت، جیسے کپڑے پہن کر میکے میں جاتی تھی۔ اُس قیمت کا ہونا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔ اور اسے اپنی عزّت افزائی سمجھتے ہیں۔

(ردالمحتار وغیرہ)

۷۔ سفید کفن بہتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے مردے سفید کپڑوں میں دفناؤ۔ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے۔ اور عورت کو جائز۔ یعنی جو کپڑے زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جا سکتا ہے۔ اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔ پُرانے یا استعمالی کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے مگر دُھلا ہوا ہو کہ کفن صاف ستھرا ہو تا مرغوب ہے۔

(عالمگیری۔ جوہرہ نیرہ)

Marfat.com

کفن پہنانے کا طریقہ

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو۔ اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر، اس پر تہ بند، پھر کفنی۔ پھر میت کو اُس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ اور ڈاڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں۔ اور مساجد یعنی مواضعِ سجود، یعنی سجدہ کرنے میں جو اعضاء زمین کو لگتے ہیں، پیشانی ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم، ان پر کافور لگائیں۔ پھر ازار یعنی تہ بند لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے۔ پھر داہنی طرف سے۔ تاکہ داہنا حصہ، بائیں کے اُوپر رہے۔ پھر لفافہ یعنی چادر اسی طرح لپیٹیں۔ یعنی پہلے بائیں طرف سے۔ پھر داہنی طرف سے۔ تاکہ داہنا اُوپر رہے۔ اور اُوپر نیچے یعنی سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

اور عورت کو کفنی پہنا کر، اُس کے بال کے دو حصے کر کے، بالائے سینہ، کفنی کے اُوپر لا کر رکھیں۔ اور اوڑھنی، نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر، سر پر لا کر منہ پر ڈال دیں کہ مثل نقاب رہے۔ لپیٹنے کی ضرورت نہیں۔ تو یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بے جا و خلاف سنّت ہے۔

پھر تہ بند اور اُس پر چادر بدستور لپیٹیں۔ اور چادر اُسی طرح دونوں طرف باندھ دیں۔ پھر ان سب کے اُوپر سینہ بند، بالائے پستان سے ناف یا ران تک باندھیں۔

Marfat.com

مسئلہ ضروریہ

میت کو کفن پہنانے کے بعد عموماً گھر اور باہر کے افراد میت کا دیدار کرتے ہیں، یہ گویا جانے والے کی آخری رونمائی ہے۔ وہ لوگ جنہیں زندگی میں دیکھنا جائز تھا موت کے بعد بھی اگر ایک نظر ڈال لیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن میت کا چہرہ دیکھتے ہی گھر میں شور و غوغا اور واویلا شروع ہو جاتی ہے یہ عزورنا جائز و حرام ہے۔ یہ وقت دعائے خیر کا ہے کہ اللہ اس کی منزل آسان کرے۔ نہ کہ رونے دھونے اور پچھاڑیں کھانے کا میت کو تو اس سے کیا فائدہ ہو گا خود اپنے سر پہ ایک وبال آئے گا۔ صبر کریں کہ یہی چارہ کار ہے۔

جنازے کی روانگی!

جنازہ کو کندھا دینا عبادت بھی ہے اور مسنون بھی۔ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا (جوہرہ) اُن کی خوش نصیبی پر نثار سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں۔ ایک ایک پایہ ایک ایک شخص لے۔ اور یہ بھی سنت ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پاؤں کو کاندھا دے۔ اور ہر بار دس قدم چلے۔ اور پوری سنّت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی۔ پھر بائیں سرہانے۔ پھر بائیں پائنتی۔ اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے جو جنازے کے چاروں پایوں کو کاندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمائے گا۔" (عالمگیری وغیرہ)

بعض لوگ بڑی عجلت دکھاتے ہیں دو چار قدم چلنے نہیں دیتے کہ آگے آ گئے۔

Marfat.com

اور یہ مخصوص ثواب، مفت ہاتھ آتا، مفت میں ہاتھوں سے نکل گیا۔

جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے اور ساتھ والوں کو چاہیئے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اور حسبِ ضرورت کاندھا دیں۔ نیز چلنے والوں کو سکون کی حالت میں ہونا چاہیئے۔ موت اور احوال و اہوالِ قبر کو پیشِ نظر رکھیں نہ دنیا کی باتیں کریں۔ نہ ہنسیں۔ نہ ہنسی مذاق کی کوئی بات زبان سے نکالیں نہ کسی دنیاوی بحث میں پڑیں اور نہ خواہ مخواہ کسی بات پر اڑیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔

پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈال لینے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں بلکہ نیتِ حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبروں پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں۔ اُس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ (عالمگیری) یوں ہی تبرک کے لیے غلافِ کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا سینے یا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ اور اسے رواج روافض بتانا محض جھوٹ ہے۔ ان باتوں کو بدعتِ ممنوعہ ٹھہرانا وہابیہ کا قدیم شیوہ ہے سنی مسلمان اُن کی بہتان تراشیوں پر کان ہی کیوں لگائیں کہ وہ بہکائیں اور یہ ان کے بہکانے میں آ جائیں۔

جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے۔ اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوں ہی اگر کسی جگہ لوگ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرے تو کھڑا ہونا ضروری نہیں۔ ہاں جو ساتھ جانا چاہتا ہے اور وہ اُٹھے اور جائے (عالمگیری درمختار)

❀❀❀❀❀

Marfat.com

نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ ہر مسلمان کی کہ عمر بھر سُنّی رہا۔ صحیح عقیدۂ اہلسنّت پر مرا، فرضِ کفایہ ہے کہ اگر سب چھوڑ دیں گے سب گناہ گار رہیں گے۔ اور ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بَری الذّمہ ہو گئے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی گناہگار اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا۔ مثلاً بے نمازی کہ نماز کا چھوڑ دینا سخت کبیرہ گناہ اور اشد کفرانِ نعمت ہے مگر کفر وارتداد نہیں کہ بے نمازی کو، غیر مسلموں کی طرح کافر و مرتد قرار دیا جائے۔ نمازِ پنجگانہ اُس پر فرض تھی اس نے چھوڑی اُس کی محرومی و بدنصیبی۔ نمازِ جنازہ ہم پر فرض ہے ہم کیوں چھوڑیں۔ اس نے وہ فرض چھوڑا جو خالص حق، اللہ کریم غنی عزّوجل کا تھا۔ ہم وہ فرض چھوڑ دیں، جس میں اللہ عزّوجل کا بھی حق۔ اور اس بندۂ محتاج کا بھی حق العبد۔ یہ محض نادانی اور خود اپنی بدخواہی ہے۔

علمائے کرام نے فرضیتِ نمازِ جنازہ سے صرف چند شخصوں کو استثناء فرمایا ہے باغی اور آپس کے بلوائی کہ فریقین ایک دوسرے پر چڑھائی کریں اور بطورِ جاہلیت لڑیں۔ اور ان کے تماشائی۔ اور ڈاکو۔ اور وہ کہ لوگوں کو گلا دبا کر، پھانسی دے کر مار ڈالا کرتا ہو۔ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ کو قتل کیا۔ ظاہر ہے کہ بے نمازی ان سے خارج ہے۔ تو اس کی نمازِ جنازہ مثل عام مسلمانوں کے فرض ہے۔ ہاں فرضِ عین نہیں، فرضِ کفایہ ہے لہذا علماء و فضلائے و مقتدایانِ مذہبِ اہلسنّت و جماعت، بغرضِ زجر و تنبیہ، بے نمازی کی نمازِ جنازہ خود نہ پڑھیں۔ دوسروں سے پڑھوا دیں اور یہ جدا رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ اصلاً کوئی نہ پڑھے۔ یوں سب آثم و گناہگار ہوں گے سب گناہگار و آثم رہیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

Marfat.com

نماز جنازہ کے شرائط

نماز جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں۔ ایک مصلی کے متعلق، دوسری میت کے متعلق۔ مصلی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں جو عموماً ہر نماز کی ہیں یعنی

۱۔ نمازی کا نجاستِ حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا۔ نیز اُس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔

۲۔ ستر عورت

۳۔ قبلہ کو منہ ہونا

۴۔ اور نیت۔ وقت اس میں شرط نہیں اور تکبیرِ تحریمہ رُکن ہے شرط نہیں۔

اور میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ میت کا مسلمان ہونا۔ لہذا مرتد اور وہ بدعقیدہ جس کی بدعقیدگی حدِ کفر تک پہنچ گئی۔ مثلاً رافضی تبرائی اور قادیانی وغیرہم۔ ان کی نماز نہیں۔ اور وہ آپس میں پڑھیں پڑھائیں تو ہمارا اُن سے کیا تعلق۔ کیا واسطہ۔

۲۔ میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔

۳۔ جنازہ کا وہاں موجود ہونا۔ لہذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔

۴۔ جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب۔ اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔

۵۔ جنازہ مصلی کے آگے قبلہ کو ہونا۔ اگر پیچھے ہوگا نماز نہ ہوگی۔

۶۔ میت کا وہ حصّہ جس کا چُھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔

۷۔ میت امام کے محاذی ہو۔ اگر ایک ہو تو اس کا کوئی حصّہ بدن، اور چند ہوں تو کسی ایک کا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

Marfat.com

غائبانہ نمازِ جنازہ

مذہب مہذّبِ حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ محض ناجائز ہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر اجماع ہے۔ فتح القدیر، بحرالرائق، غنیہ وغیرہا میں تصریح ہے کہ صحتِ نمازِ جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو، طاہر ہو اور جنازہ، نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ کہ غالباً نماز غائب کو، نماز جنازہ کی تکرار لازم۔ بلادِ اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہو گی اور دوسری جگہ خبر اس کے بعد ہی پہنچے گی۔ اور نماز جنازہ کی تکرار بھی مذہبِ مہذّبِ حنفی میں روا نہیں۔ یعنی جب کہ ولی نماز پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہو چکی تو اب دوسروں کو نماز مطلقاً جائز نہیں۔ نہ ان کو جو پڑھ چکے، نہ اُن کو جو باقی رہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس پر بھی اجماع ہے۔ جو اس کا خلاف کرے مذہبِ حنفی کا مخالف ہے۔

زمانہ اقدس میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی۔ کبھی کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام طور پر اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی دلیل روشن و واضح ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن تھی ورنہ ضرور پڑھتے۔

احادیث صحیحہ میں مروی کہ حضور پر نور سیّد یوم النشور بالمومنین رؤف و رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا۔ اگر کسی وقت، رات کی اندھیری، یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب، صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے:

"ایسا نہ کرو، مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلا لیا کرو۔"

Marfat.com

اور فرماتے:

"بیشک یہ قبریں، اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انہیں روشن فرما دیتا ہوں۔"

اور فرماتے:

"جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اس پر میری نماز موجبِ رحمت ہے۔"

(ابن ماجہ۔ مسلم۔ امام احمد)

لاجرم غائب کی نماز نہ پڑھنا، قصداً باز رہنا تھا۔ اور جس امر سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے عذرِ مانع، بالقصد احتراز فرمائیں وہ ضرور امر شرعی و مشروع نہیں ہو سکتا۔

اور دوسرے شہر کی میت پر صلاۃ کا ذکر، صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے۔ واقعہ نجاشی و واقعہ معاویہ لیثی۔ و واقعہ شہدائے موتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں اول دوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا، تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر۔

واقعہ یہ ہے کہ جب اَصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہِ حبشہ نے، حبشہ میں انتقال کیا تو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلّٰی میں جا کر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں۔ صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں۔ جب کہ صحابہ کو یہی ظن تھا کہ اُن کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ:

"نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ظاہر کر دیا گیا تھا۔ حضور نے اُسے دیکھا اور اُس پر نماز پڑھی۔"

Marfat.com

پھر نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا۔ (حبشہ یقیناً اُس وقت دار السلام نہ تھا) وہاں اُن پر نماز نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی۔ اور راز اس میں اُن کے اسلام کا اعلان تھا کہ بعض کو اُن کے اسلام میں شبہ تھا اسی لیے مصلیٰ میں تشریف لے گئے کہ جماعت کثیر ہو اور زیادہ سے زیادہ اُن کے اسلام کی تشہیر ہو جائے)۔

غرض مذہبِ مہذبِ حنفی کا حکم تو یہ ہے کہ نمازِ غائب و تکرارِ نماز جنازہ، دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں۔ اور ہر ناجائز گناہ ہے اور گناہ و ناجائز میں کسی کی اطاعت نہیں۔ باقی جو کوئی غیر مقلد بننا چاہے تو آجکل آزادی و بے لگامی کی ہوا چل رہی ہے۔ ہر شخص کو شترِ بے مہار ہونے کا اختیار ہے۔ واللہ المستعان۔

(الهادی الحاجب ملتقطاً)

نماز جنازہ کا طریقہ

نماز جنازہ میں دو رکن ہیں۔ چار بار اللہ اکبر کہنا اور قیام۔

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی نہ ہوئی۔

اور تین چیزیں نمازِ جنازہ میں سنت ہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل کی ثنا۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔

۳۔ اور میت کے لیے دعا۔

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ یعنی

Marfat.com

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے۔ بہتر وہ درود شریف ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں۔

پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دعا کرے۔

اور بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں۔ ورنہ جو دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا ایسی ہو کہ امور آخرت سے متعلق ہو۔

پھر چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔ ظاہر ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد نہ قیام نماز ہے نہ اُس میں کوئی ذکر مسنون۔ تو ہاتھ باندھے رہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

دُعائے ماثورہ جو عام طور پر مروّج ہے یعنی بالغ مرد و عورت کے لیے وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ط وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۔

اے اللہ بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ۔ اور ہمارے حاضر و غائب کو۔ اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو۔ اور ہمارے مرد اور عورت کو۔ اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھ۔ اور ہم میں سے تو جسے وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔

اور میت مجنون یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ۔

Marfat.com

اے اللہ تو اس کو ہمارے لیے پیشرو کر اور اس کو ہمارے لیے ذخیرہ کر۔ اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت بنادے۔

اور لڑکی ہو تو اجْعَلْهُ کی جگہ اجْعَلْهَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔

بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (غنیہ)

قبر و دفن

چند مسائل و احکام

۱۔ میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ میت بالغ ہو یا نابالغ۔ (در مختار وغیرہ)

۲۔ قبر یعنی قبر کی لحد یا صندوق کی لمبائی میت کے برابر قد ہو۔ چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم از کم نصف قد کی اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد برابر ہو۔ اور متوسط درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔ (رد المحتار)

۳۔ قبر، دو قسم کی ہوتی ہے۔

۱۔ ایک لحد، کہ قبر کھود کر، اُس میں قبلہ کی طرف، میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور اُس میں میت رکھ کر، لحد کو بند کر دیں۔

۲۔ دوسری صندوق کہ برصغیر میں عموماً رائج ہے۔ لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں۔ اور زمین نرم ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

۴۔ قبر کے اُس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ (عالمگیری)

Marfat.com

۵۔ میت کو قبر میں اتارنے والے قوی و نیک اور امین ہوں کہ کوئی نامناسب بات دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔ (عالمگیری)

۶۔ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے تاکہ اُسے قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ یوں نہیں کہ جنازہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔

(درمختار وغیرہ)

۷۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(اللہ کے نام سے، اللہ کی توفیق سے اور محمد رسول اللہ کی شریعت پر)

۸۔ میت کو داہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اُس کا منہ قبلہ کو کر دیں۔ اور کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں۔ اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔ (جوہرہ)

۹۔ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے، تختہ لگانے تک، قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ (جوہرہ۔ درمختار)

۱۰۔ تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے۔ مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف، دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

پہلی بار کہیں:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا)

دوسری بار کہیں:

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے)

اور تیسری بار کہیں:

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے)

باقی مٹی ہاتھوں یا پھاوڑے وغیرہ سے قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی، اُس

Marfat.com

زیادہ نہ ڈالیں کہ مکروہ ہے۔ اور ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑدیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔ (عامۂ کتب)

۱۱۔ قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان۔ اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے (عالمگیری وغیرہ) البتہ بلا حاجت پانی نہ ڈالیں کہ اسراف ہے۔

طریقہ تلقین قبر

۱۔ حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی بھائی مسلمان مرے اور اُس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے ایک شخص اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یافلاں ابن/بنت فُلانۃ کہ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہے یا فُلاں ابن/بنت فُلانۃ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے یا فلاں ابن/بنت فُلانۃ وہ کہے گا۔ ہمیں ارشاد کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ مگر تمہیں اُس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی۔ پھر کہے اذکُرْ (اور عورت کے لیے۔ اذکُری) مَاخَرَجْتَ (اور عورت کے لیے خَرَجْتِ) عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا۔ شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ (اور عورت کے لیے وَاَنَّكِ رَضِيْتِ) بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا

یاد کر وہ بات جس پر تو دنیا سے نکلا تھا۔ گواہی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اور یہ کہ تو نے پسند کیا، اللہ تعالیٰ کو پروردگار۔ اور اسلام کو دین، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی، اور قرآن کو پیشوا)

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے۔ چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں۔ جسے

Marfat.com

لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔" اس پر کسی نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو (تو کیا کرے) فرمایا۔ تو حوّا کی طرف نسبت کرے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴)

۲۔ بعض اجلۂ ائمہ تابعین فرماتے ہیں "جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جانے لگیں تو مستحب سمجھا جاتا ہے کہ میت سے، اُس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے۔ یا فلان بن فلان

قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اے فلاں بن فلاں کہہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ کلمہ تین بار کہیں۔ پھر یہ الفاظ کہیں

قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَام وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

تو کہہ کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔"

امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اس پر اتنا اور اضافہ فرمایا:

وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَیْنِ الَّذَیْنِ اَتَیَاکَ اَوْیَاتِیَانِکَ اَنَّھُمَا عَبْدَانِ لِلّٰہِ لَا یَضُرَّانِ وَلَا یَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَاَشْھَدُ اَنَّ رَبَّکَ اللّٰہُ وَدِیْنَکَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیَّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَبَّتَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط

اور جان لے کہ یہ دو جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ تو یہی دو بندے ہیں اللہ کے۔ نہ نفع دیں نہ نقصان پہنچائیں مگر خدا کے حکم سے۔ تو نہ ڈر اور نہ غم کر۔ اور گواہی دے کہ تیرا رب اللہ ہے۔ اور تیرا دین اسلام اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ثابت رکھے ہمیں اللہ۔ اور تجھ کو۔ ٹھیک بات پر۔

Marfat.com

دنیا کی زندگی اور آخرت میں ۔ بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان ۔"

(بہارِ شریعت ۔ فتاویٰ رضویہ)

میت سے متعلق مسائل متفرقہ

۱۔ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں ۔ سرہانے الٓمٓ سے مفلحون تک ۔ اور پائنتی آمن الرسول سے ختم سورت تک ۔ (جوہرہ)

۲۔ دفن کے بعد، قبر کے پاس، اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے ۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے، گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی ۔ اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دعا و استغفار کریں ۔ اور یہ دعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے ۔

(جوہرہ وغیرہ)

۳۔ قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے ۔ اور قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا، نا جائز ہے ۔ خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو ۔ (عالمگیری)

۴۔ اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے دُور ہی سے فاتحہ پڑھ دے ۔ اور قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے ۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا" جوتے اتار دے نہ قبر والے کو تو ایذا دے نہ وہ تجھے ۔ (فتاویٰ رضویہ ۔ بہارِ شریعت)

۴۔ کتبِ حنفیہ میں جنازے کے ساتھ، ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے ۔ مگر عند التحقیق یہ حکم اُس زمانۂ خیر کے لیے تھا جب کہ ہمراہیانِ جنازہ، تصوّرِ موت میں ایسے غرق ہوتے تھے کہ گویا میت، اُن میں ہر ایک کا خاص، اپنا کوئی جگر پارہ ہے ۔ بلکہ گویا خود ہی میت ہیں ہمیں کو جنازہ پر لیے جاتے ہیں اور اب قبر میں رکھیں گے ۔ ولہٰذا علماء نے سکوتِ محض

Marfat.com

کو پسند کیا تھا۔ کہ کلام اگرچہ ذکر ہی ہو اگرچہ آہستہ ہو۔ اس تصور سے (کہ بغایت نافع اور مفید اور برسوں کے زنگ، دل سے دھونے والا ہے) رد کے گا۔ یا کم از کم دل بٹ جائے گا۔ تو اس وقت محض خاموشی ہی مناسب تر ہے۔ ورنہ حاش للہ ذکرِ خدا و رسول، نہ کسی وقت منع ہے اور نہ کوئی چیز اُس سے بہتر۔

اب کہ زمانہ منقلب ہوا لوگ جنازہ کے ساتھ، اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر، لغویات و فضولیات اور دنیاوی تذکروں، بلکہ خندہ و لہو میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں ذکرِ خدا و رسول جلَّ و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مشغول کرنا عین صواب و کارِ ثواب ہے۔ تو ایسی حالت میں ذکرِ جہر کرنا۔ اور تعظیم خدا و رسول جلَّ جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم (پر مشتمل کلمات) بلند آواز سے پڑھنا عین نصیحت ہے کہ اُن کے دلوں کے زنگ چھوٹیں اور غفلت سے بیدار ہوں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر جنازے کے تمام ہمراہی بلند آواز سے کلمۂ طیبہ۔ حمد و نعت و درود خوانی وغیرہا ذکرِ خدا و رسول کرتے چلیں تو کچھ اعتراض نہیں بلکہ اس کا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ملتقطا)

۵۔ نمازِ جنازہ میں مقتدی بھی وہ سب کچھ پڑھیں جو امام پڑھتا ہے کہ نمازِ جنازہ میں صرف ذکر و دعا ہے۔ قرأتِ قرآن نہیں اور مقتدیوں کو صرف قراءتِ قرآن ہی منع ہے، باقی اذکار و دعائیں وہ امام کے شریک ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۶۔ مسجد میں نمازِ جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض۔ کہ حدیث میں نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔ (درمختار)

اور صحنِ مسجد بھی یقیناً مسجد ہے۔ فقہائے کرام صحنِ مسجد کو، مسجدِ صیفی یعنی گرمیوں کی اور مُسَقَّف (چھت والے) درجہ کو مسجدِ شتوی یعنی جاڑوں کی مسجد کہتے ہیں۔ لہذا صحنِ مسجد میں بھی نمازِ جنازہ جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

Marfat.com

اور حرمین طیبین کے فعل کو سند بنانا، صحیح نہیں کہ خانہ کعبہ اور مسجدِ اقدس نبوی میں نماز جنازہ شافعیہ کے طور پر ہوتی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ)

۷۔ مُردہ کی نماز جنازہ کے لیے جو جا نماز مہیا کی جاتی ہے، اس سے دو غرضیں لوگوں کی ہیں ایک یہ کہ اکثر نمازِ جنازہ، راستے وغیرہا بے احتیاطی کے مقامات پر ہوتی ہے۔ مسجد کہ صاف و پاکیزہ رکھی جاتی ہے اس میں نماز جنازہ منع ہے۔ تو بغرضِ احتیاط امام کے نیچے جانماز بچھادی جاتی ہے کہ سب مقتدیوں کے لیے اس کا مہیا کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اور اگر فرض کیجئے کہ وہ تمام جگہ ایسی ناپاک ہے کہ کسی کی نماز، اس صورت میں وہاں نہ ہو سکے تو جانماز کے سبب، امام کی نماز تو ہو جائے گی۔ اور اسی قدر سب مسلمانوں کی طرف سے ادائے فرض اور ابرائے ذمہ (یعنی بری الذّمہ ہونے) کے لیے کافی ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں۔ دوسرے نفع فقیر کرو جا نماز، بعد نماز کسی طالب علم یا اور فقیر پر تصدق کردی جاتی ہے۔ اور یہ دونوں غرضیں محمود ہے۔ تو اس کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ عہ)

۸۔ قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھُل جائے یعنی اُس کی مٹی الگ ہو جائے اور مُردے کی ہڈیاں وغیرہ نظر آنے لگیں تو اس صورت میں اُسے مٹی دینا فقط جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ سترِ مسلم فرض ہے۔ اور میّت کی ہڈیاں وغیرہ باہر نکل پڑیں تو اُن ہڈیوں کو دفن کرنا بھی واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۹۔ عورتوں کے جنازہ پر چھتری یا گہوارہ بنا کر، غلاف و پردہ ڈالنا مستحب و ماثور ہے ایسا ہی چاہیئے۔ اور مَردوں کے جنازے میں نہ اُس کی حاجت نہ سلف سے عادت، ہاں بارش یا دھوپ وغیرہ کی شدّت سے بچانے کو بنائیں تو کچھ حرج نہیں۔ اور دوشالہ وغیرہ بیش بہا کپڑے ڈالنے سے اگر ریا و تفاخر مقصود ہو تو وہ یوں بھی حرام ہے۔ نہ کہ خاص معاملۂ میّت، اور آخرت کی اوّلین منزل میں۔ اور پھولوں کی چادر بھی اگر بہ نیت

Marfat.com

زینت ہو تو مکروہ۔ اور اگر اس قصد سے ہو کہ اس کی خوشبو اور تسبیح سے میت کو انس ہو گا کہ جب تک وہ تر رہیں تسبیح کریں گے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس نیتِ حسن سے حسن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۱۰۔ عود لوبان وغیرہ کوئی چیز، اگرچہ برتن میں ہو اور اگر بتی، قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوءِ ادب اور بد فالی ہے۔ اور قبر کے قریب سلگانا جب کہ وہاں نہ کوئی تلاوت کرنے والا ہے نہ کوئی ذکر اذکار میں مشغول۔ اور نہ وہاں اور لوگ کسی دینی ضرورت سے بیٹھے ہیں، بلکہ صرف قبر کے لیے جلا کر، چلا آئے جیسا کہ عموماً رواج پڑ گیا ہے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف اور اضاعتِ مال ہے۔ میت اگر صالح ہے تو اس غرفے یعنی کھڑکی کے سبب، جو اس کی قبر میں جنت سے کھولی جاتی ہے اور بہشتی نسیمیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں، دنیا کے اگر، لوبان سے غنی ہے۔ اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو تو اسے اس سے انتفاع نہیں۔

ہاں فاتحہ خوانی یا تلاوتِ قرآن عظیم و ذکر الٰہی کے وقت، حاضرین کے لیے سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے کہ اس میں تلاوت و ذکر الٰہی کی تعظیم بھی ہے اور مجالسِ مسلمین کو خوشبوؤں سے مہکانا بھی۔ اور یہ دونوں باتیں قدیم سے مسلمانوں میں رائج (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۱۱۔ قبر کے پاس تلاوت، یا د پر، خواہ دیکھ کر ہر طرح جائز ہے جب کہ لوجہ اللہ ہو۔ اور قبر پر نہ بیٹھے۔ نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچا ہو۔ اور اگر بے اس کے وہاں تک نہ جا سکے تو قبر کے نزدیک، تلاوت کے لیے جانا حرام ہے، بلکہ کنارے ہی سے، جہاں تک، بے کسی قبر کو روندے، جا سکتا ہے تلاوت کرے۔ (در مختار وغیرہ)

ہاں قرآن خوانی پر اجرت لینا دینا منع ہے۔ عادت و رواج کے مطابق، پڑھنے والے کو معلوم ہے کہ ملے گا۔ اور پڑھوانے والے کو معلوم ہے کہ دینا ہو گا تو یہ بھی اجرت میں داخل ہے کہ المعروف کالمشروط قاعدۂ کلیہ ہے۔ مگر جب صراحۃً معروف

Marfat.com

کی نفی کر دے تو مشروط نہیں رہے گا۔ مثلاً قاری یعنی پڑھنے والے سے صاف کہہ دیا جائے کہ دیا کچھ نہ جائے گا۔ یا وہ کہہ دے کہ میں لوں گا کچھ نہیں۔ اُس کے بعد پڑھے پھر جو چاہیں دیں۔ وہ اجرت میں داخل نہ ہوگا۔

اور اگر یوں کریں کہ حافظ کو مثلاً چالیس دن کے لیے نوکر رکھ لیں کہ جو چاہیں کام لیں گے اور یہ تنخواہ دیں گے۔ پھر اُس سے قبر پر پڑھنے کا کام لیا جائے تو یہ بلاشبہ جائز ہے کہ اُجرت اُس کے وقت کے مقابل ہے نہ کہ تلاوت کے (فتاویٰ رضویہ)

شجرہ و عہدنامہ قبر میں رکھنا

ہمارے علمائے کرام نے فرمایا کہ میّت کی پیشانی یا کفن پر عہدنامہ لکھنے سے اُس کے لیے اُمیدِ مغفرت ہے۔ امام اجل طاؤس تابعی، شاگرد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ اُنہوں نے اپنے کفن میں عہدنامہ لکھے جانے کی وصیت فرمائی اور حسبِ وصیّت اُن کے کفن میں لکھا گیا۔ اور امام ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضور پُرنور سیّد عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو یہ دعا لکھ کر، میّت کے سینہ پر، کفن کے نیچے رکھ دے اُسے عذابِ قبر نہ ہو، نہ منکر نکیر نظر آئیں، اور وہ دعا یہ ہے:

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نیز ترمذی میں سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا (یعنی عہدنامہ) پڑھے، فرشتہ اُسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لیے اٹھا رکھے۔ جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو قبر سے اُٹھائے۔ فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے۔ عہد والے کہاں ہیں۔ اُنہیں وہ عہدنامہ دیدیا جائے۔"

Marfat.com

امام نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ امام طاؤس کی وصیت سے یہ عہد نامہ اُن کے کفن میں لکھا گیا۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ جو یہ دعا میّت کے کفن میں لکھے یا لکھ کر میّت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سوالِ نکیرین و عذابِ قبر سے امان دے۔

تو جب خود کفن پر ایسی دعائیں لکھنا یا انہیں لکھ کر میّت کے سینہ پر رکھنا، فقہائے کرام کے نزدیک جائز و ثابت ہے تو شجرۂ شریف رکھنا بھی اسی باب سے ہے کہ اس سے محبوبانِ خدا علیہم التحیۃ والثناء کے اسمائے طیبہ سے توسّل و متبرک ہے جو بلا شبہ جائز و ثابت ہے۔ اسمائے اصحابِ کہف میں کہ وہ اولیائے علیین ہیں۔ وہ برکات ہیں کہ جلتی آگ بجھ جائے۔ روتا بچہ ہنس پڑے۔ تیار کھیت محفوظ رہیں۔ تونگری و وجاہت حاصل ہو اولیائے محمدیین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین کا کیا کہنا۔ اُن کے اسمائے کرام کی برکات کیا شمار میں آسکیں۔

غرض شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے منہ کے سامنے، قبلہ کی جانب طاق کھو کر اُس میں رکھیں۔

اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمۂ طیبہ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مگر نہلانے کے بعد، کفن پہنانے سے پیشتر، کلمہ کی انگلی سے لکھیں۔ روشنائی سے نہ لکھیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہما)

ایصالِ ثواب

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مسلمان مُردے کو ثواب پہنچتا ہے۔ اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پاکر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہنچنے کا

Marfat.com

منتظر رہتا ہے۔ اور ثواب پاکر ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے تحفے ہدیے سے ۔ اور یہ کہ ملائکہ ان ثوابوں کو، نور کے طبق پر رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے، یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔

نو میت کے ایصالِ ثواب کی نیت سے فاتحہ دلانا، اموات مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر، ایصالِ ثواب کے لیے تصدق کرنا، مساکین کو کھلانا، قرآن خوانی کرانا۔ اور ختم شریف کے بعد شیرینی تقسیم کرنا، غرض کوئی بھی نیک کام کرنا اور اُس کا ثواب مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدیہ کرنا۔ اور اُن کی ارواح کو بخشنا، بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ بلکہ بزرگانِ دین کے لیے ہو جسے عرفِ عام میں نذر و نیاز کہتے ہیں۔ مثلاً گیارہویں شریف کی نیاز، تو یہ باعثِ برکات بھی ہے اور حلِ مشکلات اور قضائے حاجات کے لیے ایک وسیلۂ جلیلہ بھی۔

فرق اتنا ہے کہ بزرگانِ دین کی نیاز کا کھانا تبرک ہو جاتا ہے کہ اس میں ہدیۂ ثواب کے ساتھ، اُن کی رضا جوئی اور اُن سے حُسنِ جزا، اور نیک دعا کی طلب بھی ہے۔ تو اسے اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں۔ اور بطورِ تبرک اُن میں تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اُس میں برکت آ جاتی ہے۔

اور وہ طعام کہ عام طور پر اپنے اموات کو ایصالِ ثواب کے لیے بہ نیتِ تصدق کیا جاتا ہے وہ غرباء و مساکین کے لیے ہے۔ وہی اس کے حقدار ہیں۔ اغنیاء کو نہ چاہیئے۔ خواہ ایصالِ ثواب کے لیے یہ اعمال صالحہ، قرآن خوانی، خوراک خورانی وغیرہ، کسی تاریخ کسی دن، اور سوم دہم چہلم برسی وغیرہ کسی نام سے ہوں۔

سوم دہم چہلم برسی یا اور ایسے ہی دوسرے مواقع پر جو کھانا ان اموات پر تصدق کے لیے کیا جائے وہ مساکین و فقراء ہی کو کھلایا جائے یا اُن میں تقسیم کر دیا جائے ۔ برادری میں تقسیم کرنا یا برادری کو۔ جمع کر کے کھلانا اور شادیوں کی بھاجی کی طرح، برادری میں بانٹنا،

Marfat.com

یا دوست احباب کہ غنی ہیں، اُن کو کھلانا اُن کے گھر پہنچانا، یہ سب بے اصل اور بے معنی ہے۔ جس سے احتراز چاہیئے۔ ایسے ہی کھانوں کے متعلق علماء نے فرمایا کہ یہ بدعتِ سیّٔہ ہے۔ جس طرح میّت کے یہاں، روزِ موت سے جو عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور اُن کے کھانے پینے، پان چھالیا کا اہتمام، میت والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ تو وہ کھانا فاتحہ و ایصالِ ثواب کا نہیں ہوتا بلکہ وہی دعوت اور مہمانداری ہے کہ غمی میں جس کی اجازت نہیں۔ اور اگر ریا و فخر کے لیے ہو تو پھر اس کے حرام ہونے میں کلام نہیں۔ ہاں قلب کا حال اللہ جانتا ہے۔

الغرض موت میں دعوت بھی ممنوع اور اس میں شریک ہونا بھی بدعتِ قبیحہ و غیر مشروع کہ گناہ پر امداد و اعانت ہے۔ اور گناہ پر اعانت حرام۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

زیارتِ قبور اور اُس کے آداب

۱۔ قبورِ مسلمین کی زیارت مستحب و سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے۔ اور جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے۔ اور اولیائے کرام و شہداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضری سعادت بر سعادت ہے۔ بلکہ اُن کے مزاراتِ طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اولیائے کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بے شک حق ہے۔ جو اسے نہ مانے اپنی راہ لے اور داغِ محرومی لیے مرے۔ مسلمانوں کو اُس سے کیا۔

ہاں اگر مزارات پر منکراتِ شرعیہ مثل رقص و مزامیر یا مثلاً عورتوں سے اختلاط ہو تو اس سے بچنا لازم ہے۔ مگر اِن کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے کام ترک نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اُسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کردے یا اس کی کوشش کرے۔ ورنہ اُسے بُرا جانے اور خاموش رہے۔

۲۔ زیارتِ قبرِ میّت کے مواجہہ میں کھڑے ہو کر ہو۔ یعنی پائنتی کی طرف سے جا کر

Marfat.com

میت کے منہ کے سامنے رہے۔ سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے کہ یہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے۔

اور سلام و ایصالِ ثواب کے لیے بیٹھنا چاہتا ہے تو قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اُس کے پاس زندگی میں، نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔ (ردالمحتار)

۴۔ قبرستان میں جائے تو یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مِنْكَ رَوْحًا وَّرَيْحَانًا وَّمِنَّا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا۔

الٰہی تو اہلسنّت و جماعت کی ان قبروں میں، اپنی طرف سے تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت وسلام پہنچا دے۔

پھر الحمد شریف اور الٓمّ سے مفلحون تک، اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول سے آخر سورت تک اور یاد ہو تو سورہ یٰسٓ اور تبارک الذی اور الھٰکم التکاثر ایک ایک بار اور قل ہو اللہ شریف گیارہ یا سات بار یا تین بار پڑھے اور ان کا ثواب مُردوں کو پہنچائے اور دعا کرے کہ:

"الٰہی یہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں شخص یا فلاں فلاں اشخاص کو پہنچا۔ جو کچھ تو نے اس پر اپنے کرم سے مرتب فرمایا ہے، میرے اعمال کے مطابق نہیں۔"

اور افضل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں تمام انبیاء و اولیاء، اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات جو گزر گئے اور جو موجود ہیں اور جو قیامت تک آنے والے ہیں سب کو شامل کرے۔

مسلمانوں کو نفع رسانی سے اللہ عزوجل کی رضا و رحمت ملتی ہے۔ اور اس کی رحمت

Marfat.com

دونوں جہاں کا کام بنا دیتی ہے۔ آدمی کو اللہ کے کام ہیں، اللہ کی رضا کی نیت کرنی چاہیئے۔

۴۔ بزرگانِ دین کے مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ پر مواجہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز سے باادب سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

پھر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص سات بار، یا جو کچھ پڑھنا میسر ہو اور اوّل آخر تین بار درود شریف پڑھے اور اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ:

"الٰہی اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے جو میرے عمل کے لائق ہے اور اُسے میری جانب سے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذر فرما اور حضور کے طفیل میں تمام انبیاء و مرسلین اور اولیائے کرام اور تمام مومنین و مومنات اور اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔"

پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لیے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اُسی طرح سلام کر کے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے۔ خاص کر عوام کے سامنے کہ وہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔ اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ ہاں خواص میں سے کوئی برکت لینے کے لیے گردِ مزار پھرا، یعنی عوام سے جدا، تو حرج نہیں۔ مگر عوام اس سے بھی منع کیے جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہارِ شریعت)

۵۔ عورتوں کے لیے بھی، بعض علماء نے زیارتِ قبور کو جائز بتایا مگر اس دورِ پُر فتن میں سلامتی کی راہ یہی ہے کہ عورتوں کو زیارتِ قبور کے لیے نہ جانے دیا جائے کہ عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع فزع، آواز سے رونا چلانا اور نوحہ کریں گی اور

Marfat.com

صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گے۔ یا بے ادبی کریں گی۔ کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ پھر عورتیں مزاراتِ صالحین پر ناخواندہ مہمان ہیں۔ اور اگر مردوں کی بھیڑ میں جائیں تو یہ اختلاطِ مرد و زن، ہر جگہ حرام۔ یہاں حرام تر۔ کہ اس سے بزرگانِ دین کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور خود ان کی بھی بے عزتی۔ بیباک اور شرم و حیا سے کورے، جاہلوں کے ہاتھ، جا بجا پڑتے ہیں تو بے غیرتی بھی۔

(درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۶۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک، فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے کہ اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی رحمت سے اُمید ہے کہ سب کو پورا ملے۔ یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔

بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے برابر ملے۔ حدیث میں ہے جو گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اُس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی کے برابر ثواب پائے۔"

(درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

۷۔ نابالغ نے کچھ پڑھ کر، یا کوئی نیک عمل کر کے، اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہ خیال کہ جب بزرگانِ دین اور شہداء و صالحین، بحکمِ حدیث، ان شاء اللہ العزیز فتنۂ قبر سے مامون ہیں۔ یوں ہی وہ سنّی مسلمان، اہلِ ایمان جس کی موت، جمعہ یا رمضان المبارک جیسے ایامِ مبارکہ میں واقع ہوئی، اُن سے عذابِ قبر اُٹھا لیا جاتا ہے تو اب

Marfat.com

اُنہیں ایصال ثواب کی کیا حاجت، محض غلط و بے معنی ہے۔
عزیزو! ایصالِ ثواب جس طرح عذاب اٹھانے، عقاب ٹالنے میں باذن اللہ تعالیٰ کام دیتا ہے، یوں ہی درجات کی بلندی اور حسنات کی زیادتی میں بھی کام آتا ہے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور اُس کی زیادت و برکت سے کوئی غنی نہیں۔ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔

بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔
سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ جلّ وعلا نے اموالِ عظیمہ عطا فرمائے تھے۔ ایک روز نہار ہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹڈیاں برسیں۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام چادریں بھرنے لگے۔ رب عزّ وجلّ نے ندا فرمائی:

"اے ایوب جو تمہارے پیشِ نظر ہے، کیا میں نے تمہیں اس سے بے پرواہ نہ کیا تھا۔ عرض کی۔ ضرور غنی کیا تھا، تیری عزّت کی قسم۔ مگر مجھے تیری برکت سے تو بے نیازی نہیں"۔ (بخاری واحمد ونسائی)

تو جب حق جلّ وعلا کی دنیوی برکت سے بندہ کو غنا بے احتیاج) نہیں تو اُس کی دینی برکت سے کون بے نیاز ہو سکتا ہے۔

صالحین تو صالحین، خود اولیائے کاملین بلکہ حضرات انبیاء و مرسلین، بلکہ خود حضور پُرنور سیّد المحبوبین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو ایصالِ ثواب، زمانۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اب تک معمول ہے۔ حالانکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قطعًا معصوم ہیں۔ تو جمعہ و رمضان المبارک کی موت یا اس کی شہادت، یا میت کا صالحین و کاملین میں ہونا، ایصالِ ثواب سے کیا مانع ہو سکتا ہے۔ اور زیادتِ کمال و حسنات سے کون مستغنی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

یوں ہی یہ خیال ہے کہ "جب پڑھ کر بخش چکے تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا، محض جاہلانہ اور واہی تباہی بات ہے۔ یا پھر وہابیت کی نجاست سے ملوّث۔ جاہل، اس حالت کو دنیا کی حالت پر قیاس کرتا ہے کہ ایک چیز دوسرے کو دے دیں۔ تو اپنے پاس ہی نہ رہے۔ عزیز من! وہاں کی باتیں یہاں کے قیاس پر نہیں۔ صحیح حدیث میں فرمایا کہ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے، اُن کی رُوحیں شاد ہوں۔ اور یہ اُن کے ساتھ نیکو کار لکھا جائے۔ اور دونوں کو پورے حج کا ثواب ملے اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو" اس کی نظیر دنیا میں علم ہے کہ جتنا تقسیم کیجئے اوروں کو ملتا ہے۔ اور اپنے پاس سے کچھ نہیں گھٹتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ملتقطاً)

بیماری و عیادت اور موت و تعزیت سے متعلق

چہل احادیث کریمہ

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"مسلمان کو جو تکلیف و ہمّ و حُزن و اذیت و غم پہنچے۔ یہاں تک کہ کانٹا جو اُس کے چبھے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اُس کے گناہ مٹا دیتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالیٰ اس سے اس کے سیئات کو گرا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

۳۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے جب اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں۔ پھر وہ صبر کرے

Marfat.com

توآنکھوں کے بدلے، اُسے جنت دوں گا۔ (بخاری شریف)

۴۔ بندہ کو کوئی تکلیف کم و بیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب۔ اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ (ترمذی)

۵۔ بندہ جب عبادت کے اچھے طریقے پر ہو۔ پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اُس پر مؤکل ہے، اُس سے فرمایا جاتا ہے اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ، جب مرض میں مبتلا نہ تھا، یہاں تک کہ میں اُسے مرض سے رہا کر دوں یا اپنی طرف بلا لوں۔

(شرح سنہ)

۶۔ جب مسلمان کسی بلا سے بدن میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتہ کو حکم ہوتا ہے، لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا۔ تو اگر شفا دیتا ہے تو دھو دیتا اور پاک کر دیتا ہے۔ اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا اور معاف فرماتا ہے۔ (شرح سنہ)

۷۔ سب سے زیادہ سخت بلا، انبیاء پر ہوتی ہے۔ پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں۔ آدمی میں جتنا دین ہوتا ہے۔ اُسی کے اندازے سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر دین میں قوی ہے۔ بلا اُس پر سخت ہوگی اور دین میں ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہ رہا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۸۔ جتنی بلا زیادہ، اتنا ہی ثواب زیادہ۔ اور اللہ عزّوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اُسے بلا میں ڈال دیتا ہے۔ جو راضی ہوا، اس کے لیے رضا ہے۔ اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناخوشی ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۹۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے دُنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے۔ اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا۔ قیامت کے دن پورا بدلہ دے گا۔ (ترمذی)

Marfat.com

۱۰۔ مسلمان مرد و عورت کے جان و مال و اولاد میں ہمیشہ بلا رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اُس پر کچھ خطا نہیں۔ (مالک و ترمذی)

۱۱۔ بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اُس رتبہ کو نہ پہنچتا تو بدن یا مال یا اولاد میں اُس کا ابتلا فرماتا ہے۔ پھر اُسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اُسے اُس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اُس کے لیے علم الٰہی میں ہے۔

(احمد و ابو داؤد)

۱۲۔ جب قیامت کے دن اہلِ بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنّا کریں گے کاش دنیا میں قینچیوں سے اُن کی کھالیں کاٹی جاتیں۔ (ترمذی)

۱۳۔ مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے، اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آیندہ کے لیے نصیحت۔ اور منافق جب بیمار ہوا پھر اچھا ہو گیا، اس کی مثال اونٹ کی سی ہے کہ مالک نے اُسے باندھا پھر کھول دیا۔ تو اُسے نہ معلوم کہ کیوں باندھا نہ یہ کہ کیوں کھولا۔ (ابو داؤد)

۱۴۔ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ ۱ سلام کا جواب دینا ۲ مریض کی عیادت یعنی پوچھنے کے لیے جانا۔ ۳ جنازے کے ساتھ جانا۔ ۴ دعوت قبول کرنا اور ۵ چھینکنے والے کا جواب دینا۔

نفیس فائدہ

چھینک اچھی چیز ہے۔ اُسے بدشگونی جاننا، مشرکینِ ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔ حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا: اَلْعَطْسَةُ عِنْدَ الْحَدِيْثِ شَاهِدٌ عَدْلٌ۔ بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے۔ یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب معلوم نہیں۔ اور اُس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے

Marfat.com

کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے۔ لہذا چھینک پر حمدِ الٰہی بجا لانا مسنون ہوا۔

بہت سے لوگ صرف الحمدللہ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہیئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حدیث میں ہے جو چھینک پر الحمدللہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العالمین۔ یعنی اُس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے۔ اور جو کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرشتہ کہتا ہے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ اللہ تجھ پر رحم کرے" تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعائے رحمت۔ یہ ملائکہ کے لیے۔ آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمدِ الٰہی بجا لائے اگرچہ صرف الحمدللہ کہے یہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔ پھر اُسے مستحب کہ اس کہے یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔ اور چھینک پر افضل و اکمل صیغہ حمد کا یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ من حال وصلی اللہ تعالٰی علٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ۔

(ملفوظات امام احمد رضا دوم)

۱۴۔ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چنتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۔ اللہ عزوجل روزِ قیامت فرمائے گا اے ابنِ آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی عرض کرے گا۔ تیری عیادت کیسے کرتا۔ تو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اُس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے عیادت نہ کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اُس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا۔ (مسلم شریف)

۱۶۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے

Marfat.com

ہیں اور اُس کے لیے جنّت میں ایک باغ ہوگا۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

۱۷۔ افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اُٹھ کر چلا آئے۔ (بیہقی)

۱۸۔ جب تو مریض کے پاس جائے تو اُس سے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کہ اُس کی دعا دعائے ملائکہ کی مانند ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۹۔ جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کُن بات کرو۔ کہ یہ کسی چیز کو رد نہ کرے گا اور اُس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔ (ترمذی۔ابن ماجہ)

۲۰۔ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے۔

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔

اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرش کریم کا مالک ہے۔ اس کا کہ تجھے شفا دے۔

اگر موت نہیں آئی ہے تو شفا ہو جائے گی۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

۲۱۔ لذّتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

۲۲۔ اپنے مُردوں کو یاد نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ۔ کہ اگر وہ جنتی ہیں تو بُرا کہنے میں تم گنہگار ہوگے۔ اور اگر دوزخی ہیں تو انہیں وہ عذاب ہی بہت ہے جس میں وہ ہیں۔ (نسائی)

۲۳۔ تین چیزوں میں دیر نہ کرو۔ نماز[۱] جب اُس کا وقت آجائے۔ اور جنازہ[۲] جس وقت حاضر ہو اور زن[۳] بے شوہر جب اُس کا کفو ملے (احمد و ترمذی)

۲۴۔ جب تم میں کوئی مرے تو اُسے نہ روکو۔ اور جلد دفن کو لے جاؤ۔ (طبرانی)

ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر روز جمعہ پیش از جمعہ، جنازہ تیار ہوگیا تو جماعتِ کثیرہ کے انتظار میں دیر نہ کریں۔ پہلے ہی دفن کر دیں۔ اس مسئلہ کا بہت خیال رکھنا چاہیئے کہ آج کل عوام میں اس کے خلاف رائج ہے۔ جنہیں کچھ سمجھ ہے وہ تو اسی جماعتِ کثیرہ کے انتظار میں روکے رکھتے ہیں۔ اور نرے جُہّال نے اپنے جی سے اور

Marfat.com

باتیں تراشی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میت بھی نمازِ جمعہ میں شریک ہو جائے گی۔ کوئی کہتا ہے کہ نماز کے بعد دفن کریں گے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہے گا۔ یہ سب بے اصل و خلافِ مقصد شرح ہیں۔ (فتاوی رضویہ ۲۴ـ۴)

۲۵۔ جو مسلمان کسی جنازے کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن ہو چکے، اُس کے لیے تین قیراط اجر لکھا جائے۔ ہر قیراط کوہِ اُحد سے بڑا۔ (طبرانی)

۲۷۔ جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کے مقدار کو پہنچتا ہو نماز پڑھے اُس کی مغفرت ہو جائے۔ (احمد ابوداؤد وغیرہ)

۲۸۔ دنیا سے مسلمان کا جانا، ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا۔ اُس دم گھٹنے اور اندھیری کی جگہ سے، اس فضائے وسیعِ دنیا میں آنا۔ (ترمذی)

اسی لیے علماء فرماتے ہیں دنیا کو برزخ سے وہی نسبت جو رحمِ مادر کو دنیا سے۔ پھر عالمِ برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے۔

۲۹۔ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اُسے اپنی گردنوں پر اُٹھاتے ہیں۔ اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ۔ اور اگر بد ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے خرابی اس کی۔ کہاں لیے جاتے ہو۔ ہر شے اُس کی آواز سنتی ہے۔ مگر آدمی کہ وہ سُنے تو بیہوش ہو جائے۔

(بخاری و مسلم)

۳۰۔ بے شک مردہ پہچانتا ہے اُسے جو اُس کو غسل دے اور جو اُٹھائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر میں اتارے۔ (امام احمد و طبرانی)

۳۱۔ کفن اچھا دو اور اپنی میت کو چلّا کر رونے، یا اُس کی وصیت میں دیر لگانے یا قطعِ رحم کرنے سے ایذا نہ دو۔ اور اُس کا قرض جلد ادا کرو۔ اور بُرے ہمسائے سے الگ رکھو (یعنی قبورِ کفار و اہلِ بدعت و فسق کے پاس دفن نہ کرو۔ (دیلمی)

۳۲۔ جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے

Marfat.com

کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ (ابن ماجہ)

۳۳۔ جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اُسے اُسی مثل ثواب ملے گا۔ (ترمذی وغیرہ)

۳۴۔ جو (کسی کی موت پر) منہ پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ اور بین) کرے وہ ہم سے نہیں۔ (بخاری و مسلم)

۳۵۔ جو سر منڈائے اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اُس سے بری ہوں۔ (مسلم)

۳۶۔ میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں۔ لوگ انہیں نہ چھوڑیں گے۔ حسب[1] پر فخر کرنا نسب[2] میں طعن کرنا۔ اور ستاروں[3] سے مینہ چاہنا (کہ فلاں نچھتر کے سبب پانی برسے گا)۔ اور[4] نوحہ کرنا۔ اور فرمایا:

"نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر ایک کرتا قطران کا ہوگا اور ایک خارشت کا۔"

(مسلم شریف)

۳۷۔ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب، اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا۔" اور زبان کی طرف اشارہ کرکے "لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے۔ اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

یعنی جب کہ اُس نے وصیت کی ہو۔ یا وہاں رونے کا رواج ہوا اور اس نے منع نہ کیا ہو گویا یہ خود بھی اس پر راضی تھا واللہ تعالیٰ اعلم یا یہ مراد ہے کہ اُن کے رونے سے اُسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا اے اللہ کے بندو! اپنے مُردے کو تکلیف نہ دو۔ اور جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔

۳۸۔ جب کوئی مرتا ہے اور اُس پر رونے والا، اس کی خوبیاں بیان کرکے روتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس میت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اُسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا

(ترمذی)

Marfat.com

۳۹۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے اے ابن آدم اگر تو اوّل صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو تیرے لیے جنّت کے سوا، کسی ثواب پر راضی نہیں۔ (ابن ماجہ)

۴۰۔ جس مسلمان مرد یا عورت پر، کوئی مصیبت پہنچی، اُسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہے۔ اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہو گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا کہ مصیبت پہنچی تھی۔ (احمد و بیہقی)

وصلی اللہ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ اصحابہ واھل بیتہ وابنہ سیدنا الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الراحمین۔

تمّت

Marfat.com

دُعائے خیر

نقصان نہ دے گا تجھے، عصیاں میرا
غفران میں کچھ خرچ، نہ ہوگا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف
جس میں ترا کچھ خرچ نہیں، دے مولا

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ۔

بِجَاهِ نَبِیِّكَ الْمُصْطَفٰی وَ رَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰی وَحَبِیْبِكَ الْمُجْتَبٰی وَ اَمِیْنِكَ عَلٰی وَحْیِ السَّمَاءِ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَ مَحَبَّتِكَ وَ اَمِتْنَا عَلَی الْكِتٰبِ وَ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ وَ الشَّوْقِ اِلٰی لِقَاءِكَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ، وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ وَ مَظْهَرِ لُطْفِهٖ وَ سِرَاجِ اُفُقِهٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَ عَلَیْنَا بِهِمْ وَ لَهُمْ وَ مَعَهُمْ وَ فِیْهِمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ آمین آمین آمین

Marfat.com

Marfat.com

نقالوں سے ہوشیار

فرید بک سٹال ۳۸، اُردو بازار لاہور ہی مفتی خلیل
برکاتی کی تمام کتب چھاپنے کے مجاز ہیں۔ لہٰذا کسی اور
کی شائع کردہ کتب نہ خرید فرمائیں۔

یہ تصویر سڈنی (آسٹریلیا) کے قریب واقع جنگلات میں سے ایک
درخت کی ہے ،اس درخت کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت
اللہ تعالیٰ کے حضور رکوع میں ہے۔ جبکہ اس درخت کا رخ قبلہ
شریف کی طرف ہے۔اس درخت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انسان
کی طرح درخت اور پودے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

- سُنّی بہشتی زیور
- ہمارا اسلام مکمل
- سبع سنابل
- الصّلوٰۃ
- ہماری نماز
- تفسیر سورۂ نور
- فیصلہ ہفت مسئل
- نورٌ علیٰ نور
- حکایاتِ رضویہ
- دس عقیدے
- روشنی کی طرف
- عقائدِ اسلام

فرید بک سٹال

۳۸۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com